

مختصر

# احکام حیث

(اور)

## ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

طبع سوم

بیان اصل و قبیل تحقیق

زوال آن کو کا فخر

فسرین کے قول

ایصال حیث کے قول

ارادتیں بعید میں پیش کیں تجھے کہاں

بایا ها المصیر امنوا

اصلوا  
فِي الْسَّلَمِ  
كَافِةً

حاجت

پیاروں، مختصر احکام حیث

صن تحریک مددات

علماء کے قول

کتاب و منشی کی رونما شاعت کام کر

وقفت اللہ تعالیٰ

ترتیب کار

قاری محمد عبید اللہ نانوی



تألیف مع تحریر

ماضی عبید الرحمونیلیں الفقیری

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اطْبِعُوا أَلٰهَهُ  
وَاطْبِعُوا رَسُولًا

جَمِيعَ الْعِبَادَاتِ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ

# مُدْعَى الْأَبْرِيْرِي

کتاب و متنی دینی پاپیڈیاں، اسلامی اسٹب لائپ سے ۱۲ جنوری ۲۰۲۰ء

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و متن ڈاٹ کام پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلسِ حقیقۃ النّشانِ الْمُحَمَّدی کے علماء کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرہن سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

- ✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)
- 🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

## مختصر

# ”احکام میت“

لور

ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

تألیف

فاضی عبدالرحیم عباس الفیضی

تزیین کار

فاری محمد عبداللہ خان دھلوی

ناشر

مکتبہ دارالفکر الفیضیہ للتحقيق والتالیف

علم بازار، غرب البنغال، الهند۔

## جملہ حقوق اشاعت برائے ”دارالفکر“ محفوظ ہیں

یہ کتاب یا اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی شکل میں ادارے کی پیشگی اور تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔ یہ اخلاقی جرم ہے۔ ضابطہ کے خلاف درزی کرنے والوں کے خلاف کا پی رائٹ ایکٹ کے مطابق کارروائی کی جائیگی۔

نام کتاب : مختصر ”احکام میت“  
اور ایصال ثواب کی شرعی حیثیت

مؤلف : فاضی عبدالرحیم عباس الفیضی

ترتیب کار : فاری محمد عبداللہ خان دھلوی

صفحات : 167

اشاعت سوم : جون : 2014ء

تعداد : 11000

دارالنشر والتوزيع :

مکتبہ دارالفکر الفیضیہ للتحقیق و التألیف

*Maktaba Darul Fikr Al Faiziah*

illam Bazar .Birbhum.(W.Bengal)

رائب کیلے: Mob.: 09564940273,

بسم الله الرحمن الرحيم

# فهرست کتاب

## [باب اول ”احکام میت“]

مضاہن	صفہ نمبر	
تاثرات	⊗	[9]
عرض مؤلف	⊗	[15]
کتاب بند اکی اہم خصوصیات	⊗	[17]
خطبۃ الكتاب	⊗	[19]
مختصر کتاب الجنائز	⊗	[25]
حسن خاتم کی علامات	⊗	[25]
عیادت و بیمار پرسی	⊗	[30]
عیادت کی دعائیں	⊗	[34]
تجھیز و تغییں	⊗	[38]
عالمِ نزع میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تلقین	⊗	[38]
مرنے والے کے سامنے ”یسؐ“ کی تلاوت	⊗	[39]
موت کی آرزو کرنا جائز نہیں	⊗	[40]
اگر موت کی آرزو کرنی ہی ہو تو.....؟	⊗	[40]

مضامین \_\_\_\_\_ صفحہ نمبر

- |      |  |   |
|------|--|---|
| [41] | فرگ آخرت                                       | ⊗ |
| [41] | خود کشی گناہ کبیرہ ہے                          | ⊗ |
| [42] | میت کو بوسہ دینا                               | ⊗ |
| [43] | میت کا غسل مسنون اور اس کا طریقہ               | ⊗ |
| [44] | زوجین ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں             | ⊗ |
| [46] | کیا غسل دینے والے پر غسل واجب ہے؟              | ⊗ |
| [48] | میت کا کفن                                     | ⊗ |
| [49] | کفن کارگنگ سفید ہو                             | ⊗ |
| [50] | مرد و عورت دونوں کو تین کپڑوں میں کفنا یا جائے | ⊗ |
| [50] | کیا عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنا نالازمی ہے؟    | ⊗ |
| [51] | میت پر سوگ                                     | ⊗ |
| [52] | میت پر رونا                                    | ⊗ |
| [53] | نوحہ کرنا گناہ کبیرہ ہے                        | ⊗ |
| [54] | کسن اولاد کی موت پر جنت کی خوشخبری             | ⊗ |
| [55] | بے اختیار آنسو بہ نکھنا کوئی گناہ نہیں         | ⊗ |
| [56] | تعزیت کے مسنون الفاظ                           | ⊗ |
| [56] | اہل میت کے یہاں کھانا بھیجنے کا بیان           | ⊗ |
| [58] | میت کے گھر کھانا کھانے کی روایت                | ⊗ |

اصل ثواب یا پھاصلیہ اسما الصنفوادو السلم کافہ

صفہ نمبر	مضامین
[60]	مقرر پر صلاة جنازہ اور رسول اللہ ﷺ
[60]	جنازہ پڑھنے والوں کے سبب مردوں کی بخشش
[61]	صلاۃ جنازہ کے لئے کیا ضعیں طاق بونا ضروری ہے؟
[62]	صلاۃ جنازہ میں امام کو کہاں کھڑا ہونا چاہیے
[63]	صلاۃ جنازہ پڑھنے کا طریقہ
[63]	صلاۃ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی تلاوت
[64]	صلاۃ جنازہ میں جبری قراءت
[65]	صلاۃ جنازہ میں سرسی قراءت
[66]	صلاۃ جنازہ کے فوراً بعد دعا
[66]	مردہ پیدا ہونے والے بچکی صلاۃ جنازہ
[68]	صلاۃ جنازہ مسجد میں یا باہر
[69]	سورہ الفاتحہ کے بعد درود پڑھنے کا ثبوت
[69]	صلاۃ جنازہ کی دعائیں
[72]	صلاۃ جنازہ میں رفع الہدیں کی بحث
[73]	صلاۃ جنازہ میں تکبیرات کا بیان
[74]	غائبانہ صلاۃ جنازہ
[76]	جنازہ کے ساتھ قبرستان تک چلنا
[77]	تدفین اور زیارت کا بیان
[78]	میت کو پانتانہ کی طرف سے قبر میں داخل کریں

## ایصال ثواب مکتبہ صار الفکر العیسیٰ للتفقیہ والتألیف

مضاہم صفحہ نمبر

- [78] میت کو قبر میں رکھتے ہوئے حسب ذیل دعا پڑھیں
- [79] مٹی دیتے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہئے؟
- [79] قبر کچی بنانا
- [81] قبروں کی زیارت کا بیان
- [81] عورتوں کو زیارت قبر کی اجازت
- [84] مردوں کو برانہ کہو
- [84] زیارت قبور کی دعائیں

## باب دوم [”ایصال ثواب کی شرعی حیثیت“]

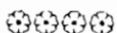
- [86] بدعت اور اس کی تعریف
- [88] بدعت کی تمام قسموں کا حکم دینی نقطہ نظر سے
- [90] عصر حاضر میں بدعتوں کے چند نمونے
- [91] ایصال ثواب کے مشروع طریقے
- [91] ایصال ثواب کی پہلی قسم دعا ہے
- [92] ایصال ثواب کی دوسری قسم صدقہ جاریہ ہے
- [97] انسان مرنے کے بعد کن چیزوں سے فائدے اٹھاتا ہے
- [99] ایصال ثواب کی تیسرا قسم نیابت ہے

صفہ نمبر	مضامین
[100]	نیابت کا مشرد ع طریقہ
[102]	صوم میں نیابت کی دلیل
[103]	نیابت اور اہداء کا فرق
[105]	شہبات اور ان کا ازالہ
[106]	میت کی طرف سے قربانی
[108]	فاحح اور ایصال ثواب
[109]	یہ امور بدعت ہیں
[111]	اکابرین دیوبند کے مزید فتاوے
[117]	ابو ہریرہ <small>رض</small> کا تقصیہ
[118]	میت کیلئے قرآن خوانی کا کیا حکم ہے؟
[127]	قبروں پر قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا بیان
[128]	زیارت قبور کے وقت قرآن پڑھ کر ثواب بخششے کا بیان
[131]	نزول قرآن کریم کا مقصد
[134]	مفسرین کے اقوال
[140]	ائمه حدیث کے اقوال
[142]	ائمه مذاہب اربعہ کے اقوال
[145]	علماء اصول کے اقوال
[147]	بعض دیگر بدعاویات کا بیان
[147]	سرکوں اور مزاروں پر قرآن کریم کی تلاوت

## ایصال ثواب مکتبہ صاحب المکالم العیسیہ للتدبیر، التالیف

صفحہ نمبر

	مضامین
[148]	چالسویں کی بدعت
[148]	برس کا اہتمام
[149]	قبوں پر اجتماع
[149]	قرآن کریم سے عملیات
[149]	سورہ کہف کی تلاوت کا مخصوص طریقہ
[151]	الفاتحہ کی بدعت
[151]	سواری روانہ ہونے کے وقت الفاتحہ کی بدعت
[152]	قرآن کریم کا تعلیم
[153]	قبوں پر زندروز بیج و ختم قرآن کریم کی بدعت
[156]	اعز و قارب کیلئے ممنوعات
[159]	اعلان وفات کا جائز طریقہ
[161]	کچھ اہم باتیں
[165]	حرف آخر
[167]	اہم گزارش
[168]	کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں ہے؟
[171]	فاعتبر و ایا اولی الابصار
[174]	آداب مجھے کوئی نہیں پہنچاتا
[175]	کتب خانہ



بسم الله الرحمن الرحيم

## تائر

حافظ شکلیل احمد میرخی / ندوی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریمہ۔ اما بعد!

اسلام کامل و اتم دین ہے جس نے زندگی نزارتے تباہ شعبوں میں رہنمائی فرمائی ہے، اسلام نے زندگی کے مسائل کے ساتھ ساتھ زندگی کے خاتمہ یعنی موت کے وقت وہی آزادی میں چھوڑا بلکہ موت کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے ”کُلُّ نَفْسٍ ذَا لِقَاءَ الْمَوْتِ“ یعنی ہر جاندار موت کا مزہ چھنانا ہے۔ موت کے وقت کے مسائل بھی بیان کر دیتے ہیں۔

حدیث کتابوں میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق اباد بات ساتھ ساتھ کتاب الہدایہ کے نام سے مستقل ایسے باب موجود ہے جس میں روایت کے لئے ارجمند ائمہ و علماء موجود ہیں، علماء حدیث نے ہر دور میں اس موضوع پر چھوٹی بھی تائیں تحریر فرمائی ہیں۔

غیر اسلامی تصوف نے جب مسلم معاشرت میں پہنچیا انسان کے تو عقائد و عبادات اور معاملات میں شرکیہ و بد عیہ اعمال داخل ہو گئے، اس طرح میت کے احکام و مسائل بھی بد عادات خرافات سے محفوظ نہ رہ سکے، مگر چونکہ اصل دین محفوظ ہے، اس نے قیمت و دعوت دینے والے ہر دور میں موجود ہے ہیں، اس لئے بد عادات و خرافات کی نشاندہی ساتھ ساتھ ان کا رد بھی برابر ہوتا رہا ہے۔ فللہ العمد़۔

ماضی قریب میں میت کے احکام و مسائل پر دو اہم کتابیں تحریک اسلامی اور پچھائی زینت بنیں اور مسلمانوں کو ان سے تصحیح رہنمائی ملی، ایک ”کتاب الہدایہ“ و اُنہوں کا محدث آیہ مولانا عبد الرحمن

مبارکپوری ہنسٹیو اور دوسری "احکام الجنازہ" مؤلفہ محدث عصر علماء ناصر الدین البانی ہنسٹیو  
زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں کتاب و متن کی روشنی میں میت کے  
احکام نہایت آسان انداز میں بیان کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی بعض بدعاات خصوصاً مردہ قرآن  
خوانی کے بارے میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

کتاب کے مرتب برادر گرامی مولانا **فاتحی عبد الرحمن عباس الفیض**  
صاحب / ہنری ہیں جو اس کام میاب کوشش پر بے حد شکریہ کے متحقیق ہیں، اس کتاب کی ایک خاص  
اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ ضعیف و موضوع حدیثوں سے پاک ہے، یعنی اس میں بیان کردہ تمام  
احادیث صحیح یا حسن ہیں، فاضل مرتب نے ہر حدیث کی مکمل تخریج بھی کر دی ہے، اس طرح یہ کتاب  
علماء اور عوام دونوں کیلئے مفید ہے۔

میری دعا ہے کہ رب العالمین اس کتاب کے ذریعہ ہر مسلمان کو صحیح احکام سیکھنے کی توفیق  
عطافرمائے اور ہر نفر کی بدعاات سے بچائے اور مرتب و ناشر کو اجر عظیم سے نوازے۔ (آسمان)

وصلی اللہ علی نبی نا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

شکیل احمد میر نہی

خطیب مسجد کلاں، صدر بازار، دہلی۔ ۶

مورخ: ۲۵ اپریل ۲۰۰۸ء، برطابق: ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۲۹ھ،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## تأثر

شیخ رضا اللہ عبد الکریم المدنی / حفظہ

الحمد لله الذي أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله،  
وصلى الله على نبينا محمد وبارك وسلم. أما بعد!

زیرنظر کتاب "احکام میت اور ایصال ثواب کی شرعی حیثیت" محترم جناب شیخ قاضی عبد الرحیم فیضی / حفظہ کی عرق ریزی کا شمرہ و نتیجہ ہے۔

دین نام ہے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی بیش بہا تعلیمات کا۔ زمانہ رسول میں جو دین تھا وہی دین زمانہ صحابہ کرام ﷺ میں دین مانا جاتا تھا۔ ابھیں ﷺ کا زمانہ بھی اسی روشن پر تھا۔ محمد شین کرام ﷺ اور انہے عظام ہستے نے اسی کی تبلیغ و تشریع فرمائی۔ مرجب اسلام جزیرہ عرب سے باہر نکلا تو ہزاروں قوموں اور سماجوں کے آبائی رسم و رواج بدشتمی سے علماء سوء کے ذریعہ اس دین میں داخل ہونے لگے۔ علماء حق نے اس وقت سے دین کو حشوہ، اندست پاک کرنے کا فریضہ بھی اپنے ذمہ لیا۔ بدعتات و خرافات کے خلاف سکیزوں کتابیں لکھیں اور اس راہ میں آنے والی دشواریوں کو خنده پیشانی سے برداشت کیا۔ مگر دین کو دین اور رسم و رواج کو دین سے الگ اور جدا چیز نہ تابت کرتے رہے اور اس راہ میں انھک کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آن پندرہویں صدی ہجری میں بھی اگر کوئی چاہے تو وہ حق و باطل کے درمیان بخوبی فرق معلوم کر سکتا ہے۔

زیرنظر کتاب بھی اسی حصہ کی ایک لڑی ہے، دنیا کی زندگی زار لینے کے بعد یہاں سے رخصت کا سفر ہر ایک کو درپیش ہے اور ہر ایک کو اس راہ سے گذرا جائے۔ اس بارے میں شرعی احکام

## الصالح ثواب مکتبہ صادق الفکر المیضی للتفصیل، والتالیف

کا بیان اور وضعی احکام کا بیان دونوں ہی اس کتاب میں محترم جناب شیخ قاضی عبدالرحیم فیضی استاذ حدیث جامعہ ریاض العلوم دہلی / [جیش](#) نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔

بات جو کہی ہے پوری ذمہ داری سے ہی ہے اور اپنی بات و دلائیں و برائیں سے مزین ہے۔  
کتاب کو طباعت سے قبل ہی دیکھنے کا موقع ملا تھا، بعض گذار شات آس موصوف کے گوش گذار روایتیں جس کا امید ہے کہ انہوں نے ضرور خیال رکھا ہو گا۔ معاشرہ و ماج میں پھیلی ہوئی ہے بنیاد بدعت کا تذکرہ موصوف نے تفصیل سے کر دیا ہے۔ امید کہ یہ کتاب مسلم معاشرہ کی اصلاح میں اچھا رول ادا کرے گی۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اس کا رخیم کا بہتر بدل سطا فرمائے۔ (آمین)

وصلی اللہ علی نبی ناصحہ محمد و علی آلہ و صحیہ اجمعین۔

رضاء اللہ عزیز عبد الکریم المدنی

استاذ جامعہ سید نذیر حسین محدث دہلوی

پھانسک جبش خاں، دہلی ۲۔

مورخہ: ۲۹ / جمادی الاول: ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸ء، بہ طابق:

بسم الله الرحمن الرحيم

## تاثر

شیخ اصغر علی امام مجددی المدنی /

ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

الحمد لله والصلاۃ والسلام علی رسوله محمد وعلی الله وصحبه ومن  
تبعهم بامسانی یوں

اسلام دین کامل ہے جو انسانوں کی واضح رہنمائی ہر لمحہ اور ہر اتنی پر کرتا ہے۔ مہدی سے

لحد تک اور قبر سے حشر تک اور محشر سے قیامت تک کے احوال و حالات تاکہ یہیں تاکہ انسان اپنے رب کی طرف سے آئی بھوئی بدایت اور بتائے ہوئے طریقہ پر چال کر سعادت دار ہیں حاصل کر سکے۔

اس جہاں فانی سے حیات انسانی کا رشتہ جس وقت نوت جاتا ہے اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور آخرت کی طرف سدھا رجاتا ہے۔ میت کے پسندیدگان و نیمہ دینے سے شریعت مطہرہ میں یہی بدایات و احکام ہیں اور ان پر کیا فرانض و واجبات اور ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں، کلام الہی "قرآن کریم" اور فرمان رسول ﷺ "حدیث پاک" جو ہمارے لئے اول و آخر اور وادگی ہادی و مہدی ہیں، میں یہاں ارشادات و فرمودات ہیں ان کا جائز ہے حد ضروری ہے۔

اس لئے قرآن و حدیث میں جنائزہ کے احکام و مسائل و بہت سے علماء نرام نے ہر دور میں مستقل تصنیف کی شکل میں مدون فرمایا ہے۔ اور حسب حمد و معلومات اس جانب بھی امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔

زیر نظر کتاب بھی احکام جنائزہ اور متعلقات پر مشتمل ہے۔ جسے مزید رامی و فاضل محترم جناب مولانا قاضی عبد الرحمن عباس فیضی /

## الصال ثواب مکتبہ صا الفک الفیضیہ للتفقیہ، والتالیف۔

اس سے قبل بھی آپ محترم نے متعدد کتب میں تحریج کے ساتھ تالیف کی ہیں۔ اور اسے طبع کر کے عوام الناس کو فائدہ پہنچایا ہے۔ آس محترم کا یہ رسالہ بھی جامع اور مفید ہے، میں نے متعدد مقامات پر نظر ڈالی ہے۔ انسان کی حالتِ مرشد سے لے کر دفن تک کے احکام مختصر طور پر بیان فرمائے ہیں اور دوسرے باب میں آپ نے ایصالِ ثواب بذریعہ مروجہ قرآن خوانی پر اچھی بحث کی ہے۔ اور بدعت و سنت کا فرق سمجھایا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ مروجہ قرآن خوانی برائے ایصالِ ثواب فوت شدگان کا کتاب و سنت میں ثبوت نہیں ملتا۔ سلف صالحین سے آچھے منقول نہیں ہے۔ اور یہ عمل بدعت کے قبیل سے ہے۔ دین کے اندر بدعت حسنة کا وجود نہیں ہے۔ کیونکہ ہر بدعت بخوائے قول رسول اللہ ﷺ ضلالت ہے۔ کیونکہ سنت میں رحمان کی رضامندی ہے، اور بدعت سراسر شیطان کی مرضی و پسند ہے۔ پھر شیطان کو حسنة اور بھلائی سے کیا سروکار؟۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب قارئین کو پسند آئے گی اور اس سے استفادہ کریں گے اور اس کی روشنی میں احکام و مسائل سنت جان کر ثواب دار یہ حاصل کریں گے۔ اور شاہرائے سنت پر گامزن ہوتے ہوئے ماسوی سے دامن کش ہونے میں مافیت و راحت محسوس کریں گے۔ مؤلف محترم کے ساتھ مجھے بھی دعاوں میں یاد رکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف و ناشر کو مزید خدمت دین کی توفیق ارزانی عطا فرمائے اور زور قلم حکمت و پند و نصائح کے ساتھ زیادہ کرے۔ (آمین)

ثم الصلاة على النبي فإنه يهدى به الذكر الجميل ويختتم.

وسلم تسليماً كثيراً.

اصغر على امام مهدی سلفي

نا ظم عموی، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

مورخہ: ۲۱ اپریل: ۲۰۰۸ء، بہ طابق: ۱۲ / ربیع الآخر: ۱۴۲۹ھ،

بسم الله الرحمن الرحيم

## عرض مولف

انسان کا نام انسان رکھا ہی اس لئے گیا ہے کہ اس پر نیاں طاری ہوتا ہے۔ اور قلب (دل) کو قلب اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بدلتا رہتا ہے۔  
 واضح رہے کہ بحث و تحقیق میں کوئی بھی چیز حرف آخربنیں ہوتی، اس لئے اگر اس کتاب کا کوئی اہم مسئلہ یا اس کی تحقیق فوت ملے تو اس سے بھی ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا اضافہ کیا جاسکے۔ اللہ نہ کرے کہ آپ ان دل میں سے ہو جائیں جن کے بارے میں ایک عربی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

فَإِنْ رَأَوْا هَفْوَةً طَارُوْبَهَا فَرْحًا — مَبْنَىٰ وَمَا عَلِمْوًا مِنْ صَالِحٍ دَفَنُوا  
 لوگوں کی ستم ظریفی کا عالم یہ ہے کہ اگر انہیں میری کوئی غلطی نظر آ جاتی ہے تو اسے لے اڑتے ہیں، لیکن جب انہیں میری کسی نیکی کا علم ہو جاتا ہے تو اسے منوٹی میں دبادیتے ہیں۔  
 اس کی تعبیر کسی اردو شاعر نے یوں کی ہے۔

اچھائیوں کا ذکر کسی نہیں کیا — عیوں پر میرے اہل جہاں کی نظر گئی  
 میں ان مخلص شیوخ حضرات کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی اوقات کو میرے لئے وقف کیا اور جن کی انہک کوششوں نے میری صحافت سرگرمیوں میں گوہر بخشنا، اور قلم آزمائی کی پر خار وادی میں چلنے کا طریقہ سکھایا۔

انہیں میں سے شیخ رضا اللہ عبد الکریم مدینی / رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی عنایتوں نے میری تحریر میں شفاقتی پیدا کی، قلم آزمائی کا ملکہ پیدا کیا، اور گراں قدر معلومات سے نوازا۔ نیز بعض جگہوں کی نشاندہی

## ایصال ثواب مکتبہ صاصل، الفیضیہ للتعویہ، التالیف

بھی کی اور کتاب بذا کیسے ایک جامع تاثر تحریر فرمانے کے ساتھ ساتھ اپنی گراں قدر ارشادات سے نوازا۔

نیز محدث حافظ شکلیل صاحب میر بھی /<sup>ح</sup> نے اپنے کشیہ مشاغل کے باوجود اس کتاب کے مسودہ کو دو مرتبہ باریک بھی کے ساتھ مطالعہ کے بعد ابواب کی ترتیب وغیرہ میں میری بڑی مدد فرمائی ہے۔ مزید اپنے تاثرات، گراں قدر معلومات اور مفید مشوروں سے نوازا۔

نیز بڑی بھی ناسپاسی ہو گئی اگر میں شکریہ اور سپاس کا بدھہ تمہریک نہ پیش کروں فضیلت ماذب جناب شیخ اصغر علی امام مجددی سلفی مدینی /<sup>ح</sup>/ ناظم اعلیٰ مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند "کا جنہوں نے اپنے مفید مشوروں کا اظہار کرنے کی رحمت فرمائی ہے اور دلیق تاثرات تحریر فرمائی کہ مجھ پر احسان حظیم کر کے بڑی بہت افراطی فرمائی ہے۔

اس کتاب کے سبب تالیف میں سے یہ بھی ایک اہم سبب ہے کہ میرے ایک مخلص بھائی محدث جناب "قاری محسد عبداللہ خان صاحب دھلوی /<sup>ح</sup>، جو خالص مشفت و دینی بھائی اور خیر خواہ ہیں، بڑے مجاہد تحقیق العقیدہ ہیں اور صحیح دعویٰ کام، عوام و خواص میں انعام دینے میں منہج رستے ہیں اور اس کے خاص اثرات بھی "بِحَمْدِ اللّٰهِ" ظاہر ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں دن دو گنی رات چو گئی ترقی عطا فرمائے اور امانت کی خدمت کیلئے تادیر حیات بخشے۔ (آمین)

ان کے بارہا اصرار اور دلی روحانیات کو محسوس کرتے ہوئے ہم دونوں نے تادریج بحث و مباحثہ کے بعد اس عنوان پر قلم انہانا مناسب تمجھا اور مکمل تحقیق و تجزیع کے ساتھ یہ کام الحمد للہ مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہماری ان نیک کاوشوں کو قبول فرمائے اور اس کتاب سے اہل ایمان کو بے شمار فائدہ پہنچائے۔ (آمین)

وصلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ أجمعین۔

Sourah: ۵ / میک: ۲۰۰۸ء، بہ طابق: ۳۰ / جمادی الاول: ۱۴۲۹ھ،

## کتاب ہذا کی اہم خصوصیات

بہت ساری علمی شخصیتوں سے تباہہ خیال کر کے ان سے مفید معلومات حاصل کی اور اس نگ و دو کے ساتھ کتاب ہذا کو جامع اور علمی بنانے کی ہر ممکن کوشش کی، اب اس کا فیصلہ کرنا آپ قارئین کرام کا ذمہ ہے کہ یہ کوشش کس حد تک کامیاب رہی ہے۔

ہم نے کتاب ہذا کو ہر ممکن مفید تر بنانے کی بے حد کوشش کی ہے، اور زاویوں سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کے سامنے اس کتاب کی چند خصوصیتیں ذیل میں درج کی جا رہی ہیں:

- ⊗ ہر حدیث کے ذکر کرنے سے قبل راوی حدیث کا نام ذکر کیا گیا ہے۔
- ⊗ اردو عبارت کے ساتھ احادیث کی عربی عبارتیں بھی ذکر کر دی گئی ہیں۔
- ⊗ احادیث کی عربی عبارتوں میں آسانی کیلئے حرکات بھی لگادی گئی ہیں۔
- ⊗ صیغہ تصلیہ، ترضیہ، ترحم وغیرہ لکھنے میں سلف صالحین کا منبع اپنایا گیا ہے:
- ⊗ ایک حرف، مثلاً : " " - " " - " " - " " دو حرف مثلاً : " " - " " اور چار حرف مثلاً : " " " " اور چار حرف مثلاً : " " " " " ایک حرف کے ذریعہ رمز کرنے کے بجائے [ ﷺ - ﷺ - ﷺ - ﷺ ] کا پورا پورا لکھ کر لکھا گیا ہے۔
- ⊗ غیر مناسب راجح الوقت تعبیرات مثلاً: صوم کے بجائے روزہ صلاة کے بجائے نماز اللہ کے بجائے خدا بیزار وغیرہ جیسے کلمات استعمال نہیں کئے گئے ہیں۔
- ⊗ تخریج احادیث کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے۔
- ⊗ ابتدائی حوالوں میں کتب احادیث کے نام، باب، کتاب، رقم الحدیث اور مکمل تخریج پیش کی گئی ہیں۔

## الصال ثواب

مکتبہ صار الفکر، الفیضیہ للتحقیقہ، والتالیف

- ⊗ اگر کسی حدیث کے حوالے صحیحین کے علاوہ ہیں، مثلاً ابو داؤد، نسائی، ترمذی، وغيرہ تو اس میں صحیح اور عدم صحیح کا حکم لگادیا گیا ہے۔
- ⊗ اگر وہ حدیث ضعیف ہے، تو اس کا سبب ضعف، غالباً بیان کردیا گیا ہے۔
- ⊗ یہ کتاب ضعیف اور موضوع روایات سے یکسر پاک ہے۔
- ⊗ آپ اس کا خاص خیال رکھیں کہ اطراف الحدیث کے اعتبار سے تخریج اور حوالے پیش کئے گئے ہیں۔
- ⊗ اختصار کا پہلو ملحوظ خاطر رکھنے اور طوالت سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔
- ⊗ نیز اس کتاب کی تخریج سب سے زیادہ مکتبہ شاملہ، مکتبہ موسوعۃ الحدیث اور کتب تصحیح و ضعیف کیلئے مکتبہ البانی پر اعتماد کیا گیا ہے۔
- ⊗ حوالے قد رمحقر پیش کئے گئے ہیں۔
- ⊗ اس کتاب میں جہاں بھی لفظ ”ہم“ استعمال کیا گیا ہے، تو اس سے مؤلف کے ساتھ اس کتاب کے ترتیبین کا ر”جناب قاری محمد عبداللہ خان صاحب دہلوی“ / ﷺ مراد ہیں۔
- ⊗ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیری علمی کاوش سے امت مسلمہ کو کثیر فائدہ پہنچائے اور ہمارے والدین کیلئے اسے ذریعہ نجات بنائے۔ (لائیں)

### فاضل عبد الرحيم عباس الفيضي

سابق استاذ الشیخ والحدیث جامعہ ریاض العلوم، دہلی۔

ڈاکٹر یکش: مولانا ابوالکلام آزاد، ایجو کیشنل سینئر، علم بازار، یونیورسٹی، مغربی بنگال۔

بسم الله الرحمن الرحيم

## خطبة الكتاب

﴿وَمَا أَتَكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾

[سورة الحشر: ٧]

”اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جو تمہیں حکم دیں اسے بجالا وہ اور جس چیز سے وہ تم کو روک دیں اس سے رک جاؤ۔“

قرآن خوانی کا ثواب مردوں کو نہ پہنچنے کے بعض دلائل اور مذاہب اربعہ کا ذکر کر کے ثابت کر دیا گیا ہے کہ مردوں کو ثواب پہنچانے کیلئے مروجه قرآن خوانی کی رسم بدعت ہے، اور جس نے کتاب و سنت کی ذرا بھی مہک سو نگھی ہو گی اس کو خوب معلوم ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اصحاب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ائمہ معتبرین (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کی بابت کچھ بھی ثابت نہیں، اور الیصال ثواب یا قبروں پر قرآن خوانی کو جائز قرار دینے والے کوئی واضح دلیل بھی نہیں پیش کرتے، وہ محض گزشتہ فقہاء کے ان اقوال کو پکڑے بیٹھے ہیں کہ ہر قسم کے عمل و طاعت کا ثواب مردوں کو ہدیہ کرنا جائز ہے، لفظ ”کل“ تو عموم پر دلالت کرتا ہے جس میں ہر قسم کے عمل شامل ہیں۔ بس اس کی آذیکر بعد والوں نے اس میں مزید وسعتیں پیدا کر دیں اور دین میں وہ باتیں داخل کر دیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قطعاً اجازت نہیں دی ہے، اور اس مسئلہ کو میت کی طرف سے جج کرنے اور صوم کی قضائے پر قیاس کر بیٹھے۔ اور جو لوگ بعد میں آتے گئے وہ فلاں شیخ، فلاں عالم کے قول اور فلاں کے حاشیہ کو دلیل بناتے گئے اور یہ بات بھولتے گئے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت صحیح کی موجودگی میں کوئی دوسری چیز جھٹ نہیں بن سکتی۔

## ایصال ثواب مکتبہ صادق الفیضیہ للتدقیقۃ، التالیف۔

رہے علماء کے اقوال تو وہ چاہے کتنے ہی بڑے فاضل کیوں نہ ہوں اور علم کے کتنے ہی اوپر مقام پر فائز کیوں نہ ہوں، انکی صرف وہی باتیں قبول کی جائیں گی جو کتاب و سنت صحیح کے موافق ہوں، اور اس کے بعد ان کی خطاب صواب دونوں پر اجر ملے گا۔ حق و صواب کے مطابق کہنے والوں کو دو ہر اجر، اور خطا کرنے والوں کو اکبر اجر، لیکن جن باتوں میں انہوں نے خطا کی ہوائیں میں انکی تقلید جائز نہیں ہے۔

مسئلہ اہداء ثواب کو وضع کرنے والوں نے خطا کی بے چاہے وہ کتنے ہی بڑے رہے ہوں، اس لئے کہ قرآن کریم کا پڑھنا عبادت ہے اور عبادت تو قیف پر منی ہوتی ہے یعنی خود ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ جائز ہے، اور یہ مستحب، اور یہ واجب، بلکہ وہی کہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جو اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ اور چونکہ میت کی طرف سے حج کرنے کی بابت صحیح احادیث وارد ہیں، اور اسی طرح صوم کے بارے میں بھی، تو ہم نے اس کے متعلق اثبات میں کہا اور جس کے بارے میں صحیح احادیث وارد نہیں، جیسے صلاۃ، قرآن کریم کا پڑھنا، ماتم اور چہلتم، اسی طرح دوسری من گھڑت رسومات، تو ہم بھی اس کے جواز کے قائل نہیں اور نہ کسی کیلئے جائز ہے کہ ایسی بے ثبوت باتوں پر عمل کرے، لہذا الفظ ”کل“، (یعنی ہر قسم کی عبادت) تو اس سے جو خرابیاں پیدا ہو سکتی تھیں اس لئے ان کو بیان کر دیا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی کوئی عالم اچھے ارادے یا غفلت سے خطا کر جاتا ہے لیکن اس کے بعد جو لوگ اسکی پیروی کرتے ہیں وہ احادیث، تفاسیر اور علماء سلف کے اقوال کی چجان بنیں کی زحمت نہیں انھا تے اور اسی عالم کے قول کو ایک مسلمہ قضیہ بنا کر اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً بعض علماء نے بدعت کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا: واجبہ مندوبہ، حسنہ، سینہ، اور حرام۔ اور نہیں سوچا کہ اس تقسیم سے بدعتات کی تحسین اور گمراہیوں کی اشاعت کا کتنا بدترین نتیجہ نکلے گا، چنانچہ ایسا ہوا کہ بعد والوں نے اس قول کو دلیل بنایا کہ اپنی کتابوں کو گمراہیوں اور بدعتات کی تحسین سے بھر دیا۔ اور انہیں تین سے ایک، مُردوں پر قرآن پڑھنے کی بدعت بھی شامل ہے۔

## ایصال واب بابہا العصیر اسناد حملہ اور اسلم حکایہ

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مہد مبارک اور نبی مسیح اپنے کے میں بہت سے مسلمان فوت ہوئے اور صحابہ کرام نبی ﷺ اور تابعین نبی ﷺ کا انتقال ہیں جو ایکس کسی نے یہ روایت نہیں کی کہ ان میں سے کسی پر کسی نے قرآن کریم پڑھا ہوئے اُنکی قبروں پر نسبت میں نہ کسی مجلس میں۔

اور تعجب ہے کہ جو لوگ امام مالک اور امام شافعی نبی ﷺ کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں تو یہ دونوں ہی اباد اثواب کے قائل نہیں، جس کا اعتراف وہ لوگ بھی کرتے ہیں جو اس کو جائز سمجھتے ہیں، خازن اور ابن کثیر وغیرہم نے اس کی وضاحت کر دی ہے اور تمام تفاسیر اور شروح احادیث بھی اس پر دلیل ہیں کہ امام شافعی اور امام مالک نبی ﷺ اس کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ بعد وصول نے کتاب و سنت او رامال صاحبہ کی دلیل کے بغیر ہی اس کو جائز سمجھ لیا اور جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ اپنے علماء اقوال و دلیل بنا کر اس رسم سے چھٹ گئے اور جب وہ کسی رائے کی تائید کرنا چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو مجتہد بنا کر پیش کرتے ہیں اور بعض آیات و احادیث کے مفہوم کو دلیل بنا لیتے ہیں خواہ وہ حدیثیں کتنی ہی ضعیف کیوں نہ ہوں جب نہیں ست اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف بلا یا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ زیداء مرد کے قول کو چھوڑ مرقد آن وحدیث کو دلیل بناو تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو معدود ہیں، ہمارا کام تو تقلید کرنا ہے جس۔ احتیاہ ہمارے لئے جائز نہیں، اور اجتہاد کا دروازہ تو صدیوں پہلے ہی بند ہو چکا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اباد اثواب اور میست کی وجہ سے قبروں پر مجالس اور مساجد میں قرآن کریم پڑھن بدعوت و مدد اہی ہے جس سے لوگوں کو متینہ رناظہ و رؤی ہے حدیث شریف میں وارد ہے:

((وَإِيَّاكُمْ وَمُحَدِّثَاتِ الْأَمْوَارِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدِّثَةٍ بِذَعَةٍ وَكُلَّ بِذَعَةٍ ضَلَالٌ لَهُ)) ۱۰

”نئی پیدا کی ہوئی باقتوں سے بچوں اس لئے کہ ہر ایجاد کردہ چیز بدعوت ہے اور ہر بدعوت

کمرائی ہے۔“

۱۰ سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب في لزوم السنة (٣٩٩١)، سنن الدارمي، كتاب المقدمة، باب إتباع السنة (٩٥)،

(قال الشیع الألبانی : صحيح)

## ایصال ثواب مکتبہ صابر العصر الفیضیہ للتدفیعہ، التالیفہ

نیز سنن نسائی کی ایک صحیح روایت میں اس طرح کا ذکر آیا ہے: ((---- وَكُلُّ صَلَاةٍ فِي النَّارِ))  
 ”اور ہر طرح کی گمراہی جہنم میں جانے کا سبب ہے۔“ ①

اور ایک حدیث میں یوں ذکر ہے: ((مَنْ أَخْذَثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَنِسْ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌ)) ②  
 ”جس کسی نے ایسا عمل کیا جس میں ہمارا حکم موجود نہیں ہے، تو وہ عمل مردود اور ناقابل قبول ہے۔“  
 قرآن خوانی کے ذریعہ مردوں کو ثواب پہنچانے کا رواج اب تقریباً ہر جگہ عالم ہو گیا ہے،  
 وزراء سلاطین اور ملک کی بڑی شخصیتوں کی وفات پر اور سینما بالوں، طوائف خانوں اور کوٹھوں پر بھی  
 قرآن خوانی کی جاتی ہے، حتیٰ کہ کفار و مشرکین کی موت کے موقع پر دین فروش ملا قرآن خوانی کرتے  
 ہیں، نیز ایسے موقع پر اس ملک کا ریڈ یا اور نیلی ویزن اپنے مقررہ پروگراموں کو چھوڑ کر قرآن کریم کی  
 تلاوت نشر کرنے لگتا ہے، عوام اپنے مردوں کو ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی کی مجلس مقرر کرتے  
 ہیں اور حاضرین مجلس میں سے ہر شخص یا مخصوص پیشہ ور قرآن خوان، جیسے تیسے قرآن کریم ختم کر کے  
 اس کا ثواب میت کو پہنچانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ (السبادیہ)

اس رسم نے اب پیشہ کی شکل اختیار کر لی ہے اور ”میلاد خوان“ کی طرح ”قرآن خوان“  
 بھی اب ہر جگہ بہولت پائے جاتے ہیں اور قرآن خوانی کی اجرت بھی قرآن خوانوں کی حیثیت  
 کے مطابق گھنٹی بڑھتی رہتی ہے، قبرستانوں میں ”پیشہ ور قرآن خوانوں“ کی مستقل ایک جماعت  
 موجود رہتی ہے۔

یتیم خانوں اور نام نہاد مدارس کے طلباء نیز حفاظ و قراءتی روزی کا ایسے مخصوص ذریعہ بھی  
 ”قرآن خوانی“ بن گیا ہے، اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ بڑے بڑے دینی مدارس بھی آئے دن  
 قرآن خوانی اور ختم خواجگان کی مجلسیں منعقد کرتے رہتے ہیں۔

ایسی حالت میں خرافات کی اس آندھی کا روکنا اور سیل بدعت پر بند باندھنا کوئی آسان

① سنن النسائي، کتاب صلاة العبدین، باب كيف الخطبة (۱۵۶۰)، (قال الشیخ الابنی : صحیح) ।

② صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلاحوا على صلح جورفالصلح مردود (۲۴۹۹)، مسلم، کتاب الأقضیة (۳۲۴۲) 。

③ سنن أبي داؤد، کتاب السنة، باب في لزوم السنة (۳۹۹۰)، سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمة (۱۴) ।

محکم دلائل و برائین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ 22

## ایصال ثواب یا یہا العذیر امنہ ما صنلوادو السلم مکافہ

کام نہیں، تاہم اس کتاب میں قرآن خوانی کی مروجہ رسم پر بڑی سیر حاصل اور جامع بحث کی گئی ہے، اگر تعصّب اور جذبات سے عاری ہو کر سنجیدگی سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ حق و گمراہی کا فرق واضح ہو جائے گا۔

**محضہ** "احکام میت" اور ایصال ثواب کی شرعی حیثیت" یہ ایک جامع رسالہ ہے اور ایک مدت سے ہمارے دلوں میں یہ خیال رہا ہے کہ اس موضوع پر ایک تحقیقی رسالہ مع التحریج لکھا جائے جس میں قرآن خوانی کے قائلین کے شبہات کا اچھی طرح ازالہ کیا جائے اور اس کی بابت کتاب و سنت اور علماء کے اقوال پیش کئے جائیں، لیکن عنائق اور موائع جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، فرصت نہیں دیتے، ایک بات اور بھی ہے کہ الحاد اور کفر و ضلال کا سیل عظیم نوٹ پڑا ہے اس لئے اب علماء امت پر ذمہ ہے کہ دین متین کی تعلیم و تبلیغ کیلئے انھ کھڑے ہوں، اور کفار و بلدیں کارڈ کریں۔

اس عنوان پر اس سے پہلے اور بھی کتاب میں منظر عام پر آچکی ہیں، مگر ہم نے ان کتابوں سے الگ ایک محققانہ انداز اور احادیث کی تحریج اور صحّت و عدم صحّت اور اسباب ضعف کے ذکر کے ساتھ اس رسالہ کو پر در قرطاس کیا ہے تاکہ امت کو اس سے پورا پورا فائدہ حاصل ہو سکے۔

آخر میں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مؤلف اور ناشر کے ساتھ ساتھ ہمارے والدین کے حق میں اس کتاب کو ذریعہ نجات بنائے اور جمیع مؤمنین و مؤمنات کو مکمل اتباع سنت صحیح کی توفیق بخشنے۔ (آمین بارب العالمین)

[وَصَلَى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهٖ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ]

ہم نے اس کتاب کا نام:

مختصر

”احکام میت اور ایصال ثواب کی شرعی حیثیت“

رکھا ہے۔

یہ کتاب دو باب پر مشتمل ہے:

① باب اول مختصر ”احکام میت“

② باب ثانی ”ایصال ثواب کی شرعی حیثیت“

## باب اول

### ”احکام میت“

السائل ثواب  
يَا يَهَا الظِّيْفُ أَنْمَى الْمَذْلُومَ فِي السَّلْمِ مَكَافَةً

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مختصر کتاب الجنائز

اس کتاب کا پہلا باب ”مختصر احکام میت“ ہے، اس میں سب سے پہلے احتفار کے مسائل تحریر کئے گئے ہیں اور ہم نے اس کتاب کی افتتاح ”حسن خاتمه کی علامات“ سے کیا ہے۔  
**حسن خاتمه کی علامات:**

رسول اللہ ﷺ نے اچھے اور عمدہ خاتمے کی نشانیاں واضح طور پر بیان فرمادی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے افضل و کرم سے ہمیں بھی عمدہ خاتمہ نصیب فرمائے۔ اگر مرنے والوں میں ان میں سے کوئی بھی نشانیاں پائی جائیں تو یہ خوبخبری سے کم نہیں ہے۔  
چنانچہ وہ علامات علی الترتیب بیان کئے جا رہے ہیں:

**[1] وفات کے وقت کلمہ شہادت پڑھنا:**

سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے مردی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
(مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ) ”جس کا آخری کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔” ①

**[2] وفات کے وقت پیشانی پر پسینہ نمودار ہونا:**

سیدنا بریده اسلمی ؓ سے مردی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(مَوْتُ الْمُؤْمِنِ يَعْرَقُ الْجَبَّانِ) ”مؤمن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔“ ②

① صحیح أبي داؤد (۲۶۷۳)، سنن أبي داؤد ۲/ ۴۴، کتاب الجنائز، باب في التقين (۹۲۷، ۳۱۱۶)، مسنند أحمد (۲۴)، (قال الشیخ الألبانی: صحيح)

② جامع الترمذی ۱/ ۱۱۷، کتاب الجنائز (۹۸۰)، سنن النسائي ۱/ ۲۰۲، کتاب الجنائز (۱۸۰)، مسنند ابن ماجہ ۱/ ۱۰۶، کتاب الجنائز (۱۴۵۲)، مسنند أحمد ۵/ ۳۵۰، (۱۸۴۰، ۱۸۲۹)، سنن ابن ماجہ ۱/ ۱۱۱، کتاب الجنائز (۱۴۴۲)، (قال الشیخ الألبانی: صحيح)

مستدرک للحاکم (۱/ ۳۶۱)، أحكام الجنائز للألبانی (ص: ۴۹، ۴۹)، (قال الشیخ الألبانی: صحيح)  
محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

### [3] جمعہ کی رات یادن میں فوت ہونا:

سیدنا عبد اللہ بن عمر و بن العاص رض سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((ما مَنِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَقَاتَهُ اللَّهُ فِتْنَةُ الْقَبْرِ)) "جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے سے بچائے گا۔"<sup>۱</sup>

### [4] میدان قبال میں شہادت کی موت حاصل کرنا:

کیونکہ شہیدوں کو ایسے چھ انعامات، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے جاتے ہیں جو اسی دوسرے کو عطا نہیں کئے جاتے، و دروازت ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا مقدام بن معبد مکرب رض سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((لِلشَّهِيدِ عِنْدَ اللَّهِ سُلْطَانٌ يُغْفَرُ لَهُ فِي أَوَّلِ دَفْعَةٍ وَيَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيَحْجَرُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزْعِ الْأَكْبَرِ، وَيُؤْتَصُّ عَلَى رَأْسِهِ تاجُ الْوَقَارِ الْأَيْقُوْنَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّبُّا وَمَا فِيهَا وَيُرَزَّوْجُ اثْتَيْنِ وَسَبْعِينَ زَوْجَةً مِنَ الْحُورِ الْعَيْنِ وَيُشَفَّعُ فِي سَبْعِينَ مِنَ أَقْارِبِهِ))

"شہیدوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھ انعامات عطا کئے جاتے ہیں:

① خون کا پبلاقطرہ زمین پر گرتے ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے، اور وہ اپنا شہکانا جنت میں دیکھ لیتا ہے۔

② وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

③ وہ حشر کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔

④ اس کے سر پر وقار کایا تو قی تاج پہنایا جائے گا۔

⑤ بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے اس کا نکاح ہوگا۔

<sup>1</sup> جامع الترمذی ج ۱ / من: ۱۲۷، کتاب الجنائز، باب ماجا، فیین مات یوم الجمعة (۹۹۴)، مسنند احمد (۶۳۵۹، ۶۲۹۴)، مسنند احمد (۶۰۸۲، ۶۷۵۳)، احکام الجنائز لآلبانی (ص: ۵۰)، (قال الشیخ الآلبانی: صحيح)

## الصالح ثواب يأيها الصديق أمنوا المصنة فاد السلم كاف

⑥ ستر آدمی اس کی شفاعت سے بخشنے جائیں گے جو اس کے عزیز واقارب میں سے ہوں گے۔<sup>①</sup>

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا تَحْسِنَ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيِاءَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، اور انہیں رزق پہنچائے جاتے ہیں۔“  
اسورہ آل عمران: ۱۶۹

[5] فِي سَبِيلِ اللَّهِ چلتے ہوئے طبعی موت سے وفات پانا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ [سورہ النساء: ۱۰۰] ”جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف نکل کھڑا ہوا، پھر اس پر موت واقع ہو گئی تو یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔“

[6] طاعون کے مرض سے موت آنا:

چنانچہ سیدنا انس بن مالک رض سے مردی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِيمٍ)) ”طاعون ہر مسلمان کیلئے شہادت ہے۔“<sup>②</sup>

[7] پیٹ کی یماری، غرق ہو کر، ملبے کے نیچے دب کر، جل کر، عورت کو حالت نفاس اور رفائل کے سبب موت آنا:

کیونکہ صحیح احادیث میں ان سب کوشیدہ قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رض سے مردی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

① جامع الترمذی ج ۱ / ص: ۱۹۷، کتاب الجهاد (۱۵۸۶)، سنن ابن ماجہ ج ۱ / ص: ۲۰۶، کتاب الجهاد (۲۷۸۹) (۲۷۹۹)، مسنند أحمد ج ۴ / ص: ۱۳۱ (۱۶۵۵۳)، أحکام الجنائز للألبانی (ص: ۵۰)، (قال الشیخ الألبانی : صحيح) ② صحیح بخاری ج ۲ / ص: ۸۵۲، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون (۲۸۳۰، ۲۶۱۸، ۵۲۹۱) (۲۸۳۰)، مسلم ج ۲ / ص: ۱۴۲، کتاب الإمارة، باب بیان الشهداء (۳۵۴۰)، مسنند أحمد (۶۱) (۱۳۳۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۸، ۱۳۲۷، ۱۳۲۰)

## الیصال ثواب مکتبہ صار الفکر الفیضیہ للتحقیقہ، التالیف

((مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاغُونَ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْجُنُوبِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ غَرَقَ فَهُوَ شَهِيدٌ  
”وَصَاحِبُ الْهَدْمِ شَهِيدٌ وَالْمَجْنُوبُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ شَهِيدٌ“))

”جن کو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ شہید ہیں، جن کی موت فی سبیل اللہ واقع ہوتی ہے وہ شہید ہیں، حوطاعون سے مرتے ہیں وہ شہید ہیں، جو پیٹ کی بیماری سے مرتے ہیں وہ شہید ہیں، جو ذوب کے مرتے ہیں وہ شہید ہیں، جو دب کے مرتے ہیں وہ شہید ہیں اور جو نویسی کی طرح کی بیماری سے مرتے ہیں تو وہ بھی شہید ہیں۔“<sup>①</sup>

### [8] سل کی بیماری سے موت آنا:

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((وَالسَّلْ شَهَادَةً)) ”اور سل (یعنی تی بی کے مرض) کے باعث موت آنا شہادت ہے۔“<sup>②</sup>

[9] جان، مال، زین، اہل و عیال اور عزت کے بچاؤ میں موت آنا:

سیدنا سعید بن زید رض سے مردی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ قُتِلَ دُورْ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ ذَمِيمَهُ فَهُوَ شَهِيدٌ)) ”جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل کئے جاتے ہیں وہ شہید ہیں، جو اپنے اہل و عیال کے دفاع میں قتل کئے جاتے ہیں وہ شہید ہیں، جو اپنادین بچاتے ہوئے قتل کئے جاتے ہیں وہ شہید ہیں، اور جو اپنی جان بچاتے ہوئے قتل کئے جاتے ہیں وہ شہید ہیں۔“<sup>③</sup>

① صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۹۰، کتاب الأذان (۶۱۵)، مسلم ج ۲ / ص: ۱۴۲، کتاب الإمارۃ (۳۵۲۸، ۳۵۲۹)، حامی الترمذی ج ۱ / ص: ۱۲۶، کتاب الجنائز (۹۸۳)، سنن ابن ماجہ ج ۲ / ص: ۶، کتاب الجہاد (۲۷۹۴)، مسند أحمد (۹۳۱۸، ۷۹۵۴)، مؤطراً إمام مالک، کتاب الدناء، المصلاة (۲۶۹)، أحكام الجنائز للألبانی (ص: ۵۵۰)

② أخبار أصبهان (ج ۱ / ص: ۲۱۸، ۲۱۷)، أحكام الجنائز للألبانی (ص: ۵۰۰)

③ صحیح سنن أبي داود (۲۹۹۲)، سنن أبي داود ج ۲ / ص: ۶۵۷، کتاب السنۃ، باب في القتال للصوم (۲۲۰، ۴۱۴۲)، جامع الترمذی ج ۱ / ص: ۱۷۰، کتاب الديات (۱۳۴۱، ۱۳۲۸)، سنن النسائي ج ۲ / ص: ۱۵۴، کتاب المحاربة (۲۰۰، ۲۳۲۶)، سنن ابن ماجہ ج ۲ / ص: ۱۸۹، کتاب الحدود (۲۵۷۰)، مسند أحمد (۱۰۴۲)، أحكام الجنائز للألبانی (ص: ۵۷)، (قال الشیخ الألبانی: صحیح)

یا بھا الصنیو اسم الصلوٰۃ و السلم کا

## [10] پھرے کی حالت میں موت آنا:

سیدنا سلمان فارسی رض سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((رباط یوم ولیلہ خیر من صیام شہر و قیامہ وإن مات جرى عليه عمله الذي كان بعمدہ وأجری عليه رزقه وأمن الفتان)) ”ایک دن اور رات پھرہ دینا ایک ماہ کے قیام و سیم سے بہتر ہے اور اگر وہ شخص (پھرے کی حالت میں) فوت ہو جائے تو اس کا وہ عمل جسے وہ کیا کرتا تھا اس کا ثواب بر ابرملتا رہتا ہے اور اس کا رزق بھی اس کیلئے جاری کرو، یا جاتا ہے اور وہ فتنے میں ذلتے والے فرشتوں سے بھی محفوظ کر دیا جاتا ہے۔<sup>۱</sup>

## [11] کسی بھی نیک عمل پر موت آنا:

سیدنا حذیفہ بن الیمان رض سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((من قال لا إله إلا الله ابتعاء وجه الله ختم له بها دخل الجنة، ومن صام يوماً ابتعاء وجه الله ختم له بها دخل الجنة، ومن تصدق بصدقه ابتعاء وجه الله ختم له بها دخل الجنة)) ”جس شخص نے رضا، الہی کیلئے کلمہ ((لا إله إلا الله)) پڑھا پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمه ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے رضا، الہی کیلئے ایک دن صوم رکھا پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمه ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا“<sup>۲</sup>

<sup>۱</sup> اصحیح مسلم ج ۲ / ص ۱۰۲۲، کتاب الامارة (۳۵۳۷)، جامع الترمذی ج ۱ / ص ۲۰۰، کتاب الجہاد (۱۵۸۸)، سنننسانی ج ۱ / ص ۵۱، کتاب الجہاد، باب فصل الرباط (۳۱۱۶)، مسنند احمد (۲۲۶۱۹، ۲۲۶۱۱)، سنن

<sup>۲</sup> اخیری: مسنند احمد ج ۵ / ص ۳۹۱، (۲۲۲۵)، احکام الجمازو لللبانی (ص ۱۵۸)، (قال الشیخ الالبانی : صحیح)



## [12] لوگوں کا میت کی تعریف کرنا:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزراتے لوگوں نے اس کی تعریف کی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے تمین مرتبہ فرمایا: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ)) ”واجب ہو گئی“، ”واجب ہو گئی“، ”واجب ہو گئی“۔ اسی طرح پھر ایک جنازہ گزراتے لوگوں نے اس کی برائی بیان کی تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے تمین مرتبہ فرمایا: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ)) ”واجب ہو گئی“، ”واجب ہو گئی“، ”واجب ہو گئی“۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ أَثْيَمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَثْيَمْ عَلَيْهِ شَرًا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ)) ”جب شخص کی تم لوگوں نے اچھی تعریف کی ہے اس کیلئے تو جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم لوگوں نے برجی تعریف کی ہے، اس کیلئے آگ (یعنی جہنم) واجب ہو گئی۔<sup>۱</sup>

## عیادت و بیمار پر سی

عیادت اور بیمار پر سی بھی رسول اللہ ﷺ کی ایک اہم سنت ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ صاحبہ کرام ﷺ کی عیادت و بیمار پر سی کیلئے جایا کرتے تھے۔ اس عنوان پر چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

- ① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ، رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَإِبَابُ الْجَنَائزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيمُتُ الْعَاطِسِ)) ”ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: ① جب کوئی سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دے۔

① صحیح بخاری ج ۱ / من: ۱۸۲، مکتبہ الجنائز (۲۴۴۸، ۱۲۷۸)، مسلم ج ۱ / من: ۳۰۸، مکتبہ الجنائز، باب فینم یعنی  
علیہ خیر او شر من الموتی (۱۵۷۸)، جامع الترمذی ج ۱ / من: ۱۲۵، مکتبہ الجنائز (۹۷۸)، سنن التنسائی ج ۱ / من: ۲۰۳،  
كتاب الجنائز، باب في الثناء (۱۹۰۶)، سنن ابن ماجہ ج ۱ / من: ۱۰۸، مکتبہ الجنائز، باب ماجہ، فی الثناء، علی المیت  
(۱۴۸۰)، مسنند احمد (۱۲۵۶۶، ۱۲۴۷۰، ۱۲۳۷۲)।

## ایصال ثواب یا یہا العنیو ائمہ الصنفواد السلم کا ف

- ② جب کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔
- ③ جب کسی کی موت ہو جائے تو اس کی صلاۃ جنازہ پڑھے۔
- ④ جب کوئی دعوت دے تو اسے قبول کرے۔
- ⑤ جب کوئی چھینک پر ”الحمد لله“ کہے تو اس کے جواب میں یہ دعا پڑھے:
- ”بِرَحْمَكَ اللَّهُ“ ① (یعنی اللہ تعالیٰ آپ پر حمد فرمائے۔)
- ⑥ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
- ((مَا مِنْ رَجُلٍ يَعُوذُ مَرِيضاً مُّمْسِيَا إِلَّا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُصْبِحَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَتَاهُ مُصْبِحًا خَرَجَ مَعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ يَسْتَغْفِرُونَ لَهُ حَتَّى يُمْسِيَ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ)) ⑥
- ”جو شخص کسی بیمار شخص کی دن کے اخیر حصے میں عیادت کرتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکتے ہیں اور فجر تک اس کیلئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اس کیلئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔ اور جو شخص دن کے ابتدائی حصے میں عیادت کیلئے نکلتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکتے ہیں اور شام تک اس کیلئے دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اس کیلئے جنت میں ایک باغ ہوگا۔“
- ⑦ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
- ((مَنْ عَادَ مَرِيضاً لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ)) ”مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی تیارداری کیلئے جاتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک جنت کے میوں میں ہوتا ہے۔“ ⑦
- 
- ① صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۶۶، کتاب الجنائز، باب الأدب بتابع الجنائز (۱۱۶۴)، مسلم ج ۲ / ص: ۲۱۲، کتاب السلام، باب من حق المسلم للسلام رد السلام (۲۱۶۲)، جامع الترمذی ج ۲ / ص: ۹۸، کتاب الأدب (۲۶۶۱)، سنن النسائي ج ۱ / ص: ۲۰۴، کتاب الجنائز (۱۹۱۲)، سنن أبي داؤد، کتاب الأدب (۴۳۷۵) (سنن ابن ماجہ)، کتاب الجنائز، باب مادا، فی عيادة المريض (۱۴۲۵)، مسنند أحمد (۱۰۵۴۳، ۸۴۰۷) [۱]
- ② سنن أبي داؤد ج ۲ / ص: ۴۴۲، کتاب الجنائز، باب فضل العيادة على وضو، (۳۰۹۸، ۲۶۹۴)، جامع الترمذی ج ۱ / ص: ۱۱۶، کتاب الجنائز (۹۷۷، ۸۹۱)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۴۳۲)، صحیح ابن حبان (۷۱۰)، مستدرک للحاکم (ج ۱ / ص: ۳۴۲۰، ۳۴۲۱)، قال الشیع الالباني : صحیح [۲]
- ③ صحیح مسلم ج ۲ / ص: ۳۱۷، کتاب البر والصلة، باب فضل عيادة المريض (۸۶۵۹، ۶۵۵۷، ۴۶۵۸، ۴۶۶۰، ۲۵۶۸)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۸۹۰)، مسنند احمد (۲۱۳۲۹) [۳]

④ سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ يُرِدُ اللَّهَ بِهِ خَيْرًا يُصْبِطُهُ مِنْهُ)) "اللَّهُ تَعَالَى جِئْسِ شَخْصٍ كَسَّا تَحْكِيمَهُ بِعَلَائِيَّةِ إِرْادَتِهِ فَرَمَّا تَبَّعَهُ كَبُحْ كَبُحْ تَكْلِيفٍ مِنْ مِثْلَهَا كَرِدَ دِيَتَابَهُ۔")<sup>۱</sup>

⑤ امام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَامِنْ مُصِيَّبَةٍ تُصْبِطُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَرَ اللَّهُ بِهَا عَنْهُ، حَتَّى الشُّوَكَةَ يُشَاكِهَا)) "مسلمان کو پھونچنے والی ہر تکلیف یہاں تک کہا نہیں بلکہ اگر اس کو لگتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔")<sup>۲</sup>

⑥ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَامِنْ مُسْلِمٍ يُصِيَّبَهُ أَذْى إِلَّا حَاثَ اللَّهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تُحَاثُ وَرَقُ الشَّجَرِ)) "جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو اس طرح منادیتا ہے جس طرح درخت کے پتے جھزرتے ہیں۔")<sup>۳</sup>

⑦ سیدنا جابر بن عبد اللہ رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((لَا تَسْبُوا الْحُمْمَى فَإِنَّهَا تُذَهِبُ خَطَايَايَنِي أَدَمَ كَمَا يُذَهِبُ الْكِيرُ خَبَكَ الْحَدِيدِ)) "بخاری ہو جائے تو اس کو برآنہ کہو کیونکہ بخار آدمی کے گناہ کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لو ہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔")<sup>۴</sup>

⑧ سیدنا ابو بردہ "ہانی بن نیار ابن عمرو" رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا مَرَضَ الْعَبْدُ أُو سَافَرَ كَتَبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقْيِمًا صَحِيحًا))

① صحیح بخاری ج ۲ / ص: ۸۴۳، کتاب المرضی، باب ماجا، فی کفارۃ المرض (۵۶۴۵۰، ۵۲۱۲)، مسنند احمد (۶۹۳۷)۔

② مؤطراً امام مالک، کتاب الجامع (۱۴۷۷)۔

③ صحیح بخاری ج ۲ / ص: ۸۴۳، کتاب المرضی، باب شدة المرض (۵۶۴۷۰، ۵۶۴۰۰، ۵۲۰۹)، مسلم ج ۲ / ص: ۳۱۷، کتاب البر والصلة (۴۶۶۴۰، ۴۵۷۱)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۸۸۸)، مسنند احمد (۲۲۹۸۵)۔

④ صحیح بخاری ج ۲ / ص: ۸۴۳، کتاب المرضی، باب شدة المرض (۵۶۴۷۰، ۵۶۴۰۰، ۵۲۰۹)، مسلم، کتاب البر والصلة (۲۵۷۱)، مسنند احمد (۴۶۶۳)، مسنند احمد (۴۱۱۶، ۳۹۸۸، ۳۴۳۶)، سنن الدارمی، کتاب الرفق (۲۶۰۲)۔

⑤ صحیح مسلم ج ۲ / ص: ۳۱۹، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فی ملیحیتہ من مرض (۴۶۷۲، ۲۵۷۵)۔

ایصال ثواب بایہا الصیر اسے ماصطہم اور السلم کا ف

”اللہ تعالیٰ مسافر اور مریض کو ان اعمال کے برابر اجر عطا فرماتا ہے جو وہ لگھر میں اور تدریتی

کی حالت میں کیا کرتا تھا۔“<sup>①</sup>

❾ سیدنا انس بن مالک رض سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے: ((إِذَا بَتَّلَتْ عَبْدِي بِحَبِيبِهِ فَصَبَرَ عَوْضَةً مِنْهُمَا الْجَنَّةُ يُرِيدُهُ عَيْنِيهِ))<sup>②</sup>

”جب میں کسی بندے کو اس کی دممحوب چیزوں (یعنی دونوں آنکھوں کو لیکر) آزماتا ہوں

”یعنی اسے بینائی سے محروم کر دیتا ہوں“ اور پھر وہ صبر کرے تو اس کے بد لے میں اسے جنت دوں گا۔“

❿ جناب عطا بن ابی رباح رض فرماتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رض نے مجھ سے

فرمایا: کہ تمہیں کسی جنتی عورت کو نہ کھادوں؟ تو میں نے کہا یوں نہیں! تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رض

نے فرمایا کہ اس کالی عورت کو دیکھو: ((المرأة السوداء أتت النبي ﷺ فقلت إني أصرع

وإني أتكشف فاذع الله لي، قال إن شئت صبرت ولك الجنة وإن شئت دعوت الله

أن يغافيك، فقالت: أصبر، فقالت: إني أتكشف فاذع الله لي لا أاتكشف فدعاليها))

”رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کالی عورت آئی اور بولی کہ مجھے مرگ کا دورہ پڑتا ہے اور

ستر کھل جاتا ہے، آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر

تو صبر کرے گی تو تیرے لئے جنت ہے، اور اگر تو چاہے تو تیرے لئے دعا کئے دیتا ہوں وہ کہنے لگی،

میں صبر کروں گی، پھر اس عورت نے کہا: کہ میرا ستر کھل جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیں کہ وہ نہ کھلے

”تاکہ میں بے پرده نہ ہو جاؤں“، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کیلئے دعا فرمائی۔“<sup>③</sup>

① صحیح بخاری ج ۱ / من: ۴۲۰، کتاب الجنائز بباب إذا كان الرجل يعمل في المسافر مثل مكان عمل في الإقامة (۲۷۷۴)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز بباب إذا كان الرجل ي العمل (۲۶۸۷)، مسنند أحمد (۱۸۹۱۸، ۱۸۸۴۸).

② صحیح بخاری ج ۲ / من: ۸۴۴، کتاب المرصى، باب فصل من ذهب بصرة (۵۶۵۳، ۵۲۲۱)، جامع الترمذی، کتاب الرهد، باب ماجا، فی ذهاب البصر (۲۳۲۴)، مسنند أحمد (۲۰۱۲)، (۱۳۵۱، ۱۲۱۳۵، ۱۲۰۱).

③ صحیح مسحیح مسحیح ج ۲ / من: ۸۴۴، کتاب المرصى، باب فصل من ذهب بصرة (۵۶۵۲، ۵۲۰)، صحیح مسلم ج ۲ / من: ۳۱۹، کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فی ما يصبب (۲۰۰)، مسنند أحمد (۳۰۷۰).

## عیادت کی دعا میں

جب کسی مریض کی عیادت میلنے جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی مندرجہ ذیل دعا میں اس مریض کے حق میں پڑھیں:

① سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ عَادَ مِرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَحْلَهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعُ مَرَّارٍ "أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ، رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ، إِلَّا عَافَاهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْضِ") "جب کوئی کسی ایسے شخص کی عیادت کیلئے جائے جس کی موت ہے، قتل انجھی قریب نہ آیا: واؤ اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے اس مرض سے بچتا ہے۔ اللہ اشغاع طافر فرمائیگا۔ وہ دعا یہ ہے:

((أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ، رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ)  
”میں سوال کرتا ہوں اس اللہ تعالیٰ سے جو بزرگ تر اور عرش عظیم کا مالک ہے کہ وہ تجھے شفا  
مطافر مائے۔“)

② سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعْوُذُهُ قَالَ لَهُ "لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ") ”جب رسول اللہ ﷺ کسی  
مریض کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے:

((لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ))

”تو نہیں“ غم نہ کر، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ”یہ بیماری تجھے گئے ہوں سے“ پاپ کرنے والی ہے۔<sup>①</sup>  
③ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے میں سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے

○ اسن آنی داود ج ۱ / ص: ۴۴۲، کتاب الجنائز، باب الدعا، للمریض عبد العیاد (۳۱۰، ۶۰۲۷۰)، حامع الترمذی، کتاب الطب، باب ماحا، فی التداوی بالمسل (۲۰۸۴، ۲۰۰۹)، مسند احمد ج ۱ / ص: ۲۲۳۹، ۲۰۳۰ (۵۱۲۸، ۲۰۳۳، ۲۰۳۱)، (قال الشیع الالسی: صحیح)۔

○ صحیح بخاری ج ۲ / ص: ۱۴۴، مسند المرتضی، ... مسیۃ الللہ عزیز ... رقم الحديث (۳۳۴۷، ۵۲۲۰، ۵۲۲۴، ۳۳۴۷) (۳۲۰۶)

میغش کے پاس تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے تھے:

((أَدْهَبُ الْبُلَاسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَأَسْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَائُكَ  
شِفَاءً لَا يُعَادُرُ سَقَمًا))

”اے انسانوں کے رب! یماری کو دور کرو اور شفا عطا فرم، تو ہی شفاد ہینے والا ہے، تیری شفا  
کے سوا اونی شفائنہیں ایسی شفا عطا فرم اجو کسی یماری کو نہ چھوڑے۔“<sup>۰</sup>

④ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كَانَ إِذَا اشْتَكَى  
يَقْرَءُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوَّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَ وَجْهُهُ كَنْتُ أَقْرَءُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ بِيَدِهِ  
رِجَاءً بِرَبِّكَتْهَا))، ”جب رسول اللہ ﷺ یمار پڑتے تو معوذات لیتیں: قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ“ و ”  
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ“ کی سورتیں پڑھ کر اسے اپنے اوپر دم کرتے، پھر جب مرض الموت میں  
آپ ﷺ کی تکلیف بڑھتی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے باخوبی سے برکت کی  
امید میں آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پھیرتی۔“<sup>۰</sup>

⑤ سیدنا عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ  
ﷺ سے یہ شکایت کی کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے ایک تکلیف (درد) مجھکو پریشان کر  
رہی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((صَرِعَ يَدِكَ عَلَى الدِّيْنِ يَالَّمِ مِنْ جَسِيدَكَ وَقُلْ  
”بِسْمِ اللَّهِ“ ثَلَاثَةً، وَقُلْ سَبْعَ مَرَاتٍ : أَعُوذُ بِاللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُوا حَادِرًا)  
”اپنا ہاتھ درد کی جگہ پر رکھو، پھر تین دفعہ ”بِسْمِ اللَّهِ“ کہوا، اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو:

⑥ اصحیح بخاری ج ۲ / ص: ۸۴۷، کتاب المرض، باب دعا، الفائد للمریض (۵۷۴۲، ۵۷۵۰، ۵۶۷۵)، صحیح مسلم ج ۷ / ص: ۲۲۲، کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض (۴۰۶۶، ۶۵۲۱۹۲)، سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب ماعزیہ النبی ﷺ و ماعزیہ (۳۵۱۱)، مسند احمد برقم الحدیث (۲۲۰-۴۶)

⑦ اصحیح بخاری ج ۲ / ص: ۷۵۰، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات (۴۰۶۶، ۶۵۲۱۹۲)، سنن أبي داؤد، کتاب الطب (۳)، سنن بن ماجہ، کتاب الطب، (۳۵۲۰)، سنن احمد (۴۸۵)، مسند امام مالک، کتاب الجامع، رقم الحدیث (۱۴۸۰) |

((أَعُوذُ بِاللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجَدُ وَأَحَادِرُ))

”میں اللہ تعالیٰ کے غلبے اور قدرت کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں۔“<sup>۰</sup>

⑥ سیدنا عبداللہ بن عباس رض سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوذُ بِالْحَسْنِ وَالْحَسَنِ وَيَقُولُ أَنَّ أَبَا كُمَّا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ))، یعنی رسول اللہ ﷺ حسن و حسین رض کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا کرتے تھے، پھر یہ فرمایا: کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی ان کلمات کے ساتھ اسماعیل و اسحاق رض کیلئے ”اللہ تعالیٰ کی“ پناہ طلب کرتے تھے یعنی ”وَمَ كَرْتَ تَتَّهِ“ وہ دعا یہ ہے:

((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَا مَةً)) اور سنن ابی داؤد میں: ((أَعْيُذُ كُمَا)) سے شروع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ریعہ میں پناہ طلب کرتا ہوں، ہر ایک شیطان سے اور ہر زبریلے کیزے (سانپ بچھو وغیرہ) سے اور ہر نقصا پہنچانے والی نظر بد سے۔“<sup>۰</sup>

⑦ سیدنا ابوسعید خدری رض سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((إِنَّ جَرِيلَ الْعَيْنِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِشْتَكَيْتُ قَالَ نَعَمُ))، ”ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس سیدنا جریل رض تشریف لائے اور فرمایا: اے محمد! ﷺ کیا آپ یہاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہاں تو سیدنا جریل رض نے یہ پڑھا ”اوہ آپ پر دم کیا“ وہ دعا یہ ہے:

① صحیح مسلم ج ۲ / ص: ۲۲۴، کتاب السلام، باب استحباب وضع یہدہ على موضع الالم مع الدعا، (۲۰۸۲، ۲۲۰۲)، جامع الترمذی، کتاب الطبل (۶۰۰۶)، سنن ابی داؤد، کتاب الطبل، باب کیف الرقی (۳۲۹۲)، سنن ابن ماجہ، کتاب الطبل (۳۵۱۲)، مسند احمد (۱۷۲۲۱، ۱۵۶۷۷)، مؤطرا امام مالک، کتاب الجامع، رقم الحدیث (۱۳۷۹)

② صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۴۷۷، کتاب الأنبياء (۳۱۲۰)، جامع الترمذی، کتاب الطبل، باب ماجہ، فی الرقیۃ من العین (۳۶۶۹، ۳۳۷۱، ۳۱۲۰)، سنن ابی داؤد ج ۲ / ص: ۶۵۲، کتاب السنۃ، سنن متفقان (۴۷۲۷، ۴۱۱۰)، سنن ابی داؤد (۲۰۶۱، ۱۹۸۶)، سنن ابن ماجہ، کتاب الطبل، باب ماعونیۃ النبی (۳۵۱۶، ۳۵۲۵)، مسند احمد، رقم الحدیث (۲۲۰۸، ۲۰۰۸)

((بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيْكَ مِنْ كُلَّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ  
حَاسِدٍ، اللَّهُ يَشْفِيْكَ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيْكَ))

”الله تعالى کا نام لے آرہیں آپ پر دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو تکفیر دے ہے جو وہ کہ  
اور ہر حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفاعة فرمائے، میں اللہ تعالیٰ کا نام لے آرہیں  
کرتا ہوں۔“<sup>⑤</sup>

<sup>⑤</sup> سیدہ ام سلمہ بنی سعیہ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((سمعت رسول الله يقول  
ما من عبد تصيبه مصيبة فيقول : ((إنَّ اللَّهَ وَإِنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)) اللَّهُمَّ أَجْرِنِي فِي  
مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْرُهُ اللَّهُ فِي مُصِيبَتِهِ وَأَخْلِفْ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا))  
”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی مسلمان کو کوئی تکلیف (مصیبت یا نقصان) پہنچے تو  
وہ یہ دعا پڑھے:

((إِنَّ اللَّهَ وَإِنَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ أَجْرِنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا))  
”بہم سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ رہے جانے والے ہیں، اے اللہ! مجھے میری  
 المصیبت میں اجر اور غیرہ البديل دونوں عطا فرماؤ را اس کے بد لے میں اس سے بہتر چیز عنایت فرماء۔“<sup>⑥</sup>

⑤ [اصحیح مسلم ج ۲ / ص: ۲۱۹، کتاب السلام، باب الطبل والمرص والرقی (۴۰۵۶، ۲۱۸۶)، جامع الترمذی، کتاب الحساظ،  
باب ماجاه، فی التعویل للمریض (۸۹۴)، سنن ابن ماجہ، کتاب الطبل، باب ماعونہ النبی ﷺ، ماعونہ (۱۸۰۲)، سنن أبي داؤد، الجنائز (۳۵۱۴)، مسنند أحمد (۱۱۲۸۵، ۱۱۳۱۱۱۱۰۸)]

⑥ [اصحیح مسلم ج ۱ / ص: ۳۰۰، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصيبة (۱۵۲۵، ۹۱۸)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز،  
باب ماجاه، فی تلقین المریض عند الموت (۸۹۹)، سنن النسائي، کتاب الجنائز (۱۸۰۲)، سنن أبي داؤد، الجنائز (۱۲۷۱۲)،  
مسند أحمد (۱۴۷۷)، مؤطلاً إمام مالک، کتاب الجنائز، رقم الحديث (۱۴۹۸)]

## تجهیز و تکفین

عالم زرع میں ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) کی تلقین

محض شخص کو کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تلقین کریں، یعنی اس کے پاس بینجھ کریے کلمہ باواز بلند کیجیے کہ وہ نے اور یہ کلمہ اس کو یاد آجائے اور کہے، مگر غیر پھرہ کراطیمان کے ساتھ کمیں لگا تار دیر یتک نہ کہتے رہیں، اور نہ چلا کر شور و غل کے ساتھ کمیں کیونکہ مریض پر جانشی کا وقت نہایت نازک ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آزر دہ خاطر ہو کر کمیں زبان سے کوئی نالامم بات نکالے یا اس کے دل کو اس سے نفرت ہو۔

① چنانچہ سیدنا ابو سعید خدري رض سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (لَقِنُوا مُؤْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) ”ان لوگوں کو جو موت کے قریب ہوں: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) کی تلقین کرو۔“ ①

② سیدنا معاذ بن جبل رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مَنْ كَانَ أَخْرِيَ كَلَامًا مِّنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ) ”یعنی جس کا آخری کلام: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ ②

③ سیدہ ام سلمہ رض سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُوْمَنُونَ عَلَىٰ مَا تَفْوِلُونَ) ”جب تم کسی بیمار یا میت کے پاس جاؤ تو بھلانی کی بات کہو، کیونکہ اس وقت تم جو کچھ کہتے ہو

① صحيح مسلم ج ۱ / ص: ۳۰۰، کتاب الجنائز، باب تلقين الموتى (۱۵۲۲، ۹۱۷، ۹۱۶)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجدہ فی تلقین المورتی (۸۹۸)، سنن النسائي، کتاب الجنائز (۱۸۰۳)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب ماجد، فی التلقين (۲۷۱)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجد فی تلقين الہیت (۱۴۳۵)، مسنڈ احمد (۱۰۵۷)، سنن البیہقی (ج ۲ / ص: ۳۸۲)، مسنڈ أبو یمیل (۱۰۹۶)، شرح السنۃ (ج ۲ / ص: ۱۱۷) [۱]

② صحيح محبیح أبو داؤد (۲۶۷۲)، سنن أبي داؤد ۲ / ص: ۴۴۱، کتاب الجنائز، باب ماجد فی التلقين (۳۱۱۶، ۲۷۰۹)، مسنڈ احمد ۵ / ص: ۲۲۳ (۲۴۷، ۲۴۷)، مستدرک للحاکم (ج ۱ / ص: ۳۵۱)، قال الشیخ الابنی: (صحیح) [۲]

فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ ①

## مرنے والے کے سامنے ”یسَ“ کی تلاوت

ذکورہ بحث میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی تلقین سے متعلق آپ نے سمعت فرمایا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی زبان اقدس سے فرمائی ہوئی حدیث ہے کہ جس کا آخری کلمہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا، مگر اس کے ملاوہ لوگوں نے پچھہ مزید چیزیں اپنی طرف سے گھٹلی ہیں اور انہیں میں سے ایک: مرنے والے کے قریب سورہ یسَ کی تلاوت بھی ہے۔ اب ہم کو دیکھنا ہے کہ یہ طریقہ سنت رسول ﷺ کے موافق ہے یا مخالف؟ ملاحظہ فرمائیں:

① سیدنا معلق بن یسار رضی اللہ عنہ سے مردی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إِقْرَأُوا عَلَى مُؤْنَةِكُمْ يسَ) ”اپنے مرنے والے کے قریب سورہ یسَ پڑھا کرو۔“ ② (یہ سنداضعیف ہے۔) مرنے والے کے پاس سورہ ”یسَ“ پڑھتے اُلیٰ روایت [سنن أبي داؤد ج ۲ / ص: ۴۴۵]، کتاب الجنائز، باب القراءة عند الراية (۳۱۲۱) میں ذکر تو ہے مگر سنداصحح نہیں ہے، اس لئے کہ اس حدیث کے دو راوی ایک ابو عثمان اور دوسرے ان کے والد یہ دونوں مجہول اور غیر معلوم ہیں، ابو عثمان کا نام ”سعد“ ہے۔ ③، یہ تہذیب التہذیب (ج ۱۲ / ص: ۱۴۷) میں مذکور ہے:

② یہ حدیث ایک دوسری روایت میں ان الفاظ کے ساتھ وارد ہے: (مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيَقْرَأُ عِنْدَهُ ”یسَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ“) ”جس مردے پر سورہ یسَ کی تلاوت کی جاتی ہے“

④ صحیح مسلم ج ۱ / ص: ۳۰۰، کتاب الجنائز، باب ملیقال عند البریض والموت (۹۱۱۹)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاه، فی تلقین البریض عند الموت (۸۹۹)، سنن النسائي، کتاب الجنائز (۱۸۰۲)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجہ، فی ملیقال عند البریض إذا حضر (۱۴۳۷)، مسنند احمد، رقم الحدیث (۲۵۳۹۲، ۲۵۲۸۹)

⑤ صحیح أبو داؤد (۶۸۳)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب القراءة عند الراية (۳۱۲۱)، سنن ابن ماجہ، باب ماجہ، فی ملیقال عند البریض إذا حضر (۱۴۴۸)، ارواء الغلیل (۶۸۸)، ابن أبي شیبہ (ج ۲ / ص: ۲۲۷)، مسنند احمد (ج ۵ / ص: ۷۲۲، ۲۶)، مسندرک للحاکم (ج ۱ / ص: ۵۶۵)، السنن الکبری للبیہقی (ج ۳ / ص: ۳۸۳)، شعب الایمان للبیہقی (ج ۵ / ص: ۳۹۵)، طبرانی (ج ۲۰ / ص: ۲۱۹)، (قال الشیخ الالبانی : ضعیف) ۱

الله تعالیٰ اس پر آسان فرماتا ہے۔<sup>①</sup> (یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے۔)

## موت کی آرزو کرنا جائز نہیں

① سیدنا ابو عبید مولیٰ عبد الرحمن بن ازہر بن حنفیہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِنَّمَا حُسِنَ فَلَعْلَةً يَرُدُّ ذَادَ وَإِنَّمَا سُئِلَ فَلَعْلَةً يَسْتَغْفِرُ)) ”تم میں سے کوئی شخص موت کی آرزو نہ کرے اگر تم نیک ہو تو شاید زیادہ نیکی کر سکو اور اگر بد کار ہو تو ”توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کر سکو۔“<sup>②</sup>

② سیدنا ابو ہریرہ رض سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا يَذْغُبُهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيهِ إِنَّهُ إِذَا ماتَ أَحَدُكُمُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ وَإِنَّهُ لَا يَزِيدُ الْمُؤْمِنُ عُمْرًا إِلَّا خَيْرًا)) ”نه موت کی آرزو کرو نہ موت کی دعا کرو کیونکہ جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کی ”نیکی کرنے کی“ امید ختم ہو جاتی ہے اور مومن کی بھی عمر سے اس کی نیکیاں بڑھتی ہیں۔“<sup>③</sup>

## اگر موت کی آرزو کرنی ہی ہوتو.....؟

سیدنا انس بن مالک رض سے مردی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِصُرُّ نَزَلَ بِهِ)) ”تم میں سے کوئی بھی کسی درپیش مصیبت و تکلیف کے سبب برگز موت کی تمنا نہ کرے۔“ اور اگر موت کی تمنا کرنا ہی چاہتا ہو تو پھر اس طرح کہہ لے:

① أخبار أصبهان لأبي نعيم (ج ۱ / ص: ۱۸۸) [أنَّ سَدِيرَ مُروانَ بْنَ سَالِمَ أَتَى شَعِيفَتْ] [ج: ۱ / ص: ۹۰] ، المحرر الكبير (ج ۲ / ص: ۱۳۲) [ج: ۱ / ص: ۶۶۹] ، ميزان الاعتدال (ج ۱ / ص: ۷۷۴) ، صحيح بخاري ج ۲ / ص: ۱۰۷۴ ، كتاب التمني ، باب ملیکہ من التمنی (۶۶۹) ، مسلم ، كتاب الذكر ، باب کراهة تمني الموت لضرر نزل به (۴۸۴۲) ، سنن النسائي ، كتاب الجنائز ، باب تمني الموت (۱۷۹۶) ، مسنده أحمد (۱۷۹۶) ، مسنده محمد (۷۲۶۲) ، سنن الدارمي ، كتاب الرقاق ، رقم الحديث (۷۷۴) ، صحيح مسلم ج ۲ / ص: ۳۴۲ ، كتاب الذكر و الدعا ، باب کراهة تمني الموت لضرر نزل به (۴۸۴۳) ، سنن النسائي ، كتاب الجنائز ، باب تمني الموت (۱۷۹۵) ، مسنده محمد (۱۷۹۶) ، مسنده أحمد (۷۲۶۲) ، سنن الدارمي ، كتاب الرقاق ، باب لا يتمنى أحدكم الموت ، رقم الحديث (۲۶۴۰)]

② صحيح مسلم ج ۲ / ص: ۴۸۴۳ ، كتاب الذكر و الدعا ، باب کراهة تمني الموت لضرر نزل به (۴۸۴۲) ، سنن النسائي ، كتاب الجنائز ، باب تمني الموت (۱۷۹۵) ، مسنده محمد (۱۷۹۶) ، مسنده أحمد (۷۲۶۲) ، سنن الدارمي ، كتاب الرقاق ، باب لا يتمنى أحدكم الموت ، رقم الحديث (۲۶۴۰)]

**ایسٹ وے بے یا یہاں تیر اسماں احتراوفد السلم کا**

((اللَّهُمَّ أَخْرِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي مَا كَانَتِ الْمَوْتَاهُ خَيْرًا لِي))  
”اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک یہ رہے لئے زندگی بہتر ہو، اور اس وقت  
مجھے موت دینا جب یہ رہے لئے موت بہتر ہو۔“<sup>①</sup>

فکر آخرت

دنیا میں ہر انسان کو مادر کھنا جائے کہ جب وہ پیدا ہوا ہے تو اس کیلئے موت کا بھی ایک دن

مشریعہ

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر بن جعفر سے روایت ہے 'فروات' میں : ((أخذ النبي ﷺ بمنكبي  
فالْكَنْ فِي الدُّنْيَا كَانَكَ غَرِيبٌ أَوْ غَابِرٌ سَبِيلٌ )) "رسول اللہ ﷺ نے میراً ندھار  
پکڑ کر فرمایا: دنیا میں اس طرح رہ گویا کہ تو بے دھن یا راہی "راہ چتا مسافر" ہے۔" چنانچہ سیدنا عبداللہ  
بن عمر بن جعفر سے فرمایا کرتے تھے: ((إذَا أَفْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ  
الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صَحْتَكَ لِمَرْضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِسُوتِكَ وَعَدْنَفِسِكَ فِي  
أهْلِ الْقُبُورِ )) "کہ جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کرو تندرنی کو  
بیماری اور زندگی کو موت سے یہ نیمت جان اور اینے آپ کو اہل قبور میں شارکر۔" ⑥

<sup>٥</sup> صحيح بخاري ج ٢ / ص: ٩٤٩، كتاب الرقاق، باب قول النبي ﷺ كن في الدنيا كأكمل عريض (٦٤١٦، ٥٩٣٧)، جامع الترمذى، كتاب الرهد، باب ماجة، في قصر الأمل (٢٢٥٥)، سunan ابن ماجة، كتاب الرهد، باب مثل الدنيا (٤١٠٤)، مسندة أحمد (٤٥٣٤)، مسندة أحمد (٥٨٨، ٤٢٦).

○ أصحح بخاري ج ٢ / ص: ٨٤٧، كتاب الدعوات بباب الدعاء، بالموت والحياة (٥٨٧٤٠٥٢٣٩)، مسلم ج ٢ / ص: ٣٤٢، كتاب التذكرة والدعاة، بباب كراهة تمني الموت لضرر زلزل به (٤٨٤١٠٤٨٤٠٢٦٨٠)، سين أبي ذاؤد، كتاب الجنائز، بباب في كراهة تمني الموت (٢٧٠٢)، جامع الترمذى، كتاب الجنائز (٩٧١٠٨٩٣)، سنن النسائي، كتاب الجنائز (١٧٩٧)، سنن ابن ماجة، كتاب العزد (٤٢٥٥)، مستند أحمد ج ٢ / ص: ١٠١، [كتاب العزد (٤٢٥٥)، مستند أحمد ج ٢ / ص: ١٠١]



## خود کشی گناہ کبیر ہے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا ہے تو اس کی موت کیلئے بھی ایک دن معین فرمایا ہے، مگر جب انسان خود اپنے لئے موت کا سامان مہیا کرتا ہے یا نیزہ چھوکرا پنی جان لے لیتا ہے تو اس کا انعام بہتر نہیں ہوتا ہے۔

① چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعَنُهَا يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ))، ”جو شخص اپنے آپ کو گاہونٹ کر مارتے ہے، تو وہ جہنم میں اپنا گاہونٹ نہ رہیگا اور جو شخص نیزہ چھوکرا پنی جان دیتا ہے وہ جہنم میں اپنے آپ کو نیزہ دیتا رہے گا۔“ ②

② ایک حدیث قدسی میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ((بادر نبی عبدِی بِنْفِیهِ حَرَمَتْ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ))، ”کہ میرے بندے نے اپنی جان مجھ سے پہلے لے لی، اس لئے میں نے ان پر جنت حرام کر دی ہے۔“ ③

## میت کو بوسہ دینا

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَ عَلَيْهِ فَقَبَلَهُ))، ”سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات پر آپ کو بوسہ دیا تھا۔“ ④

① صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۸۲، کتاب الجنائز، باب ماجا، فی قاتل النفس (۵۷۷۸، ۵۳۳۳، ۱۳۶۵، ۱۲۷۶)، مسلم، کتاب الإبان، باب غلط تحريم قتل الإنسان (۱۵۸)، جامع الترمذی، کتاب الطف (۱۹۶۷، ۱۹۶۶)، سنن السانی، کتاب الجنائز (۱۹۳۹)، سنن أبي داؤد، کتاب الطف، باب فی الأودیة المکروہة (۳۲۷۴)، سنن ابن ماجہ، کتاب الطف (۳۴۵۱)، مسنند احمد (۶۳۷۸، ۱۹۸۰، ۹۸۰۵، ۹۲۴۵، ۷۱۳۶)، سنن الدارمی، کتاب البدایات (۲۲۵۶)۔

② صحیح صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۸۲، کتاب الجنائز، باب ماجا، فی قاتل النفس (۳۴۶۲، ۳۲۰۴، ۱۳۶۴)، مسلم ج ۱ / ص: ۷۲، کتاب الإيمان، باب غلط تحريم قتل الإنسان نفسه (۱۶۰، ۱۵۹)، مسنند احمد (۱۸۰، ۴۷)۔

③ صحیح صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۲۶۶، کتاب الجنائز، باب الدخول على البيت بعد الموت (۱۴۰، ۹۷، ۳۳۹۴، ۱۱۶۵)، سنن السانی، کتاب الجنائز، باب تقبیل المیت (۶۷۸)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر رفاته و دفنه (۱۶۱۶)، مسنند احمد ج ۶ / ص: ۱۱۷، (۱۸۸۸، ۱۸۷۱، ۱۸۶۰)، سنن للبیہقی (ج ۲ / ص: ۴۰۶)، سنن ابن أبي شیبة (ج ۲ / ص: ۵۷)۔

ایصال ثواب بایهہا الصیر اسما المصطفیٰ فی الرسل مکافہ

اس حدیث سے اس مسئلہ کی وضاحت ہو گئی کہ جس کا نوئی قریبی دوست، عزیز فوت ہو جائے تو اس کا میت کو فرط محبت سے بوسہ دینا جائز ہے۔

## میت کا غسل مسنون اور اس کا طریقہ

سیدہ ام عطیہ رضیخا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ پھر رسول ﷺ کی بیٹی "زینب بنت خلیفہ" کو نہلار ہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو تین یا پانچ یا سات بار پانی اور یہری کے پتوں سے غسل دو: ((إِنَّ رَأْيُنَنِ إِيمَاءٍ وَسَدِيرٍ وَاجْعَلُنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا لِرَشِينَ إِنَّ الْكَافُورَ)) "اور آخری بار پانی میں کچھ کافور بھی ملالو۔"

سیدہ ام عطیہ رضیخا فرماتی ہیں: ((وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ فَرْوَنٍ)) "ہم نے غسل کے بعد اس کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں اور ان کو پیچھے ڈال دیا۔"<sup>۱</sup>

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو عورتیں ہی غسل دیں لیں، البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ غسل میت کا طریقہ بھی تقریباً غسل جنابت کی ہے، البتہ غسل کے دوران اور امام میت کا از حد خیال رکھنا چاہیے۔

## غسل میت کی تفصیل اس طرح ہے:

وفات کے فوراً بعد میت کا منہ اور آنکھیں بند کر دی جائیں بازوں نامگہیں اور باتحہ پاؤں در انگلیاں بھی سیدھی کر دی جائیں، نیز قیص اور بنیان وغیرہ اتار برپا درست میت کا بدنه ڈھانپ دیا جائے، میت کے بازوں کے یا پنڈلی میں کوئی شرکیہ تعلیم و حاگہ یا لازم وغیرہ ہو تو اسے اتار دیا جائے

<sup>۱</sup> صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۶۸، کتاب الجنائز، باب یجمل الکافور فی آح (۱۱۷۶۱۲۵۹۰۱۲۵۸۱)، مسلم ج ۱ / ص: ۴۳۱، کتاب الجنائز، باب فی غسل المیت (۱۵۰۷، ۹۳۶)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجا، فی غسل المیت (۹۱۱)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجا، فی غسل المیت (۱۴۴۸)، مسنڈ احمد (۲۲: ۲۲)।

اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ اگر مرنے والے نے اسے جانتے ہو جختے اختیار کیا تھا تو دیندار لوگ اسے غسل دیں اور نہ صلاۃ جنازہ میں شریک ہوں تاکہ غیر وہ کو عبرت حاصل ہو جائے۔ پانی اور بیری کے پتے ابال لئے جائیں پھر نیم رم استعمال کیا جائے نیز پانی کم از کم استعمال یا جائے۔ نکری کا ایک تختہ ایسی جگہ رکھا جائے جہاں پانی کا نکاس اور گندگی و نجکانے لگانا آسان ہو جیتے اور اس تختے پر لٹایا جائے، ناف سے گھننوں تک کی جگہ کپڑے سے ڈھانپ دی جائے اور دوران غسل، سوائے محوری کے میت کی شرمگاہ پر نظر نہ ڈالی جائے اور نہ کپڑے کے بغیر اسے باٹھ لگایا جائے، اگر جسم ختم ہو اور اس پر پیالا بندھی ہوئی ہوں تو احتیاط سے پیالا کھول کر روئی اور نیم رم پانی سے آبستہ آبستہ ختم دھونے جائیں، ہر کام کی ابتداء و ائمہ طرف سے کی جائے لالا یہ کہ صرف باعثیں جانب توجہ کی سختی ہو، ناف کی طرف باٹھ سے میت کا پیٹ دو یا تمیں دفعہ دبا یا جائے تاکہ اندر رکنی ہوئی گندگی امکانی حد تک خارج ہو جائے، پھر باعثیں باٹھ پر کپڑے کا دستانہ وغیرہ جو کوفن کے ساتھ ہی بنا یا جاتا ہے پہن کر اس کا استنجا (یعنی نجاست کو صاف) کیا جائے، ناک، دانت، منہ کا خلال اور کانوں میں اچھی طرح گیلی روئی پھیر کر انکی الگ سے صفائی کروئی جائے تاکہ بعد میں دھونے دہران تمیں دفعہ سے زیادہ نہ دھونا پڑے، بسم اللہ پڑھ کر میت کو مسنون دھوکرایا جائے، تمیں دفعہ اچھی طرح سرد ہوئیں، حسب ضرورت صابن استعمال کرتے ہوئے پورے جسم کو تمیں یا پانچ یا سات مرتبہ اچھی طرح دھو یا جائے، آخری دفعہ نہلاتے وقت پانی میں کچھ کافور ملایا جائے، سب سے آخر میں پاؤں دھونے جائیں۔

## زوجین ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں

جناب امام ماک بنیادیانی مؤطا (ص: ۷۷) میں تحریر فرماتے ہیں: ((عَنْ مَالِكِ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِذَا مَاتَتِ الْمَرْأَةُ وَلَيْسَ مَعَهَا إِنْسَانٌ هَاوَلَ مِنْ ذَوِي الْمُحْرَمِ أَحَدٌ يُلِسِّ ذلِكَ مِنْهَا وَلَا زُوْجٌ يُلِسِّ ذلِكَ مِنْهَا يُمْمَثُ فَمَسَحَ بِرُوحِهَا وَكَفَيْهَا مِنْ

الصعبِ، وَإِذَا هَلَكَ الرَّجُلُ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِلَّا نَسَاءٌ يَمْنَأُهُ أَيْضًا)

”انہوں نے ابل علم سے سن کر جب کوئی عورت مر جائے اور بہاں عورتیں موجود ہوں جو اس غسل دیں اور نہ اس کا ذمہ حرم ہو اور نہ اس کا شوہ بہ جو اس کو غسل دے تو اس عورت کو تیم کرایا جائے پس اس کامنہ اور دونوں بھتیلیاں پاک منی سے ملی جائیں اور جب کوئی مرد مر جائے اور بہاں بھر جو توں کے کوئی مرد نہ ہو تو عورتیں اس کو تیم کرائیں۔“

یہ دونوں ایسے شخص کے حکم میں ہیں جس کو پانی نہ ملے۔

شوہر کیلئے جائز ہے کہ اپنی بیوی کو غسل کرائے:

① چنانچہ امام المؤمنین سیدہ ماشیہ صدیقہؓ نبی خاتمہ روایت ہے، ارشاد فرماتی ہیں: ((لَوْكُنْثُ اسْتَقْبَلَتْ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرَتْ مَا غَسَّلَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الْغَيْرُ نَسَانَه)) ”اگر مجھے پہلے خیال آتا جو بعد میں آیا تو رسول اللہ ﷺ کا وآپ کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔“

② امام المؤمنین سیدہ ماشیہ صدیقہؓ نبی خاتمہ روایت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بقع غرقد (مدینہ کا قبرستان) سے لوٹے تو مجھلوں حال میں پایا کہ میرے سارے میں درد ہو رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ما ضرُّكَ لَوْ بَثَ قَبْلِيْ فَقَمْتُ عَلَيْكَ فَعَسَّلْتُكَ وَكَفَشْتُكَ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكَ وَذَفَنْتُكَ)) ”تیر کیا نقسان ہو گا کہ اگر تو مجھ سے پہلے مر جائے گی تو تیر اکام میں کر دو ڈنگا، تجھلو غسل دو ڈنگا، کنف پہناؤ ڈنگا، خود سلاۃ جنازہ پڑھوں گا اور دُن رونکا۔“

سیدنا علی بن ابی طالبؑ نے سیدہ فاطمہؓ کے لئے غسل دیا تھا:

چنانچہ سیدہ اسماء بنت عمیسؓ نبی خاتمہ سے مروی ہے، فرماتی ہیں: ((أَنَّ فَاطِمَةَ بَنْتَ رَسُولِ اللَّهِ أَوْصَتَ إِنْ يَغْسِلُهَا زَوْجُهَا عَلَى بَنِ أَبِيهِ طَالِبٍ فَغَسَلَهَا هُوَ وَأَسْمَاءُ بَنْتُ عَمِيسٍ))

① سنن ابن ماجہ ج ۱ / ص ۱۰۷:، کتاب الجنائز، باب ماحا، فی غسل الرجل امرأته و غسل المرأة روجها (۱۴۶۴، ۱۴۵۳).

سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز (۲۷۳۰، ۱۳۴۱)، (قال الشیع الألبانی صحیح)

② سنن ابن ماجہ ج ۱ / ص ۱۰۷:، کتاب الجنائز، بادح، فی غسل الرجل امرأته و غسل المرأة زوجها (۱۴۵۴، ۱۴۵۵).

السنن الکبری للبیهقی ج ۳ / ص ۲۹۶:، کتاب الجنائز (۶۴۰۲)، (قال الشیع الألبانی صحیح)

”یعنی سیدہ فاطمۃ الکبریٰ نے وصیت کی تھی کہ ان کا غسل ان کے شوہر سیدنا علی بن ابی طالب بن عثیمین دیں۔ لہذا ان کا غسل سیدنا علی عثیمین اور سیدہ اسما، بنت عمیس بن عثیمین دیا۔“<sup>۱۵</sup>

اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اوجائز ہے کہ اپنی بیوی کو غسل دے۔ اور یہی مذهب ہے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل (رضی اللہ عنہم) اور جمیلہ بنت حمّہ کا۔

بنو سیدہ اسما، بنت عمیس بن عثیمین فرماتی ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الکبریٰ نے مجھ سے فرمایا تھا  
((یا أَسْمَاءُ إِذَا أَسْمَتْ فَأَغْسِلِي أَنْتَ وَعَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَغَسِلَهَا عَلَى وَأَسْمَاءَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا))

”اے اسما (عثیمین) جب میر (الانتقال) ہو جائے تو تم اور علی بن ابی طالب علی عثیمین مجھے غسل دینا پڑے  
الانتقال کے بعد سیدنا علی عثیمین، سیدہ اسما، بنت عمیس بن عثیمین نے غسل دیا۔“<sup>۱۶</sup>

بیوی کیلئے بھی جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کو غسل دے:

((وَقَالَ الشَّافِعِيُّ فِي رِزْيَاةِ أَبِي سَعِيدٍ ”أَوْصَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ تَغْسِلَهُ أَسْمَاءُ“))  
یعنی سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اور اسما، بنت عمیس (عثیمین) نے غسل دیا تھا۔<sup>۱۷</sup>

## کیا غسل دینے والے پر غسل واجب ہے؟

عوام الناس میں یہ بات مشہور ہے کہ میت کو غسل دینے والے پر بھی غسل آرہنا واجب ہے۔  
چنانچہ اس کے بارے میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی داؤد و ترمذی، ثوبہ و میں سیدنا ابو جہر یہ شہادتے ہیں کہ رسول اللہ سلام علیہ السلام  
ارشاد فرمایا: ((مَنْ غَسَلَ الْمَيْتَ فَلِيغَسِلْ وَمَنْ حَمَلَهُ فَلِيتوَضَأْ)) جو شخص میت و غسل

(۱۵) السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ / ص ۳۹۶۔ کتاب الجنائز، باب الرجل يغسل امرأته إذا ماتت، رقم الحديث (۶۴۵۳)۔

(۱۶) مسند الشافعی ج ۱ / ص ۳۶۱۔ (۱۶۵۶) السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ / ص ۳۹۶۔ کتاب الجنائز، باب الرجل يغسل امرأته إذا ماتت رقم الحديث (۶۴۵۲)۔

(۱۷) مؤہذہ امام مالک، کتاب الجنائز، باب غسل المیت (۶۶)، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ / ص ۶۴۵۵-۶۴۵۶۔ (صحیح) [۱۳۹۷]

ایصال ثواب بایہہ الصیر اسما اصلہ ماقول السلم کافی

دے اس کو غسل کرنا چاہئے، اور جو میت کو اٹھانے اس کو وضو کرنا چاہئے۔“

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غسل دینے والے کو غسل کرنا اور اٹھانے والے کو وضو کرنا ضروری ہے۔

مگر اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم ضروری نہیں ہے بلکہ استحبانی ہے، یعنی غسل دینے والا غسل کر لے تو بہتر ہے اور اگر غسل نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اسی طرح میت کو اٹھانے والا اگر پھر سے وضو کر لے تو بہتر ہے اور اگر وضو نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

### ملاحظہ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت اس طرح منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب تم میت کو غسل دو تو اس کے غسل دینے سے تم پر غسل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ تمہاری میت پاک مرتی ہے، بخوبی نہیں ہے، پس تم کو کافی ہے کہ اپنے باتحوں و دھنلو روایت کیا اس کو بخوبی نے، حافظ ابن حجر نویسنده تلخیص (ص: ۵۰) میں تحریر فرماتے ہیں اس کی اسناد حسن ہیں، پھر تحریر فرماتے ہیں کہ ”اس حدیث اور سیدنا ابو ہریرہؓ کی حدیث میں یوں تلفیق دی جائے گی کہ ابو ہریرہؓ کی روایت کردہ حدیث میں غسل کرنے کا حکم استحبانی ہے، یعنی غسل کرنے سے مراد باتحوں کو وضو ہونا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ میت کو غسل دیتے تھے پس ہم لوگوں میں سے بعض لوگ غسل کرتے تھے اور بعض لوگ غسل نہیں کرتے تھے، روایت سیدنا اس کو خطیب نے، حافظ ابن حجر نویسنده تلخیص (ص: ۵۰) میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ سیدنا ابو ہریرہؓ کی حدیث میں غسل کرنے کا حکم استحبانی ہے اور ان مختلف حدیثوں میں جسم تو نیقی کی وجہ صورت بہ نسبت اور صورتوں کے بہت اچھی ہے۔

بخاری (كتاب الجنائز، باب غسل الميت ووضوئه) میں ہے: ((وَحَنْطَابُ ابْنُ عُمَرَ الْسَّعِيدِينَ زَيَّدَ وَحَمْلَهُ وَضَلَّ وَلَمْ يَعْوَضُ، وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسَ: الْمُسْلِمُ لَا يَنْجُنُ

## السائل ثواب مكتبه صادق الفكى الفقيه للتدقیق، والتالیف

حیاً و لا ميٰتاً، وَقَالَ سَعِيدٌ: لَوْ كَانَ نَجِسًا مَامِسِتُهُ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجِسُ  
 ”سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے سیدنا سعید بن زیدؓ کے ایک بیٹے کو حنوط لگایا اور اس کو اٹھایا اور صلاۃ  
 جنازہ پڑھی اور وضو نہیں کیا۔“<sup>①</sup>

مؤطراً امام مالک میں ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ کا جب انتقال ہوا تو ان کی بیوی سیدہ  
 اسماء بنت عمیسؓ نے اس کو غسل دیا پھر باہر نکلیں اور حصے مہاجرین وہاں حاضر تھے ان سے پوچھا:  
 ((إِنَّ صَانِمَةً وَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ شَدِيدٌ الْبَرْدُ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُصْلٍ فَقَالُوا : لَا )  
 ”یہ دن سخت جاڑے کا ہے اور میں صوم سے ہوں کیا مجھ کو غسل کرنا ضروری ہے؟ سکھوں نے کہا:  
 نہیں۔“<sup>②</sup>

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نائل الاصواتار (1/220) میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”حق یہی ہے کہ سیدنا  
 ابو ہریرہؓ کی حدیث میں غسل دینے والے کو غسل کرنے کا حکم استحبانی ہے۔  
 فقهاء احناف کے نزدیک بھی غسل دینے والے کو غسل کر لینا مستحب ہے۔

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:

[فتح القدير (1/277) اور شامی (1/900) میں ہے: ”ويندب الغسل لمن يغسل“ یعنی میت  
 کو شخص غسل دے اس کو غسل کر لینا مستحب ہے۔]

## میت کا کفن

مسنون طریقہ یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے کفن میں تین کپڑے ہوں، لیکن اگر اتنے  
 کپڑے نہ ہوں تو دیا ایک کپڑے میں بھی میت کو کفانا درست ہے، جبکہ وہ اتنا مباہو کہ اس سے  
 میت کا پورا جسم سر سے ہیرتک ڈھانپا جا سکتا ہو۔

اور اگر ایک ہی کپڑا ہو اور وہ چھوٹا ہو تو اس سے میت کے اوپر کے حصے کو ڈھانپ دینا چاہیے

① صحیح مخارقی (ج ۱ / ص: ۱۶۷)، کتاب الجنائز، باب غسل المبت ووضوته (ترجمة الباب)

② المؤطراً امام مالک، کتاب الجنائز، باب غسل المبت (۴۶۴)، سنن للبیهقی ج ۲ / ص: ۳۹۷، الجنائز، باب غسل المرأة زوجها (۶۴۰۵)، سنن الدارقطنی ج ۲ / ص: ۷۹، کتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر (۱۲)، (إسناده صحیح)

## ایسا شاب یا بہا العین اسما مظلوم اور السلم کا فہم

اور یہ دوں کو گھاس وغیرہ سے ڈھانپ دینا چاہیے۔  
 چنانچہ سیدنا خباب بن الارت میں سے مردی ہے، فرماتے ہیں: «فَتُلَمَّعَ مُضَعْ بْنُ عَمِيرٍ يَوْمَ أَحِيدَ فِلْمَ نَجِدُهُ مَا كَفَفْهُ إِلَّا بُرْدَةً إِذَا غَطَيْنَا بَهَارَ أَسَهَ حَرَجَتِ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَيْنَا بَهَارَ جَلَّهُ حَرَجَ رَأْسَهُ فَأَمْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْجَرِ»  
 ”جب سیدنا مصعب بن عمير میں جنگ احمد میں شہید ہوئے تو ان کے کفن کیلئے کوئی کپڑہ انہا ملا، مگر ایک ایک چادر اس سے ہم لوگ ان کا سرچھپا تے تو پیر کھل جاتے اور اگر پیر چھپا تے تو سر کھل جاتا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم لوگ ان کا سرچھپا میں اور یہ دوں پر اذخر دال دیں۔“<sup>①</sup>  
 (اذخر ایک تسمیہ حاس کا نام ہے۔)

کفن کا کپڑہ اسفید رنگ کا ہو تو سب سے بہتر ہے، باں نیا کپڑہ ابونا ضروری نہیں ہے، نیز  
 حالت مجبوری میں ایک ہی کپڑے اور ایک ہی قبر میں چند مردوں کو دفنایا جا سکتا ہے۔

## کفن کا رنگ سفید ہو

چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس میں سے مردی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
 ((الْبُسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَ كَفَنُوا فِيهَا مَوْتَأَكُمْ)) ”سفید لباس زیب تن کیا کرو، یہ تمہارے لمبوسات میں بہترین اور عمدہ لباس ہے، اور اپنے مرنے والوں کو بھی سفید کپڑے ہی میں کفنا یا کرو۔“<sup>②</sup>

① صحیح ابو داؤد (۲۲۸۴)، سنن أبي داؤد ۲ / ص: ۵۶۲، کتاب الطه، باب فی البياض (۳۵۳۹، ۳۸۰، ۳۸۷۸)، جلیل الترمذی، کتاب الجنائز، باب مایستحب من الأكفان (۹۹۴، ۹۰۵)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۴۲۷، ۱۴۶۱)، سید احمد حمید ۱ / ص: ۲۲۷ (۲۲۴۹، ۲۱۰۹)، مصنف عبدالرازاق (۶۲۰۰)، مستدرک للحاکم (ج ۱ / ص: ۲۵۴)، سنن للبیهقی (ج ۲ / ص: ۲۴۵)، (قال الشیخ الالبانی : صحیح) [۱۱۹۵] (۲۷۸۸)

② صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب إذا لم يجد كفانا إلما يواري رأسه أو قميته غطى رأسه (۱۵۶۲)، جامع الترمذی، کتاب المنافق، باب منقلب مصعب (۲۷۸۸)



مرد و عورت دونوں کو تین کیڑوں میں کفنا یا جائے

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَفِيلٌ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابِ يَمَانَةٍ بِيُضِّ سَحْوَلَيْهِ لَيْسَ فِيهَا مِيقَصٌ وَلَا عَامَةٌ))  
 ”رسول اللہ ﷺ میں کپڑوں میں کفناے گئے جو سفید تھے اور مقامِ حکوم کے بنے ہوئے تھے، اس آنکھ تھی جو میں کہتا تھا ان ۱۴۱“ ②

یعنی تین لفاظوں ”بھی چاروں“ میں کفنا نا افضل ہے، یوں تو ایک کرتا اور دو چاروں میں بھی کفنا پا جاسکتا ہے۔

اسی لئے علامہ ناصر الدین البانی نے یہ فرماتے ہیں: «وَالْمَرْأَةُ فِي ذَلِكَ كَالْرَجُلِ إِذْ لَا ذِيلٌ عَلَى التَّفْرِيقِ» (أحكام الجنائز للبانی ص: ۱۰۵) ”اس مسئلہ میں عورت بھی مرد کی طرح ہے، عورت اور مرد کے کفن میں فرق کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔“

کیا عورتوں کو پانچ کپڑوں میں کفانا لازمی ہے؟

عورت کے کفن کا ایک تہبند، ایک کرتہ ایک اور ہنی اور دو بڑی چادریں، کل پانچ کپڑوں پر مشتمل ہونا چاہیے، اس کی دلیل میں یہ ضعیف حدیث بیان کی جاتی ہے:

سیدہ لیلۃ بنت قافشۃ القفیۃ بنو ننعا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جن عورتوں نے رسول اللہ ﷺ پر صاحبزادی "سیدہ ام کلثوم بنو ننعا" کو ان کی وفات کے بعد غسل کرایا تھا، ان میں میں بھی شامل تھیں۔

○ صحيح بخاري ج ١/ص: ١٦٩، كتاب الجنائز، باب الثياب البيضاء لكنفن (١٢٦٤)، مسلم، كتاب الجنائز،  
باب ف كفن الميت (١٥٦٣)، جلume القرمزني، كتاب الجنائز (٩١٧)، سنن النسائي، كتاب الجنائز (١٨٧١)، سنن أبي داود،  
كتاب الجنائز، باب في الكفن (٢٧٤)، سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجاه في كفن النبي (٥٥)، مسندة أحمد  
[٢٤٩٩٤-٢٤٨٤]، مؤتة إمام مالك، كتاب الجنائز (٢٤٧).

ایصال ثواب بیانہا المدیرو اسماء الصدقة و السلم حکای

فرماتی ہیں: «فَكَانَ أَوَّلُ مَا أَعْطَانَ رَسُولُ اللَّهِ الْحِقَاءَ، ثُمَّ الدَّرْزَ، ثُمَّ الْخَمَارَ، ثُمَّ الْمُلْحَفَةَ، ثُمَّ أَذْرَجَتْ بَعْدَ فِي التَّوْبِ الْآخِرِ» ① (یہ حدیث سنہ ضعیف ہے۔)

”رسول اللہ ﷺ نے پہلے تہنید دیا، پھر کرتے پھر اور ڈھنی، پھر چادر پھر ایک اور کپڑا جس میں انہیں ”سیدہ ام کلشوم بنی خنا کو، لپینا گیا، رسول بنی خنا دروازے کے پاس موجود تھے اور آپ بنی خنا کے پاس کافن کا کپڑا اٹھا اور آپ بنی خنا ایک کپڑا بھیں دیتے جاتے اور ہم پہناتے جاتے۔“

لیکن یہ روایت درست نہیں ہے اس لئے کہ اس کی سنہ میں ”توح بن حکیم“ ایک مجہول آدمی ہے، اس کی عدالت نامعلوم ہے، اسی طرح اس سنہ میں ”داود“ نامی آدمی کا بھی کوئی پتا نہیں کہ وہ کون ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سیدہ ام کلشوم بنی خنا جب فوت ہوئی تھیں تو رسول اللہ ﷺ میدان بدر میں تھے ان کے پاس موجود ہی نہ تھے۔ [لاحظہ فرمائیں: نصب الرایۃ (ج ۲ / ص ۲۵۸)]

## میت کا سوگ

① سیدہ زینب بنت جحش بنی خنا کے بھائی کا انتقال ہو گیا، تین دن کے بعد انہوں نے خوشبو منگوائی اور اس کو ملا، پھر کہا کہ مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے شاہے: «لَا يَحِلُّ لِأَمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحَدِّثُ عَلَى مَيْتٍ فُوقَ ثَلَاثَةِ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا»، ”جعورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کیلئے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی میت پر سوگ کرے، سوائے شوہر کے، جس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔“ ②

② سنن أبي داؤد ج ۲ / ص ۴۰، کتاب الجنائز، باب فی کفن المرأة (۲۷۴۱۰۳۱۵۷)، مسنون أحمد ج ۶ / ص ۳۸۰، (۲۵۸۸۴)، (قال الشیخ الألبانی: ضعیف) ।

③ اصحاب بخاری ج ۱ / ص ۱۷۰، کتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على عبزو زوجها (۵۲۳۵۰۱۲۸۲)، مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الإحداد في عدة الوفات (۲۷۳۰، ۲۷۳۲، ۲۷۳۵)، جامع الترمذی، کتاب الطلاق (۱۱۱۶)، سنن النسائي، کتاب الطلاق (۳۴۴۳)، سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق (۲۰۷۵)، مسنون احمد (۲۰۵۵۱، ۲۰۵۴۰)، مؤظماً مالک، کتاب الطلاق (۱۰۹۷)، سنن الدارمی، کتاب الطلاق، باب إحداد المرأة على الزوج (۲۱۸۳) ।



② جناب محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں : ((تَوَفَى إِبْرَاهِيمُ عَطِيَّةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَقَالَتْ "لَهُمَا أَنْ نُحَدِّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ إِلَّا بِزَوْجٍ ))

”سیدہ ام عطیہ ”سیہہ“ بیتھنا کا لڑکا فوت ہو گیا تو تمیرے دن انہوں نے زردی منگوا کر بدن پر ملی اور کہا: ہمارے لئے شوہر کے علاوہ کسی اور کی وفات پر تمین دن سے زیادہ سوگ کرنا منوع ہے۔“

## میت پر رونا

اگر میت کو دیکھ کر رونا آجائے اور آنسو جاری ہوں تو منع نہیں، اس لئے کہ یہ بے اختیار رونا ہے جو جائز ہے۔

① سیدنا عبد الرحمن بن عوف، سیدنا سعد بن ابی وقار، اور سیدنا عبداللہ بن مسعود علیہما السلام سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ اللَّهَ لَا يَعِذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يَعِذِّبُ بِهَذَا أَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ)) ”اللہ تعالیٰ آنکھ کے رو نے اور دل کے پریشان ہونے کی وجہ سے عذاب نہیں کرتا، بلکہ زبان سے نازیبا کلمات کہنے سے عذاب کرتا ہے۔“<sup>⑤</sup>

② سیدنا انس بن مالک علیہ السلام سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الصَّابِرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى)) ”اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ صبر معتبر ہے جو صدمہ کے فوراً بعد ہو۔“<sup>⑥</sup>

① | صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۷۰، کتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها (۱۲۰۰، ۳۱۲، ۱۲۷۸)، مسلم، کتاب الطلاق (۲۷۴۰، ۰۲۷۳۹)، سنن النسائي، کتاب الطلاق (۳۴۷۸)، سنن أبي داؤد، کتاب الطلاق (۱۹۵۹)، سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق (۲۰۷۸)، مسنند احمد (۱۹۸۶۴)، سنن الدارمي، کتاب الطلاق، رقم الحديث (۲۱۸۴))

② | صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۷۴، کتاب الجنائز، باب الصبر عند الصدمة الأولى (۱۵۸۰، ۰۲)، مسلم ج ۱ / ص: ۳۰۱، کتاب الجنائز (۱۵۳۵، ۱۵۳۴، ۹۲۶)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۹۰۹)، سنن النسائي، کتاب الجنائز (۱۸۴۶)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب الصبر عند الصدمة (۲۷۱۷)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب الجنائز، فی الصبر علی المصيبة (۱۵۸۵)، مسنند احمد، رقم الحديث (۱۲۰۰، ۳۱۱۸۶۸))

③ | صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۷۴، کتاب الجنائز، باب البکل عند العریض (۱۳۰۴، ۰۲۲۱)، مسلم ج ۱ / ص: ۳۰۱، کتاب الجنائز، باب البکل علی البيت، رقم الحديث (۱۵۳۰، ۹۲۶))

## ایصال ثواب یا یہا الصدیر اسنوا مصلحہ افرو السلم کافہ

یعنی واویلا اور بین کرنے کے بعد صبر کرنا، صبر نہیں ہے، اصل صبر یہ ہے، کہ مصیبت کو وقت تسلیم و رضا کا مظاہرہ کیا جائے اور اظہار غم کے فطری طریقے کے علاوہ اور پچھنہ کیا جائے۔

### نوحہ کرنا گناہ کبیرہ ہے

① سیدنا عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَيْسَ مِنَ الْمُنْكَرِ أَنْ يَنْهَا النَّاسُ عَنِ الْمُحْسَنَاتِ إِذَا مَرَأُوهُنَّا وَلَا يَنْهَا النَّاسُ عَنِ الْمُنْكَرِ إِذَا مَرَأُوهُنَّا» (رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَيْسَ مِنَ الْمُنْكَرِ أَنْ يَنْهَا النَّاسُ عَنِ الْمُحْسَنَاتِ إِذَا مَرَأُوهُنَّا وَلَا يَنْهَا النَّاسُ عَنِ الْمُنْكَرِ إِذَا مَرَأُوهُنَّا») (وہ ہم میں سے نہیں ہے جو مصیبت کے وقت رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جالمیت کی پکار پکارے یعنی نوحہ اور واویلا کرے۔) ①

② سیدنا ابوالکثیر رض سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَرْبَعَ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتَرُكُونَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنِ فِي الْأَنْسَابِ وَالإِسْتِسْفَاءِ بِالنُّجُومِ وَالنَّيَاحَةِ» (جالیت کے چار کام ایسے ہیں جنہیں میری امت کے لوگ بھی پوری طرح نہیں چھوڑ سیں گے۔

① اپنے حسب و نسب میں فخر کرنا۔

② کسی کے نسب میں طعن کرنا۔

③ ستاروں کی چال کو اسباب بارش میں دخیل سمجھنا۔

④ اور مصیبت کے وقت نوحہ کرنا۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ اگر نوحہ کرنے والی عورت مر نے سے قبل تو بذکرے تو قیامت کے دن اس کو گندھک اور خارش کا کرتا پہنچایا جائیگا۔ ⑤

① صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۷۲: مکتاب الجنائز، باب لیس منامن شق الجیوب (۴۲۹۸، ۱۲۹۷، ۱۲۹۶)، مسلم ج ۱ / ص: ۷۰، مکتاب الإيمان (۱۴۸۱، ۳)، جامع الترمذی، مکتاب الجنائز (۹۲۰)، سنن النسائي، مکتاب الجنائز (۱۸۳۹، ۱۸۳۷)

سنن ابن ماجہ، مکتاب الجنائز (۱۵۷۳)، مسند أحمد، رقم الحديث (۳۹۹۷، ۳۹۰، ۲۰۴۷۶)

② صحیح مسلم ج ۱ / ص: ۲۰۳: مکتاب الجنائز، باب التشذیف في النیاحة (۱۵۰۰، ۹۳۴)، سنن ابن ماجہ، مکتاب الجنائز، باب فی النیاحت عن النیاحة (۱۵۷۰)، مسند أحمد، رقم الحديث (۲۱۸۲۷، ۲۱۸۳۰، ۲۱۸۲۹)

② سیدنا ابو موسیٰ اشعریؑ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (أَنَابِرِي  
مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقِةِ) ”میں بیزار ہوں اس سے جو موت کی مصیبت میں سر کے بال  
نوپے بال منڈوائے چلا کر روئے اور اپنے کپڑے پھاڑے۔“ ①

## کمن اولاد کی موت پر جنت کی خوشخبری

① سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:  
(مَا لِعِنْدِي مُؤْمِنٌ عِنْدِي جزْ أَمْمَةٍ إِذَا قِبَضْتُ صَفَيَّةً مِنَ الْذُّبَيْثَةِ إِلَّا حَنَّةً)  
”میرے اس مومن بنہ کیلئے کوئی دوسرا بدلت سوائے جنت کے نہیں جب وہ اپنے لخت گدر کی جدائی  
پر صبر کرتا ہو اور اجر کی امید رکھتا ہو۔“ ②

② سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: (أَئِمَّا امْرَأَةٌ  
مَاتَتْ لِهَا تِلْكَلَةٌ مِنَ الْوَلَدِ كَانُوا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَإِثْنَانِ قَالَ وَإِثْنَانِ لَمْ  
يَلْفُغَا الْحُنْكُ“)

”جس عورت کے تین بچے مر جائیں تو وہ اس کیلئے جنم کی آگ سے آز بھیں گے، ایک عورت نے  
پوچھا کہ اگر دو بچے مر جائیں تو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو بچے بھی اگر بلوغت سے قبل فوت  
ہوئے ہوں۔“ ③

① | صحیح بخاری ج ۱ / ص : ۱۷۳، کتاب الجنائز، باب ما یعنی من الحلق عند العصبية (۱۲۹۶)، صحیح مسلم ج ۱ /

ص. ۷۲۱، کتاب الإيمان، باب تحريم ضرب الخدوش و شق الجيوب، رقم الحديث (۱۵۰۰، ۱۴۹۰، ۱)

② | تحریج: صحیح بخاری ج ۲ / ص : ۹۰۰، کتاب الرفق، باب عمل الذي يبتغي به وجه الله (۶۴۲۴، ۵۹۴۲)، مسنده  
احمد، رقم الحديث (۹۰۲۴)

③ | صحیح بخاری ج ۱ / ص : ۱۶۷، کتاب الجنائز، باب هل يجعل للنساء، يوم على حدة في العلم (۹۹)،  
سلسلہ ۲ / من: ۳۲۰، کتاب البر والصلة (۴۷۶۸، ۲۶۳۴، ۲۶۲۳)، سنن النسائي، کتاب الجنائز (۱۸۵۳)، سنن ابن ماجہ،  
کتاب الجنائز، باب ساجدة في ثواب من أصيب بولده (۱۵۹۲)، مسنده احمد، رقم الحديث (۱۰۶۸۳)



## بے اختیار آنسو بہ نکنا کوئی گناہ نہیں

میرت پر رونا اور نوحہ وغیرہ کرنا جائز نہیں۔ مگر ب اختیار آنسو بہ نکنا کوئی گناہ نہیں۔

① چنانچہ سیدنا انس بن مالک شیخوں سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے بیٹے جناب ابراہیم جب حالت نزع میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی گود میں انھا کراشاد فرمایا: ((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَخْرُنُ وَلَا نَفْوُلُ إِلَّا مِيرْضَى رَبُّنَا وَإِنَّا بِرَافِقَكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لِمَحْزُونٍ نُونٌ))

”آنکھ آنسو بہاری ہے اور دل غمگین ہے مگر اس سے باوجود ہم کچھ نہیں کہیں گے سوائے اس بات کے جس سے ہمارا رب راضی ہو اور اے ابراہیم اتھی جدائی کے سبب ہم غمگین ہیں۔“ ①

② سیدنا سعد بن عبادہ شیخوں سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا نواسہ فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئی سیدنا سعد بن عبادہ شیخوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عَبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عَبَادِهِ الرُّحْسَاءِ)) ”یعنی یہ درحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔“ ②

① صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۷۲، کتاب الجنائز، باب قول النبي ﷺ: إِنَّا بِكَ لِمَحْزُونٌ (۱۳۰۳۱۲۲۰)، صحیح مسلم ج ۲ / ص: ۲۵۴، کتاب الفضائل، باب رحمته الصبيان والعيال وتواصنه (۴۲۷۹، ۲۳۱۵)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب میں البکا، علی المیت (۲۷۱۹)، مسند احمد (۱۰۲۵۴۴) [۱]

② صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۷۱، کتاب الجنائز، باب قول النبي ﷺ: يَدْبَبُ الْمَيْتُ بِعَصْنِ بَكَ، أَهْلُهُ عَلَيْهِ (۱۶۵۵، ۱۶۸۴)، صحیح مسلم ج ۱ / ص: ۲۰۱، کتاب الجنائز، باب البکا، علی المیت (۱۰۵۱۰، ۹۲۳)، سنن المسنائی، کتاب الجنائز (۱۸۴۵)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز (۲۷۱۸)، مسند احمد (۲۰۸۰۰، ۲۰۷۹۰، ۲۰۷۷۷) [۲]



## تعزیت کے مسنون الفاظ

تعزیت کیلئے کوئی مخصوص الفاظ مقرر نہیں ہیں، لیکن جن الفاظ کا حدیث میں ذکر ہے ان کے ذریعے تعزیت کرنا افضل ہے، تعزیت کیلئے ایسے تمام الفاظ استعمال کئے جاسکتے ہیں جن کے ذریعے تسلی ہو جائے، غم رک جائے اور صبر آجائے۔

سیدنا اسامہ بن زید رض سے مردی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی، سیدہ زینب رض کے ایک بچہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں انہیں سلام کہلا بھیجا اور ارشاد فرمایا: ((إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ عِنْدَهُ بِأَجْلٍ مُّسَمٍّ فَلْتَصْبِرْ وَلَا تُحْتَسِبْ))

”اللہ تعالیٰ نے جو دیا وہ بھی اس کا تھا اور جو اس نے واپس لیا وہ بھی اس کا تھا، ہر چیز کیلئے اس کے پاس ایک مقررہ مدت ہے، اسلئے ”میری بیٹی کو“ چاہیے کہ صبر کرے اور اجر و ثواب کی نیت رکھے۔<sup>①</sup>

## اہل میت کے یہاں کھانا بھیجنے کا بیان

جب کسی کے یہاں کسی کی موت واقع ہو جائے تو قربی اور رشتہ داروں پر ضروری ہو جاتا ہے کہ ان کیلئے (اکثر اہل علم کے مطابق تین دن تک) کھانے کا بندوبست کرے۔

چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن جعفر رض سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب سیدنا جعفر طیار رض کے شہید ہونے کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَصْنَعُوا الْأَلِ جَعْفِرَ طَعَاماً فَإِنَّهُ قَدْ أَتَاهُمْ أَمْرُ شَفَلَهُمْ))، ”کہ جعفر کے اہل و عیال کے واسطے کھانا بناؤ، اس واسطے کہ ان کو ایسی خرمی ہے“

<sup>①</sup> صحیح بخاری ج ۱ / ص: ۱۷۱، کتاب الجنائز، باب “يعدب البيت ببعض بكل، أهله عليه” (۱۲۸۴، ۱۲۰۴)، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب البکا، علی الیت (۱۵۳۱)، سنن النسائي، کتاب الجنائز (۱۸۴۵)، سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب فی البکا، علی الیت (۳۱۵۲، ۲۷۱۸)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۵۸۸)، مستند احمد (۲۰، ۷۷۷)

## ایصال ثواب یا یہا الصدیق اسنوا الصنف اف السلم مکافات

جو ان کو کھانا بنانے سے روکتی ہے۔<sup>①</sup>

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرابت منداور پڑوسیوں کو چاہیے کہ موت کے دن کھانا پا کر اہل میت کے گھر بھیجنیں۔

ملا علی قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکاة (ج ۲/ ص ۳۹۳)، میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب کھانا پکا کر بھیجا جائے تو اہل میت کو اصرار کے ساتھ کھانا کھلانا چاہیے، تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ شدت رنج و غم کی وجہ سے یا شرم و لحاظ کی وجہ سے کھانا نہ کھائیں اور نہ کھانے کی وجہ سے ضعف و کمزوری کے شکار ہوں، پھر تحریر فرماتے ہیں کہ اس قدر کھانا بھیجا جائے کہ دن اور رات دونوں وقتوں کیلئے اہل میت کو کافی ہو جائے، اس واسطے کہ رنج و غم جو کھانا کھانے سے روکتا ہے غالباً ایک دن سے زیادہ باقی نہیں رہتا ہے، اور بعض نے کہا کہ تین ایام تک کھانا بھیجنا چاہیے۔<sup>۱</sup> امرقاۃ شرح مشکاة (ج ۲/ ص ۳۹۳)

زیادہ سے زیادہ تین دن کھانا بھیجا جائے یا ان کو بلا کر کھلایا جائے یہ بات اکثر اہل علم کے یہاں جائز ہے۔

چنانچہ سیدنا جریر بن عبد اللہ رض فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ”یعنی صحابہ رض“، ”ذن“ کے بعد اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور کھانا بنانے اور کھانے کو نیاحت کی ایک قسم سمجھتے تھے، یعنی جیسے میت پر نوحہ کرنا حرام ہے، اسی طرح ذن کے بعد اہل میت کے یہاں لوگوں کا جمع ہونا اور کھانا کھانا بھی حرام ہے (اس حدیث کی تفصیل اس کے بعد ہی آرہی ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کے دن ذن کے بعد یا موت سے تیرے یا چوتھے دن یا کسی اور دن اہل میت کا موت کی وجہ سے کھانا پکانا اور اہل برادری اور دوست و احباب کو کھانا فعل حرام اور ناجائز ہے اور یہ جاہلیت کی رسم ہے۔

فقہائے احناف نے بھی اس عمل کو ناجائز اور بدعت قبیحہ لکھا ہے، چنانچہ علامہ ابن الہمام

فتح القدير (ج ۱/ ص ۲۹۳)، میں تحریر فرماتے ہیں ”ويکره اتخاذ الضيافة من الطعام من أهل

<sup>۱</sup> سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل الميت (۲۷۲۵)، حامع الترمذى، كتاب الجنائز، باب ماجا، في الطعام يصنع (۹۱۹)، سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز (۱۵۹۹)، (قال الشیع الأنسی حسن)

المیت لأنہ شرع فی السرور لافی الشرور وھی بدعة مستقبحة، یعنی اہل میت سے کھانے کی ضیافت لینے مکروہ ہے، کیونکہ کھانے کی دعوت و ضیافت خوشی کے وقت جائز و مشروع ہے نہ کہ مصیبت کے وقت، اہل میت سے دعوت کا مطالبہ یا ان کا دعوت کرنا بدعۃ قبیحہ ہے۔

قاضی خان اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں ”ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبة لأنها أيام تأسف فلا يليق بها ما يکون للسرور“ یعنی مصیبت کے دنوں میں ضیافت کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ مصیبت کے دن رنج و غم کے دن ہیں، پس ان مصیبت کے دنوں میں وہ کام لاائق نہیں جو خوشی کے وقت ہوتا ہے۔ ”بازیہ میں ہے“ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الأول او الثالث او بعد الأسبوع ” یعنی پہلے دن یا تیسرا دن یا ہفتہ کے بعد کھانے کی دعوت و ضیافت کرنا مکروہ ہے، نیز اسی طرح اور فتاویٰ حفیہ نے بھی لکھا ہے۔“

## میت کے گھر کھانا کھانے کی روایت

بعض لئگوں نے دُن کے بعد میت کے گھر جمع ہو کر کھانا کھانے کے جواز میں مشکوٰۃ بـ الْمَعْجَزَاتِ، فصل ثالث کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک میت کے دُن سے واپس ہوئے تو میت کی بیوی نے آپ کو کھانے کی دعوت دی جسے رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمایا اور آپ ﷺ نے بھی کھایا اور دوسرا لوگوں نے بھی کھایا۔ یہ حدیث صحیح ہے امام تیقی اور امام ابو داؤد تیقی و دنوں نے نقل فرمایا ہے۔ اس حدیث کی اصل عبارت اس طرح ہے:

((عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ قَالَ: خَرَجَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فِي جَنَازَةً فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُؤْصِي الْحَافِرَ أَوْسِعَ مِنْ قَبْلِ رَجُلِيهِ أَوْسِعَ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَفْلَأَهُ دَاعِيٌّ أَمْرَأٌ فَجَاءَ وَحْيَ بِالطَّعَامِ .....))

○ سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب إجتناب الشهات (٢٨٩٤)، مسندة أحمد، مسنند الأنصار (٤٢١)، مشكاة المصايب ج ٢، ص ٤٤، باب المعجزات، فصل ثالث، رقم (٥٩٤١)، (قال الشيخ الألباني : صحيح)

## ایصال ثابت یا بھاالمظیر اسمااصطہادوالسلام مکافہ

لیکن یہ بات نظر ہے کہ دعوت دینے والی عورت میت کی بیوی تھی بلکہ وہ ایک عام قریشی عورت تھی اصل شبہ لفظ "ہ" کی ضمیر کی زیادتی سے پیدا ہوا ہے۔ یعنی "داعی امراءہ" (ایک عورت کا داعی) کے بجائے کتاب نے نظری سے صرف مشکاة المصالح ہی کے نزدیک "داعی امراءہ" (یعنی میت کی بیوی کا داعی) لکھ دیا ہے۔ ابو داؤد، مسند احمد اور اس کے طاودہ جہاں بھی یہ روایت منتقل ہے ہر جگہ "داعی امراءہ" ہی ہے۔ اور داعی امراءہ: یہ کتاب کا شہر ہے۔

**ملاحظہ :** "داعی امراءہ" کا لفظ صرف مشکاة کے طاودہ کی بھی کتب معتبرہ میں نہیں ہے۔ بعد مشکاة، حدیث کی مستعمل کتاب نہیں بلکہ وہ کتاب تھی تھی ہے، ویگر محمد شیخ کی کتب سے ہوائے سے اس میں احادیث منتقل ہیں اور اصل کتب میں "امراءہ" کا لفظ نہیں ہے۔ لبذا اس سے استدلال کرنا درست نہیں۔

اور شیخ ابن الجوزی حدیث صحیح میں اس کھانے کو نوحہ کہا گیا ہے جو فعل حرام اور قابل لعنت ہے۔ چنانچہ اس حدیث کی اصل عبارت اس طرز ہے: ((كَنَافِرِيُ الْجُمْسَاعِ إِلَى أَهْلِ الْمَيْتِ وَصَنْعَةُ الطَّعَامِ مِنَ النَّيَاحَةِ)) (یعنی ہم صحابی کی جماعت میت کے گھر میں (بعد موت) جمع بونا اور کھانا بنوانا) (پکوانا) نوحہ میں شرکرتے ہیں (اور نوحہ کرنا حرام ہے)۔ ①

اس حدیث سے میت کیلئے ابداء ثواب پر استدلال رکنا صحیح نہیں ہے۔

کچھ ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ میت کے گھروالے ہی خود مہمانوں کی خاطر تو اسے میں لگ رہتے ہیں۔

اور یہ بھی ایک رسم چل پڑی ہے کہ سمدھیاں کے طرف سے بھی اس موقع پر دعوت ہوتی ہے اور سب مل جل کر میت کے گھر ہی کھانا کھاتے ہیں۔ سمدھی یا سمدھیاں پر اس کو ضروری بتانا ضرور غلط ہے۔

① سنن ابن ماجہ، کتاب الحنائز، باب ماجد، فی النهي عن الإجتساع إلى أهل البيت وصنيعة الطعام (۱۶۰۱)، المعجم الكبير ج ۲ / ص: ۳۰۷، رقم: (۲۲۸۰)، مسند الصحابة في الكتب السنية (الجزء: ۹۳۰، ص: ۱۱۹)، (قال الشیخ الألبانی : صحیح)

## ایصال ثواب مکتبہ مارالفکم الفیضہ للتفہیقہ والتألیف

وجہہ تیجہ یا چوہا کی رسم بھی غلط اور بدعت قبیحہ ہے اس کو ایصال ثواب بتا سرہان نزیر یقین  
بے۔ ایصال ثواب کے وہی طریقے درست ہیں جو شریعت نے بتائے ہیں۔

### مقروض پر صلاۃ جنازہ اور رسول اللہ ﷺ

صلاۃ جنازہ کیلئے کوئی میت حاضر کی جاتی تو رسول اللہ ﷺ دریافت فرماتے: ((هل ترک  
لدینه من قضاء)) کہ مقروض تو نہیں ہے اور اگر مقروض ہے تو قرض کی ادائیگی کیلئے کوئی مال چھوڑا  
ہے یا نہیں؟ اگر قرض نہ ہوتا تو صلاۃ جنازہ پڑھتے اور اگر ہوتا تو خود جنازہ میں شریک نہ ہوتے مگر  
صحابہ کرام جنہیں کو اجازت دیدیتے، یہ اس لئے کہ رسول ﷺ کی صلاۃ درحقیقت مردے کے حق  
میں شفاعت کا حکم رکھتی ہے اور رسول ﷺ کی شفاعت کا لامگو جو نا ضروری ہے، بندہ اپنے قرض کے  
بدلے رہن ہوتا ہے جب تک اس کی ادائیگی نہ ہوگی وہ جنت میں داخل نہ ہوگا:

فَلِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحُ قَالَ: أَنَا أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنَ النَّفَّاثَةِ فَمَنْ تَوَفَّىٰ مِنَ  
الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ ذِيَّا فَعَلَىٰ قَضاؤُهُ)

”لیکن جب اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ پر دولت کے دروازے کھول دئے تو مقروض کی صلاۃ  
جنازہ پڑھتے اور اس کا قرض اپنے ذمہ لے لیتے اور اس کا مال وارثوں کیلئے چھوڑ دیتے۔“<sup>۱</sup>

### جنازہ پڑھنے والوں کے سبب مردوں کی بخشش

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارش فرمایا: ((ما من رجلٍ  
سلمه يمُوتُ فَيَقُولُ عَلَىٰ جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يَشْرُكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعُوهُمْ  
اللَّهُ فِيهِ)) ”یعنی جس مسلمان کے صلاۃ جنازہ میں ایسے چالیس آدمی (سیدنا عاصم صدیق رضی اللہ عنہ سے

<sup>۱</sup> صحیح بخاری ج ۲ / ص. ۸۰۹، کتاب النفقات، باب من تکمل عن میت دینا (۲۲۲۴، ۲۲۲۳، ۲۱۳۲)، مسم ج ۲ / ص.  
۲۵. کتاب الفرائض (۱۶۱۹)، ۳۰۴۰، حامع الترمذی، کتاب الجنائز (۱۶۱۹، ۹۹۰)، سنن المسانی، کتاب الحنائز، باب الصلاۃ  
علی من علیه دین (۱۹۳۷)، سنن ابی داؤد، کتاب الخراج (۲۰۶۶)، سنن ابن ماجہ، کتاب الأحكام، باب من ترك دینا عابلي  
الله (۲۱۲۴)، مسند احمد (۷۵۰۳)، سنن الدارمی، کتاب البيوع، باب فی الرخصة فی الصلاۃ علیه (۲۰۸۰)

مردی روایت مسلم (۹۴۷) میں سو آدمیوں کا ذکر ہے۔ شامل ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو، ”یعنی ایمانی زندگی زاری ہو“، تو اللہ تعالیٰ اس میت کے حن میں ان کی سفارش قول فرماتا ہے۔<sup>۱</sup>

## صلوة جنازہ کیلئے کیا صفیں طاق ہونا ضروری ہیں؟

اس کے متعلق کوئی ایسی دلیل موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ صفیں طاق ہونا ضروری ہیں، جو لوگ طاق صفیں بنانا مستحب گردانے ہیں ان کی دلیل سیدنا مالک بن ہبیر رض سے مردی حدیث ہے: جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: ((مَاءِمُّ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيُصَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صَفُوفٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا أُوجَبَ))، ”کوئی بھی مسلمان فوت ہوا و مسلمانوں کی تین صفیں اس کی صلاۃ جنازہ میں شرکیک ہو جائیں تو اس شخص نے (جنت) واجب کر لی۔<sup>۲</sup> (یہ روایت سنداضعیف ہے۔)

**سوال :** کیا صلاۃ جنازہ کیلئے طاق صفیں بنانا ضروری ہیں، یا جفت بھی بنائی جاسکتی ہیں؟

**جواب :** صلاۃ جنازہ کیلئے طاق صفیں بنانا بہتر ہے ”إِنَّ اللَّهَ وَتُرِيبُحُ الْوِتْرَ“ اگر صرف صفیں بنائیں تو بھی جائز ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب نجاشی (ملک جوش کا بادشاہ اصحہ) کی وفات کی خبر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ أَخْحَالَكُمْ قَدْ ماتَ فَقُوْمُوا فَصَلُّوا عَلَيْهِ، قَالَ فَقُمْنَا فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ))، ”یقیناً تمہارا بھائی (نجاشی) فوت ہو چکا ہے، اھووس کا جنازہ پڑھو“، سیدنا جابر بن عبد اللہ رض (ص)

<sup>۱</sup> صحیح مسلم (ج ۱ / ص ۳۰۸)، کتاب الجنائز، باب من صلی علیه أربعون شفuoانی (۱۵۷۷، ۹۴۸)، مسند احمد، سند بنی هاشم (۲۳۷۹)

<sup>۲</sup> ضعیف أبو ذؤد (۶۹۵)، سدن ابی راؤد، کتاب الجنائز، باب فی الصلوة علی الجنائز (۳۱۶۶، ۲۷۵۳)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجلة، فی الصلوة علی الجنائز (۱۴۷۹، ۱۴۹۰)، ضعیف الجامع (۵۲۲)، سدن ابین ماجة، کتاب الجنائز، باب ماجلة، فیمن صلی علیه (۱۴۷۹، ۱۴۹۰)، شیع البیانی رحمۃ اللہ علیہ (اضعیف ولکن الموقوف حسن ایہ ہے، مارشی رحمۃ اللہ علیہ تک مجاز ہے) (تفہیمۃ الریاض علی النسبیل الجرار (ج ۱ / ص ۷۱۱)، ضعیف ہے۔

فرماتے ہیں کہ ہم اٹھے اور رسول اللہ ﷺ نے ہماری دو صافیں بنائیں۔<sup>①</sup>

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ صلاة جنازہ کی صافیں دو بھی ہو سکتی ہیں، کیونکہ نجاشی کا جنازہ پڑھانے کیلئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم السلام کی دو صافیں بنائی تھیں۔

## صلاۃ جنازہ میں امام کو کھڑا ہونا چاہیے

صلاۃ جنازہ پڑھنے کیلئے اہل مشرق میت کی چار پائیں اس طرح رکھیں کہ میت کا سر شمال کی سمت اور پاؤں جنوب کی جانب ہوں، پھر باوضھو صافیں باندھیں۔

ابوغالب (نافع) رضی اللہ عنہ سے مردی ہے فرماتے ہیں: «صلیت مع انس بن مالک علی جنازۃ رَجُلٍ فَقَامَ حَيَالَ رَأْسِهِ، ثُمَّ جَاءُوا بِجَنَازَةِ امْرَأَةٍ مِنْ قُرْبَشَ فَقَامَ حَيَالَ وَسْطِ السَّرِيرِ»، ”میں سیدنا انس بن مالک علیہ السلام کے ساتھ ایک مرد کے جنازے میں شریک ہوا تو دیکھا کہ وہ سر کے مقابل کھڑے ہوئے، پھر اس کے بعد ایک قریش کی عورت کے جنازے میں شریک ہوا تو دیکھا کہ اس کے درمیان کوئی بھی کے مقابل کھڑے ہوئے۔“ لہذا میت اگر مرد ہے تو امام اس کے سر کے مقابل کھڑا ہو اور اگر عورت ہے تو اس کے درمیان کوئی بھی کے مقابل کھڑا ہو۔<sup>②</sup>  
پھر دل میں نیت کر کے جنازہ کی صلاۃ شروع کرے تو تکمیر یعنی اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں تک الحماۃ اور پہلی تکمیر کہہ کر سینے پر ہاتھ باندھے، پھر سورہ فاتحہ پڑھے۔

① اصحاب مسلم ج ۱ / ص: ۳۰۹، کتاب الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنائز (۱۵۸۴، ۹۵۲)، سنن النسائي، کتاب الجنائز، باب الصفوف علی الجنائز (۱۹۴۷)، مسنده أحمد (۱۴۲۹)

② سنن أبي داود ج ۲ / ص: ۱۵۵، کتاب الجنائز بباب أين يقوم الإمام من الميت إذا صلى عليه (۲۱۹۴)، جامع الترمذی، كتاب الجنائز، بباب ماهما، أين يقوم الإمام من الرجل والمرأة (۱۰۳۴، ۹۵۶، ۹۵۵)، سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز (۱۴۸۲)، مسنده أحمدي (۱۴۸۳)، مسنده أحمدي (۱۱۷۳۵)، (قال الشيخ الألباني : صحيح)

## صلوٰۃ جنازہ پڑھنے کا طریقہ

صف بندی کے بعد (چاہے طلاق تھیں ہوں یا بفت) اُمریت مرد ہے تو اس کے سر بانے کے مقابل اور اُمریت عورت ہے تو اس کی کم رکاوٹ کے مقابل ہے تو اس کے مقابل میں نیت کرے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدين کے بعد سینے پر با تھہ باند ہے اور بغیر دعاء شناکے سورہ فاتحہ اور کوئی سورت کی تلاوت کرے اس کے بعد دوسرا مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر (چاہے رفع الیدين کرنے یا ناکرنے دونوں جائز ہے۔) درود ابراہیمی پڑھئے اس کے بعد تمیری مرتبہ اللہ اکبر کے بعد نیت کیلئے اخلاص کے ساتھ دعا کرے (یعنی "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاةٍ وَ مِيتَةٍ" پڑھئے اور اس کے بعد چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیرے (چاہے دونوں جانب سلام پھیرے یا صرف ایک تن مرتبہ سلام کہے دونوں جائز ہے۔)

## صلوٰۃ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت

سیدنا طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے صلوٰۃ جنازہ پڑھی: (فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَقَالَ لِتَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةً) (تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تکبیر اولیٰ کے بعد سورۃ الفاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ یہ اس لئے کیا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ بھی سنت ہے۔<sup>①</sup>)

مذکوفہ: (قال ابن حجر: ولعل قراءة من القراءة الفاتحة من الحصابة كان على وجه الدعا، لا على وجه التلاوة، وقوله: إلهسنة يحصل أن يريد أن الدعا، سنة)

(صلوٰۃ جنازہ میں دعاء شناپڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔)

(امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق رضی اللہ عنہ) پہلی تکبیر کے بعد قرأت مشروط ہے۔

(امام ابوحنیفہ، امام حنبل رضی اللہ عنہ) صلوٰۃ جنازہ میں کوئی قرأت نہیں۔ (الibusoot (ج ۲/ ۶۴))

<sup>①</sup> صحیح مخارجی ج ۱ ص ۱۷۸، کتاب الجنائز، باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنائز (۱۳۲۵، ۱۲۴۹)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۹۴۸، ۹۴۷)، سنن النسائی، کتاب الجنائز (۱۹۶۲، ۱۹۶۱)، سنن ابی داؤد (۲۷۸۳)

(علام عبد الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ) امام شافعی اور ان کے رفقاء کا قول بحق ہے۔<sup>①</sup>

(امیر صناعی رحمۃ اللہ علیہ) اسی کے قائل ہیں۔<sup>②</sup>

(شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں، مزید بیان فرماتے ہیں کہ یہ کتنی تعجب خیز بات ہے کہ احناف قراءت (جو ثابت ہے) کا انکار کرتے ہیں اور دعاۓ شنا (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ : . . . جو قطعاً ثابت نہیں ہے۔) کی قراءت کو صلاة جنازہ کی سنتوں میں شمار کرتے ہیں۔<sup>③</sup>

## صلاتہ جنازہ میں جھری قراءت

سیدنا طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((صَلَيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةِ فَقَرَأْتِ أَفْاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةَ وَجْهَهُ حَتَّى أَسْمَعَنَا فَلَمَّا فَرَغَ أَحَدُثُ بِيَدِهِ فِي بَعْضِ فَقَالَ سُنْنَةً وَحْقًا)) "میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پیچھے صلاتہ جنازہ پڑھی تو انہوں نے سورۃ الفاتحہ اور ایک سورت پڑھی اور بلند آواز سے قراءت کی، یہاں تک کہ ہم نے سن لیا، جب وہ صلاتہ سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ "یہ سنت اور حق ہے۔"<sup>④</sup>

سورۃ الفاتحہ اور دیگر دعائیں صلاتہ جنازہ میں بلند آواز سے پڑھنے کا جواز بعض لوگوں نے مسلم شریف کی اس حدیث سے بھی کی ہے۔

چنانچہ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((صَلَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فَحَفِظَتْ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ .....)) "یعنی رسول

① [تحفۃ الأحونی] (ج ۲ / ص: ۹۴)

② [اسبل السلام] (ج ۲ / ص: ۷۵۳)

③ [الأحكام الجنائز للألبانی] (ص: ۱۵۱ - ۱۵۴)

④ [سنن النسائي] ج ۱ / ص: ۲۱۸، کتاب الجنائز، باب الدعاء (۱۹۸۷، ۱۹۸۶)، المتفق لابن الجارود (۵۳۷)، السنن الكبير للبيهقي (ج ۴ / ص: ۲۸)، مسنون أبي يعلى (۲۶۶۱)، (قال الشیخ الألبانی: صحیح)

## ایس ڈاپ بایہما الصراسمالاصطوابوالسلم کاف

الله سے تیرہ نے ایک شخص کی صلاة جنازہ پڑھی تو آپ کی پڑھی ہوئی دعا میں نے یاد رہی اور مسلم کی ایک دوسری روایت جو سیدنا عوف بن مالک شیخ سے مردی ہے فرماتے ہیں : (( سَمِعَتُ رَسُولَ اللَّهِ يَصْلِي عَلَى مِيتٍ فَفَهِمْتُ مِنْ صَلَاةِ تَهْ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ازْحِمْهُ )) "جب رسول اللہ سے تیرہ ایک میت کی صلاة جنازہ ادا فرمائے تھے تو رسول ﷺ کی پڑھی ہوئی دعا میں نے (سنَرَ) تَبَحْلِيَا كَأَبَيَابَرُ هُرَبَيْ میں ہے ہیں۔" ①

**ملحوظہ :** (قال السووی: فيه "آثیات الدعا، في صلاة الجيارة، وهو مقصودها ومعطياها، وفيه: إستحباب هذا الدعا، وفيه إشارة إلى الجمهور بالدعا، في صلاة الجيارة، وقد اتفق أصحابنا على أن إذ أصلح عليه بالنهار أسر بالقرابة، وإن صل بالليل معه ولهان الصبحى عليه الجمهور: يسر، والثانى: يجرد، وأمادعا، فيسربه بلا حلف، وحيثينتناول هذا الحديث على أن قوله وعظت من دعاه، أي علميه بعد الصلاة مخطته)، (والله عاص اعنة)

## صلاۃ جنازہ میں سری قرأت

بس طرح صلاۃ جنازہ میں جھری قرأت جائز ہے اسی طرح سری قرأت بھی جائز ہے۔  
ابدا و نہ طرح مل کرنا چاہئے، اور اس کی پر بھی طعن نہیں کرنا چاہئے، یہ عوام میں کم ملکی کی وجہ سے جھگز اور بحث و مباحثہ ہوتے ہیں۔ اس کی ولیکل تاعت فرمائیں:

سیدنا ابو امامہ بن سلیمان شیخ سے مردی ہے فرماتے ہیں : ((السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ يَقْرَأَ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى بِأَمْ القُرْآنِ مُخَافَةً ثُمَّ يَكْبِرُ ثَلَاثًا وَالْتَّسْلِيمُ عِنْدَ الْآخِرَةِ )) "صلاۃ جنازہ میں سنت طریق یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد بلکی آواز سے سورہ فاتحہ پڑھی جائے پھر تین تکبیریں کئی جائیں اور آخری تکبیر کے ساتھ سلام پھیردیا جائے۔" ②

ان مذکورہ بیانات سے واضح طور پر معلوم ہونا چاہیے کہ صلاۃ جنازہ میں جھری اور سری دوں طرح کی قرأت جائز ہے، مگر سری پڑھنا افضل ہے۔

① صحیح مسلم ج ۱ / ص: ۳۲۱، کتاب الجنائز، باب الدعا، لمیت من الصلاة (۱۶۰، ۱۶۱)، جامع الترمذی ج ۱ / ص: ۱۲۲، کتاب الجنائز، باب ما یقول في الصلاة على لمیت (۱۰۴۶)، سنن النسائي، کتاب الجنائز، باب الدعا، (۱۹۵۶)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۸۹۴)، (قال الشیع الألبانی: صحیح) (۱۹۵۸)  
 ② سنن السعید ج ۱ / ص: ۲۱۷، کتاب الجنائز، باب الدعا (۱۹۶۳)، حکایم الجنائز للألبانی (ص: ۱۴۲)، ابن حزم (ج ۵ / ص: ۱۰۲۹)، (قال الشیع الألبانی: صحیح) (۱۹۵۸)

## صلاتہ جنازہ کے بعد دعا

صلاتہ جنازہ ادا کرنے کا جو طریقہ کتب احادیث میں ملتا ہے اس میں میت کیلئے دعا کرنے کے دو موقع کا ذکر ملتا ہے۔

① ایک دعا، صلاتہ جنازہ کے اندر۔

② دوسری دعا، قبر میں میت کو فتن کرنے کے بعد۔

نفس صلاتہ جنازہ میں تو دعا کرنا مشروع ہے، مگر صلاتہ جنازہ کے فوراً بعد دعا کرنے کے مخالف اہل علم تو ہیں ہی، مگر فقہاء احناف نے بھی اس عمل کو شدت سے منع کیا ہے، جیسا کہ سید الحموی صاحب رقطراز ہیں: ((لَا يَقُومُ بالذَّغَاءِ بَعْدَ صَلَاتَةِ الْجَنَازَةِ لِأَنَّهُ يَشْبَهُ الزِّيَادَةَ فِي صَلَاتَةِ الْجَنَازَةِ)) ۝

## مردہ پیدا ہونے والے بچے کی صلاتہ جنازہ

**سوال:** بچا اگر مردہ پیدا ہوا ہو تو کیا اس بچے کی صلاتہ جنازہ پڑھی جا سکتی ہے؟

**جواب:** مردہ یا ناتمام بچے کی صلاتہ جنازہ ادا کرنا مشروع و جائز ہے۔

① چنانچہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((وَالطَّفْلُ يُصَلِّي عَلَيْهِ)) ”بچے کی صلاتہ جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔“ ⑥

اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں: ((وَالسَّقْطُ يُصَلِّي عَلَيْهِ))

”ناتمام بچے کی صلاتہ جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔“ ⑦

①) کشف الرمز علی الکنز (ص: ۱۳۱)

②) صحیح سنن ابی داؤد (۲۷۲۲)، سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب المشی أيام الجنائز (۳۱۸۰)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجہ، فی الصلاة علی الأطفال (۹۵۲)، سنن ابین ماجہ، کتاب الجنائز (۱۵۰۷، ۱۴۹۶)، شرح معانی الآثار (ج ۱/ ص: ۴۸۲)، مستدرک للحاکم (ج ۱/ ص: ۳۵۵)، (قال الشیعہ الابنی: صحیح) [۱]

③) سنن ابی داؤد (۱/ ص: ۴۵۲)، کتاب الجنائز (۳۱۸۰، ۲۷۶۶)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۹۵۲)، سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب مکان الراكب من الجنائز (۱۹۲۲، ۱۹۱۷، ۱۹۱۶)، سنن ابین ماجہ، کتاب الجنائز (۱۴۷۰)، مسند احمد (ج ۶/ ص: ۲۰۸)، (قال الشیعہ الابنی: صحیح) [۲]

## الیصال ثواب بایہا الصبیر امنوا اصلو افاد السلم مکافہ

② ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے اس سے مردی ہے فرماتی ہیں: «أَتَيْ رَسُولُ اللَّهِ طَهِّيْلَةً بِصَبِّيْرَ مِنْ صَبِّيْرِ الْأَنْصَارِ فَصَلَّى عَلَيْهِ» ”کرسول اللہ ﷺ کے پاس انصاریوں کا ایک (فوت شدہ) بچہ لا یا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر صلاۃ جنازہ پڑھی۔“ ⑤ (والله لای دا ز دو انسانی) **اللبانی** یہ لفظ سنن نسائی کے ہیں اور اس کی صحیح ہے، مزید بیان فرماتے ہیں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ناتمام سے مراد وہ بچہ ہے جس کے چار ماہ مکمل ہو چکے ہوں اور اس میں روح پھونک دئی گئی ہو، پھر وفات پائے تاہم اس مدت سے قبل اگر کسی صورت میں بچہ ساقط ہو جائے تو اس کی صلاۃ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی، کیونکہ وہ میت کہلا ہی نہیں سکتا۔

جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مردی حدیث میں یہ ثابت ہے، فرماتے ہیں:

«إِنَّ أَخْدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقَهُ فِي بَطْنِ أُمَّهٖ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَعْثُرُ اللَّهُ مَلَكَافِيُّوْ مَرْبَارِبُعَ كَلِمَاتٍ وَيَقَالُ لَهُ اكْتُبْ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِّيُّ أُوسَعِيدٌ ثُمَّ يُفْخَنُ فِيْهِ الرُّوحُ» ”تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک (نطفہ کی صورت میں) کی جاتی ہے اتنے ہی دنوں تک پھر ایک بستہ خون کی صورت میں اختیار کئے رہتا ہے اور پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ایک مضغہ گوشت رہتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجا ہے اور اسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے عمل، اس کا رزق، اس کی مدت زندگی اور یہ کہ بد ہے یا نیک، لکھ لے اب اس نطفہ میں روح ڈالی جاتی ہے۔“ ⑥

- جس روایت میں یہ الفاظ ہیں: «إِذَا اسْتَهْلَلَ السَّقْطُ ضَلَّى عَلَيْهِ وَوَرَثَ» ”جب ناتمام بچہ تھیج ہے تو اس کی صلاۃ جنازہ پڑھی جائے گی اور اسے وارث بھی بنایا جائے گا۔“ ⑦ (وہ روایت سندا ضعیف ہے۔)
- ① صحيح مسلم مکتاب القدر، باب کل ملود یوولد علی القراءة (٤٨٢٣)، سنن النسائي، مکتاب الجنائز (١٩٢١)، سنن أبي داؤد، مکتاب السنۃ (٤٠٩٠)، سنن ابن ماجہ، مکتاب المقدمة (٧٩)، مسنند أحمد (٢٤٥٦..٢٣٠٢)
- ② الأحكام الجنائز لللباني (ص: ١٥٠-١٨١) [١]
- ③ صحيح بخاري، باب الخلق (٢٠٨٥، ٢٩١٩)، مسلم، مکتاب القدر (٤٧٨١، ٢٦٤٢)، سنن أبي داؤد، مکتاب السنۃ، باب القدر (٤٧٠٨)، جامع الترمذی، مکتاب القدر، الأعمال بالخواتم (٢١٣٧، ٢٠٦٣)، سنن ابن ماجہ، مکتاب المقدمة (٢٦، ٧٣)، مسنند أحمد (ج ١/ ص: ٣٨٢، ٣٢٨٠، ٣٤٤١)، مسنند حمیدی (١٢٦)، مسنند أبو عیلی (٥١٥٢) [٢]
- ④ أحكام الجنائز (ص: ١٠٦)، نصب الراية (ج ٢/ ص: ٢٧٧)، تلخیص الحبیر (ج ٥/ ص: ١٤٥)، المجموع (ج ٥/ ص: ٢٠٠)، نقد المراجح الجامع للأصول الخمسة (ص: ٦٩٣) [٣]

## صلاتہ جنازہ مسجد میں یا باہر؟

مسجد میں صلاتہ جنازہ ادا کرنا رسول ﷺ کا دامنی طریقہ نہ تھا، بلکہ اس سے باہر ادا کرتے تھے۔  
البته مسجد میں بھی پڑھی ہے۔

چنانچہ امام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مردی ہے، فرماتی ہیں: ((مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ عَلَى سَهْيِلِ بْنِ بَيْضَاءِ إِلَّا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ)) (یعنی سہیل بن بیضاۓ (اور ان کے بھائی) کا جنازہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں پڑھا ہے۔)<sup>①</sup>

مگر یہ رسول ﷺ کی سنت اور عام عادت نہیں تھی، کیونکہ سنن ابو داؤد میں ایک صحیح روایت اس طرح وارد ہے:

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
((مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةً فِي الْمَسْجِدِ فَلَا شُعْرَى لَهُ عَلَيْهِ)) (یعنی جس نے صلاتہ جنازہ مسجد میں پڑھی تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔)<sup>②</sup>

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں صلاتہ جنازہ ادا کرنا جائز ہے۔

- ① [صحیح مسلم ج ۱ / من: ۳۱۲، کتاب الجنائز (۱۶۱۶، ۱۶۱۵، ۹۷۳)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز (۲۷۷۴، ۲۷۷۵)، سنن ابن ماجہ مکتب الجنائز (۱۰۱۰، ۱۰۱۵)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۱۰۳۰، ۹۵۴)، سنن النسائی، کتاب الجنائز (۱۹۷۰، ۱۹۶۹، ۱۹۴۲، ۱۹۴۱)، مسند احمد ج ۶ / من: ۷۹، ۲۳۸۶۰، ۲۳۳۵۸)، سنن الدارمی، کتاب الجنائز (۴۸۴)، شرح معانی الآثار (ج ۱ / من: ۳۲۰)، السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۴ / من: ۵۱)، الأوسط لابن المنذر (ج ۵ / من: ۴۱۶)، مصنف عبدالبیاذ (۶۵۷۸)، شرح السنۃ (ج ۵ / من: ۳۵۰)، مصنف ابن أبي شیبہ (۱۱۹۷۰)]
- ② [صحیح سنن أبي داؤد ج ۲ / من: ۴۵۴، کتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنائز في المسجد (۳۱۹۱، ۲۷۷۶)، سنن ابن ماجہ ج ۱ / من: ۱۱۰، کتاب الجنائز، باب ماجہ، فی الصلاة على الجنائز في المسجد (۱۵۰۶)، مسند احمد (۹۳۵۲)، ۱۰۱۰)، (قال الشیخ الالبانی: حسن)]



## سورۃ الفاتحہ کے بعد درود پڑھنے کا ثبوت

سیدنا ابو امامہ بن سہل (رض) سے مردی ہے فرماتے ہیں: ((السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى  
الْحَنَّازَةِ أَنْ تُكَبِّرَ ثُمَّ تَقْرَأُ بَعْدَ الْقُرْآنِ ثُمَّ تُصْلِيْ عَلَى السَّبِيلِ ثُمَّ تُخْلِصُ الدُّعَاءَ لِلْمَيْتِ))  
”صلاتہ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تم (پہلی) تکبیر کہو پھر سورۃ الفاتحہ پڑھو (پھر دوسرا تکبیر کہو) پھر  
رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھو (پھر تیسرا تکبیر کے بعد) میت کیلئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو۔“ (اور  
یوں تکبیر کے بعد سلام۔① (چاہے ایک طرف سلام پھیریں یادوںوں طرف، مگر ایک طرف ہی افضل ہے۔)

## صلاتہ جنازہ کی دعا میں

سیدنا ابو ہریرہ (رض) نے ایک مرتبہ سیدنا عبادہ بن صامت (رض) سے صلاتہ جنازہ سے متعلق پوچھا  
تو انہوں نے فرمایا: واللہ! میں تمہیں بتاتا ہوں کہ پہلی تکبیر کے بعد سورۃ الفاتحہ پڑھو گے پھر رسول  
حضرت پر درود بھیجو گے پھر یہ دعا پڑھو گے:

پہلی دعا:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَنَا، وَمَيِّتَنَا، وَشَاهِدِنَا، وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا، وَكَبِيرِنَا، وَذَكْرِنَا،  
وَأُنْثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَا، فَأَحْيِهْ عَلَى الإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَا، فَتَوَفَّهُ  
عَلَى الْإِيمَانِ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلْنَا بَعْدَهُ)) ②

”اے اللہ! ہمارے زندہ، مردہ، اور موجود غائب، جھوٹے اور بڑے، مرد اور عورت سب کو بخش

① سنن أبي داؤد ۲ / ص: ۴۵۷، کتاب الجنائز، باب الدعا، للبیت (۳۲۰، ۱۰۲۷۸)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۹۴۵، ۹۴۶)، سنن النسائي، کتاب الجنائز (۱۹۸۸، ۱۹۶۰)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۴۹۹، ۱۴۸۷)، مسنٌ أحْمَدَ ۲ / ص: ۳۶۸، (قال الشیخ الألبانی: صحيح).

② السنق لابن الجارود (۵۴۰)، مصنف عبد الرزاق (۶۴۲۸)، مستدرک للحاکم (ج ۱ / ص: ۳۶۰)، السنن الكبرى للبیهقی (ج ۳ / ص: ۳۶۰)، (إسناده صحيح)

## ایصال ثواب مکتبہ صاحب الفیضیہ للتحقیق و التالیف

دے الہی جسے تو زندر کھا سے اسلام پر زندر رکھا اور جسے توفات دے اسے ایمان پر وفات دے،  
الہی! ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں گراہنا کرنا۔“

**(نوث)** مذکورہ دعائیں [وَلَا تَفْتَأِ] کا لفظ محفوظ نہیں ہے۔

## دوسری دعا:

((اللَّهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِعْ مَدْخَلَهُ،  
وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى التُّوبُ الْأَبِيضُ  
مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلَهُ خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَرَوْجًا خَيْرًا مِنْ  
رَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِدْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ)) ①

”اے اللہ! اس کی مغفرت فرماء، اس پر رحم فرماء، اسے عافیت دے اسے معاف فرماء، اس کی  
ضیافت عمدہ کر، اس کے داخلہ کی راہ کشادہ فرماء، اسے پانی، برف اور اولے سے دھو دے، اس کے  
گناہ ہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے، اس کے  
گھر سے عمدہ گھر اور اس کے اہل و عیال سے عمدہ اہل و عیال اسے عطا فرماء، بدلتے میں اس کے جوڑے  
سے عمدہ جوڑا اسے عنایت فرماء، اسے جنت میں داخل کر اور عذاب قبر اور عذاب جہنم سے بچا۔“

## تیسرا دعا:

((اللَّهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانَ فِي ذَمَّتِكَ وَحَبْلٌ جَوَارِكَ، فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ  
وَعَذَابِ النَّارِ فَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ فَاغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ  
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ))

① صحیح مسلم ج ۱ / ص: ۲۱، کتاب الجنائز، باب الدعا، للبیت فی الصلاة (۹۶۳)، جامع الترمذی،  
کتاب الجنائز، باب ما یوقل فی الصلاة علی المیت (۹۴۶)، سنن النسائی، کتاب الجنائز (۹۵۷)،  
سنن ابین ماجہ، کتاب الجنائز (۱۴۸۹)، مسند احمد ج ۶ / ص: ۲۲، (۲۸۵۰)، (۲۲۸۷۵، ۱۲۸۵۰)

الصال ثواب يابها الصديق أمنوا المصطفى فأو السلم مكافحة

”اللهم! فلاس تيری پناہ اور تیرے رشتہ جوار میں پہنچ گیا ہے، لہذا سے قبر اور جہنم کے عذاب سے بچا، تو فواد و حمد والا ہے، لہذا سے بخشن دئے اس پر رحم فرم، یقیناً تو انتہائی بخشش والارحم والا ہے۔“<sup>①</sup>

چوتھی دعا:

((اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا كَانَ لَا يُشْرِكُ بِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيءًا فَتَجَاوِرْ عَنْهُ، اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أُجْرَهُ، وَلَا تُضِلْنَا بَعْدَهُ))

”اللهم! تیرافلاں بندہ مشرک نہ تھا، تو اسے بہتر جانتا ہے، اگر نیکو کار رہا ہے تو تو اس کی نیکی میں اضافہ فرمادے، اور اگر بد کار رہا ہے تو تو اسے درگز رفرمادے، اللهم! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔“<sup>②</sup>

پانچویں دعا:

((اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ رَزَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبْضَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ سِرَّهَا وَعَلَانِيَّتَهَا جُنَاحَ شَفَاعَاءَ فَاغْفِرْ لَهَا))

”اے اللہ! تو اس کا پروردگار ہے، تو نے ہی اسے پیدا فرمایا، رزق عطا کیا، اسلام کی توفیق بخشی، اور تو نے ہی اس کی روح قبض کی، تو جانتا ہے کہ اس کا چھپا کیا ہے، کھلا کیا ہے، ہم اسکی شفاعت کیلئے آئے ہیں، لہذا تو اس کی مغفرت فرمادے۔“<sup>③</sup> (یہ دعا ضعیف روایت سے ثابت ہے۔)

① سنن أبي داؤد ج ۲ / ص: ۴۵۷، کتاب الجنائز، باب الدعاء، للبيت (۳۲۰۲، ۲۷۸۷)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجہ، فی الدعاء، فی الصلوة علی الجنائز (۱۴۹۹، ۱۴۸۸)، مسنون أحمد ج ۲ / ص: ۴۹۱ (۱۵۴۴۲)، ابن حبان (۷۵۸)، قال الشیخ الألبانی : صحيح)

② السنن الكبرى للبيهقي (ج ۴ / ص: ۴۰) [قال الشیخ الألبانی : صحيح]

③ سنن أبي داؤد ج ۲ / ص: ۴۵۶، کتاب الجنائز، باب الدعاء، للبيت (۳۲۰۰)، النسائي ، عمل اليوم والليلة (۱۰۷۸)، مسنون أحمد ج ۲ / ص: ۳۶۳، ۲۵۶)، (قال الشیخ الألبانی : ضعیف الإسناد)

## صلاتہ جنازہ میں رفع الیدين کی بحث

صلاتہ جنازہ میں رفع الیدين کے متعلق امام شافعی بنی سیہ فرماتے ہیں کہ اثر کی رعایت اور طریقہ پر قیاس کرتے ہوئے رفع الیدين کریں گے، اثر سے مراد سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے ان کی وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ دونوں صلاتہ جنازہ کی ہر تکبیر پر رفع الیدين کرتے تھے۔ وہ روایت اس طرح ہے: ((عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى كُلِّ تَكْبِيرٍ مِّنْ تَكْبِيرَةِ الْجَنَازَةِ، وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ كُلَّمَا كَبَرَ عَلَى الْجَنَازَةِ)) ①

اس اثر سے اس بات کا جواہ ملتا ہے کہ صلاتہ جنازہ کی ہر تکبیر میں رفع الیدين کرنا جائز عمل ہے۔ گرچہ اہل علم کا اس عنوان پر بڑا اختلاف ہے۔ کیونکہ اس کے خلاف بھی دلیل موجود ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْجَنَازَةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرٍ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى))

”یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاتہ جنازہ پڑھتے تو پہلی تکبیر کے وقت رفع الیدين کرتے پھر اپنے دائیں ہاتھ کو باسمیں ہاتھ پر رکھ لیتے۔“ ②

لہذا دونوں طرح کا عمل جائز ہے۔ (والله اعلم)

اور تقریباً یہی اختلاف صلاتہ جنازہ میں سلام پھیرنے سے متعلق ہے کہ آیا ایک طرف سلام پھیرا جائے یادوں کی طرف، آپ چاہے جس پر عمل کریں جائز ہے۔ اس کی دلیل عام صلوuat میں سلام پھیرنے پر قیاس ہے۔ مگر اس کے خلاف بھی دلیل ہے اور وہ اس طرح ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةَ

① السنن الکبری للبیہقی (ج ۴ / من: ۴۴)، (بسند صحیح) ۱

② سنن الدارقطنی ج ۲ / من: ۷۵، کتاب الجناز، باب وضع الیمنی علی البسری و رفع الایدی عند التکبیر، رقم الحديث: (۲۰۲)]

الصال ثواب بایہا الصبر اسما الصنائع فی السلم کافہ

فَكَبَرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا وَسَلَّمَ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً) ”یعنی رسول اللہ ﷺ نے چار تکبیرات کے ساتھ صلاۃ جنازہ پڑھائی اور ایک ہی سلام کہا۔“ ①

## صلاۃ جنازہ میں تکبیرات کا بیان

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ نَعَى النَّجَاشِيَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصْلَى فَصَنَّ بِهِمْ وَكَبَرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرًا))

”نجاشی (ان کا نام ”اصحہ“ تھا جو ملک جبش کا بادشاہ تھا) اس کا انتقال جس دن ہوا اسی دن رسول ﷺ نے ان کی وفات کی خبر دی اور رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید گاہ تشریف لے گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے صف بندی کرائی اور چار تکبیریں کہیں۔“ ②

② جناب عبد الرحمن بن ابی سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((كَانَ رَبِيعُ بْنُ أَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائزِنَا أَرْبَعًا وَإِنَّهُ كَبَرَ عَلَى جَنَازَةِ خَمْسَافْسَأْ لَهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُكَبِّرُهَا)) ”سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مارے صلاۃ جنازہ“ جو تکبیرات کہتے تھے ایک جنازہ پر انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں، لوگوں کے سوال کرنے پر فرمایا کہ رسول ﷺ اس طرح پانچ تکبیرات بھی کہا کرتے تھے۔“ ③

① سنن الدارقطنی ج ۲ / ص: ۷۷، کتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر، رقم (الحادي: ۳۲)

② مسیحی بخاری ج ۱ / ص: ۱۷۸، کتاب الجنائز، باب التکبیر على الجنائز، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز (۱۱۶۸، ۱۲۴۷)، مسلم ج ۱ / ص: ۳۰۹، کتاب الجنائز، باب التکبیر على الجنائز (۱۵۸۱، ۱۵۰۰، ۹۵۱)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز (۲۷۸۹، ۳۲۰۴)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۹۴۳)، سنن النسائي، کتاب الجنائز (۹۴۶)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۵۲۲)، سنن احمد (۶۸۰)، مؤطراً إمام مالک (۴۷۶)، السنن الكبرى للبيهقي (ج ۴ / ص: ۳۵)

③ اصحیح مسلم ج ۱ / ص: ۳۱۰، کتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر (۱۵۸۹، ۹۵۷)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۹۴۴)، سنن النسائي، کتاب الجنائز (۱۹۵۶)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز (۲۷۸۲)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۵۰۵، ۱۴۹۴)، مسند احمد ج ۴ / ص: ۳۶۷، مسنون (۳۶۷)، شرح معانی الآثار (ج ۱ / ص: ۴۹۳)، السنن الكبرى للبيهقي (ج ۴ / ص: ۳۶)، مصنف ابن أبي شيبة (ج ۲ / ص: ۲۰۲)



## الصال ثواب مکتبہ صار الفکر الفیضیہ للتحقیقۃ، والتالیف

مذکورہ دونوں حدیثوں سے صلاۃ جنازہ میں چار اور پانچ تکبیرات کے جواز کے ثبوت ملتے ہیں، اور دونوں روایتیں صحیح ہیں، اس لئے دونوں پر عمل کرنا صحیح ہوگا، اور آثار سے چھسات اور نو تکبیرات کے ثبوت بھی ملتے ہیں۔

### غائبانہ صلاۃ جنازہ

غائبانہ صلاۃ جنازہ ہر میت پر رسول اللہ ﷺ کی سنت نہ تھی، آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں بہت سے مسلمانوں کا انقال ہوا مگر آپ ﷺ نے ان پر غائبانہ صلاۃ جنازہ نہیں پڑھی، غائبانہ صلاۃ جنازہ پڑھنے پر نجاشی کے قصے سے دلیل لی جاتی ہے اور یہ قصہ صحیح بخاری میں اس طرح موجود ہے:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ يَعْلَمُ نَعْيَ النَّجَاشِيِّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَافَ بِهِمْ وَكَبَرَ أَرْبَعاً))

”رسول اللہ ﷺ نے اس دن نجاشی کی موت کا اعلان فرمایا جس دن ان کا انقال ہوا، رسول اللہ ﷺ نوگوں کو لے کر عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے ان کی صفين بنوائیں اور (انکی غائبانہ صلاۃ جنازہ پڑھتے ہوئے) چار تکبیریں کہیں۔“ ②

② سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے بھی اسی معنی میں ایک حدیث مروی ہے۔ ③

③ سیدنا عمران بن حصین ؓ سے مروی روایت میں بھی نجاشی کا غائبانہ صلاۃ جنازہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ ④

① [صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الرجل ينعي إلى أهل بيته بنفسه] (١٤٤٥)، [سنن البیهقی (ج ٤/ ص: ٤٩)]

صحیح سلم، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنائز (٩٥١)

② [صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصنوف علی الجنائز] (١٣٢٠)، [صحیح سلم، کتاب الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنائز (٩٥٢)]، [مسند احمد (ج ٢/ ص: ٣٦١)]

③ [صحیح سلم، کتاب الجنائز، باب فی التکبیر علی الجنائز (٩٥٣)]، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجہ فی الصلاۃ علی النجاشی (١٥٣٥)، سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الصنوف علی الجنائز (١٩٤٩)، مسند احمد (ج ٤/ ص: ٤٣)، سنن البیهقی (ج ٣/ ص: ٥٠)]



## الیصال ثواب یا یہا الصدیر امنہا المصطلمون فواد السلم کا کافہ

- ④ (جمهور امام شافعی، امام احمد بن حنبل) اسی کے قائل ہیں۔
- ⑤ (امام ابن حزم) کسی صحابی سے اس کی ممانعت منقول نہیں ہے۔
- ⑥ (امام ابوحنیفہ و امام مالک) غائبانہ صلاۃ جنازہ، مطلق طور پر مشرع ہی نہیں ہے۔
- غائبانہ صلاۃ جنازہ کو ناجائز قرار دینے والوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ صرف نجاشی کیلئے خاص تھا کیوں کہ روایت میں مذکور ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ کیلئے زین کے تمام پردے ہٹا دیے گئے اور نجاشی کی میت رسول اللہ ﷺ کے سامنے تھی۔
- ⑦ (امام نووی) روایت (جس میں ہے کہ نجاشی کی میت آپ ﷺ کے سامنے کر دی گئی) محض اوبام و خیالات میں سے ہے، اس کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔
- ⑧ (البانی) یہ تاویل (یعنی یہ عمل صرف نجاشی کیلئے خاص تھا) فاسد ہے۔
- یاد رہے کہ چونکہ اس عمل کی نجاشی کے ساتھ خصوصیت کی کوئی دلیل موجود نہیں، اس لئے یہ عمل بھی رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی کے دیگر تمام اعمال کی طرح بمارے لئے بھی اسوہ و سنت ہے۔
- ⑨ (ابن تیمیہ) اگر غائب شخص ایسے شہر میں فوت ہو کہ جہاں اس کی صلاۃ جنازہ نہ ادا کی گئی ہو تو پھر اس کی غائبانہ صلاۃ جنازہ پڑھی جائے گی۔
- ⑩ (خطابی) اسی کے قائل ہیں۔

ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو سیدنا حذیفہ بن اسید علیہ السلام سے مردی ہے فرماتے ہیں:

”أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِهِمْ فَقَالَ صَلُّوا عَلَى أَخِيهِ لَكُمْ مَا تَبَغِّرُ أَرْضِكُمْ قَالُوا مَنْ هُوَ قَالَ : النَّجَاشِيُّ“ ”رسول اللہ ﷺ صاحبہ کرام علیہم السلام کو لے کر نکلے اور فرمایا: یقیناً تمہارا ایک بھائی

① أحکام الجنائز للألبانی (ص: ۱۱۹)

② المجموع (ج ۵ / ص: ۲۵۳)

③ أحکام الجنائز للألبانی (ص: ۱۱۹)

④ نیل الأوطار (ج ۲ / ص: ۷۰۴)، أحکام الجنائز للألبانی (ص: ۱۱۸)

⑤ معلم السنن (ج ۱ / ص: ۳۱۰)

## ایصال ثواب مکتبہ صادق الفائزیہ للتفاسیر والتألیف

تمہارے علاقے سے باہر فوت ہوا ہے، لہذا انہوں اور اس کی صلاۃ جنازہ پڑھو۔<sup>۱</sup>

اس روایت سے یوں استدلال کرتے ہیں کہ نجاشی کا جنازہ اس علاقے میں نہیں پڑھا کیا تھا لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کی غائبانہ صلاۃ جنازہ پڑھائی۔ اس کا جواب اس طریقہ دیا گیا ہے۔ علاقے سے باہر فوت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس شخص کی صلاۃ جنازہ بھی نہیں پڑھنی کہی اور۔ ہی اس حدیث میں کوئی ایسی وضاحت موجود ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ رقطراز ہیں کہ ایسی ورنہ خبر میرے علم میں نہیں کہ (جس سے معلوم ہوتا ہو کہ) نجاشی کی صلاۃ جنازہ اس کے شہر میں نہیں پڑھنی گئی تھی۔

مزید معلومات کیلئے دیکھئے: افتتح الباری شرح بخاری (ج ۲ / ص: ۲۲۴)

غائبانہ صلاۃ جنازہ پڑھنے کا بہر حال جواز ہے، مگر ہر کسی کیلئے نہیں۔ (والله أعلم بالصواب)

## جنازہ کے ساتھ قبرستان تک چلنا

صلاۃ جنازہ کے بعد رسول اللہ ﷺ میت کے ساتھ قبرستان تک آگئے پیدا ہوا۔ تھے، رسول اللہ ﷺ ہدایت فرماتے کہ سوار جنازہ کے پیچھے پیدا اس کے قریب یا آگے یا پیچے دائیں یا بائیں چلیں، میز جنازہ لے کر تیزی سے چلنے کا حکم دیتے آپ ﷺ کے بعد غلام، راشد، بھی اسی سنت کے پابند تھے چنانچہ صحابہ کرام رض فرماتے ہیں: ((نَحْنُ نَرْمَلُ رَمَلًا))، آپ ہم اور نہ ہے بلاتھ تیزی سے چلتے تھے۔<sup>۲</sup>

**ملاحظہ:** یہ روایت ”عثمان بن أبي العاص“ کے طریق سے شاذ ہے مگر ”عبدالرحمن بن سمرة“ کے طریق سے محفوظ ہے۔

① صحیح ابن ماجہ (۱۲۴۸)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجہ، فی الصلاۃ علی النجاشی (۱۵۲۶، ۱۵۳۷)، مستند احمد (۱۵۰۹، ۷۱۴)، حافظ بوسنی (۱۵۷۷)، محدثون کے بارے میں، (اصبیاح الزجاجة) (ج ۱ / ص: ۵۰۰)

② سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب الإسراع في الجنائز (۳۱۸۴، ۲۷۶۸)، سنن النساء، کتاب الجنائز، باب السرعة في الجنائز (۱۸۸۷، ۱۸۸۶)، مستند احمد (ج ۵ / ص: ۳۶، رقم: ۱۹۴۸۱، ۱۹۴۹۴)، مستدرک للحاکم (ج ۱ / ص: ۲۵۵)، قال الشیع الابنی: صحیح (ا)

الْيَمْلَأُ الْوَابِ يَا يَهَا الَّتِي أَنْشَأَتْهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَاوِه  
جنازہ کے ساتھ پیدل چلتے اور فرماتے تھے: ((اَلَا تَسْخِيْعُوْنَ اَنَّ مَلَائِكَةَ اللَّهِ يَمْشُوْنَ  
عَلَى اَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ رُكْبَانٌ))

”سوار ہو کر چنان زیب نہیں دیتا، کیونکہ فرشتے پیدل چل رہے ہیں۔“<sup>①</sup>  
واپسی پر کبھی پیدل کبھی سوار ہو کر تشریف لاتے، جنازہ کے ساتھ آتے تو اس وقت تک نہ بیٹھتے  
جب تک جنازہ رکھنے دیا جاتا، اور آپ فرماتے: ((إِذَا اتَّبَعْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تُوضَعَ))  
”جب تم کسی جنازہ کے ساتھ چلو تو اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک کہ جنازہ نہ رکھ دیا جائے۔“<sup>②</sup>

## تمدن فین و زیارت کا بیان

حیثیت کو فتن کرنے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ:

① سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((يَنْهَا نَارُ سُوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ نُصَلِّي  
فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبَرْ فِيهِنَّ مَوْتَانَا)) ”رسول اللہ ﷺ نے تین اوقات میں صلاۃ ادا کرنے اور مردوں  
نو قون کرنے سے منع فرمایا ہے:  
① ((حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْفَعَ)) ”یعنی طلوع آفتاب کے وقت حتیٰ کہ بلند ہو  
جائے۔“

② ((وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ)) ”جب سورج دوپہر کے وقت میں  
س پر ہو، حتیٰ کہ مصل جائے۔“

((وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغَرْوُبِ حَتَّى تَغْرِبُ)) ”غروب آفتاب کے وقت حتیٰ کہ  
سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب الرکوب في الجنائز (٣١٧٧، ٢٧٦٢)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجہ، فی  
نهود الجنائز (١٤٦٩)، (قال الشیع الألبانی : صحیح) [١]  
② صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب متی بقدیما ناقم للجنائز (١٢٢٧، ١٢٢٦)، مسلم، کتاب الجنائز (٩٥٩، ١٥٩١)،  
سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب القيام للجنائز (٣١٧٣، ٢٧٥٩)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (٩٦٤)، سنن  
النسائی، کتاب الجنائز (١٨٩٢، ١٨٨٨)، مسند أحمد (١٠٩٠، ١٧٦٦) [٢]



غروب ہو جائے۔<sup>①</sup>

② سیدنا شام بن عروہ رض سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((احفِرُوا وَأُوْسِعُوا وَأَحْسِنُوا” يَأْمُرُ بِتَسْوِيْتِهَا،) ”قبر گہری کشاوہ کھو دیں اور اسے ہموار اور صاف رکھیں۔“<sup>③</sup>

## میت کو پاتا نے کی طرف سے قبر میں داخل کریں

جناب ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ((أُوصَنِي الْحَارِثُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ فَصَلَّى عَلَيْهِ ثُمَّ أَذْخَلَهُ الْقَبْرَ مِنْ قَبْلِ رِجْلِيِ الْقَبْرِ وَقَالَ هَذَا مِنَ السُّنَّةِ)) ”جناب ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جناب حارث رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی صلاة جنازہ جناب عبد اللہ بن یزید رحمۃ اللہ علیہ پر ہماں اور ان کو قبر کے پاتا نے کی طرف سے قبر میں داخل کریں۔“<sup>④</sup>

## میت کو قبر میں رکھتے ہوئے حسب ذیل دعا پڑھیں

((بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَةِ رَسُولِ اللَّهِ)) اور بعض روایتوں میں ((بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ)) کا بھی ذکر ہے۔<sup>⑤</sup>

① صحيح مسلم ۱ / ص: ۲۷۶، کتاب فضائل القرآن، باب الأوقات التي نهى عن الصلاة فيها (۱۳۷۳، ۸۳۱)، سنن النسائي، کتاب الجنائز، باب الساعات التي نهى عن الصلاة فيها (۵۶۲، ۵۰۷)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز (۳۱۹۲، ۲۷۷۷)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۱۰۳، ۹۵۱)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۵۱۹، ۱۵۰۸)، مسنـد أحـمـدـج ۴ / ص: ۱۵۲ (۱۶۷۳۷)، مسنـد الطیـالـسـی (۱۰۰۱)، سنن الدارـمـی (۱۳۹۶)

② جامع الترمذی، کتاب الجهاد، باب ماجہ، فی دفن الشهداء، (۱۷۱۷، ۱۶۳۵)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب فی تعمیق القبر (۲۸۰)، سنن النسائي، کتاب الجنائز، باب ما يستحب من توسيع القبر (۲۰۲۱، ۱۹۸۴)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۵۶۰، ۱۵۴۹)، مسنـد أحـمـدـج ۲۰، (قال الشیعـ الـأـلبـانـیـ: صـحـیـحـ)

③ سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب في اليم يدخل من رجله (۱۱)، (قال الشیعـ الـأـلبـانـیـ: صـحـیـحـ)

④ سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب الدعا، للبيت إذا وضع في قبره (۳۲۱۲، ۲۷۹۸)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما يقول

إذا دخل البيت القبر (۱۰۴۶، ۹۶۷)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۵۳۹)، مسنـد أحـمـدـج ۲ / ص: ۵۹ (۴۵۸۱)،

(قال الشیعـ الـأـلبـانـیـ: صـحـیـحـ)]



الْيَسَارُ ثُوابٌ يَا يَهَا الْمَذِيْرُ أَسْمَاءُ الْأَصْطَوْلُ وَالْأَسْلَمُ كَافِهُ

## مُسْتَحْشِي دِيْتَ وَقْتَ كُنْسِي دُعَاءُ پُرْهَنْيِي چَاهِي

عام لوگوں کا رواج بن گیا ہے اور ہمارے کچھ علماء بتلاتے بھی ہیں کہ مٹی دیتے وقت حسب ذیل قرآنی آیت پڑھی جائے، مگر افسوس ہے کہ یہ دعا، کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔  
چنانچہ سیدنا ابو امام بنی توزع سے مردی ہے فرماتے ہیں کہ جب سیدہ ام کلثوم بنی قبۃ البنت رسول اللہ ﷺ کی میت کو قبر میں رکھا گیا تو رسول بنی توزع نے یہ دعا پڑھی تھی: جو سورہ طہ کی (55) نمبر کی آیت ہے: **۱۰۸ مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نَعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارِيْخَ اُخْرَىٰ**  
مگر افسوس ہے کہ یہ حدیث سخت ضعیف ہے، اسلئے کہ اس حدیث کی سند میں تین راوی ضعیف ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:

- ① یحیی بن ایوب: اس کو تھی بن معین بنی سید نے ضعیف کہا ہے۔
  - ② عبد اللہ بن ذحر: اس کو احمد بن حنبل بنی سید نے ضعیف کہا ہے۔
  - ③ علی بن یزید: اس کو تھی بن معین بنی سید وابوزرعة الرازی بنی سید نے ضعیف و لیس بالقوئی کہا ہے، اور امام بخاری بنی سید نے منکر الحدیث کہا ہے۔
- لہذا:** یہ حدیث سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے مٹی دیتے وقت سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے صرف اور صرف ”بِسْمِ اللّٰهِ“ ہی کہیں گے اور یہی طریقہ سنت کے عین مطابق ہے۔  
بعض علماء شافعیہ نے موقع کی مناسبت سے اس دعا کو بطور عبرت پڑھنا مستحب لکھا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ استحباب حکم شرعی ہے اور حکم شرعی دلیل کہتنا جب ہے۔

## قبر پر کچی بنانا

پچھے لوگوں کا خیال ہے کہ جب قبر کچی ہوتی ہے تو اس کے مت جانے کا امکان زیادہ ہوتا ہے، یا پھر کچھ مہینوں کے بعد وہ قبر ہنس جاتی ہے اس لئے اس کو پختہ اور عمارت کی شکل میں بناؤ دی جائے۔

(۱) مسنـدـأـحـمـدـ، مـسـنـدـالـأـنـصـارـ (۲۱۶۲)، (قال الشیخ شعیب الأرنؤوط : إسناده ضعیف جداً)

## الإِيمَانُ ثُوَابٌ مَكْتُوبٌ الْعُقُولُ الْعَبْدُ لِلرَّحْمَنِ وَالْمَالِيَفُ

اور کچھ لوگ اس طرح آرتے ہیں جیسے مگر از روئے شریعت قبر کو پختہ بنانا جائز نہیں ہے۔

① چنانچہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رض نے مرض الموت کے وقت وصیت کی: ((الْجَهْدُ لِلَّهِ  
لَحْدَهُ وَأَنْصِبُوا عَلَيَّ اللَّهِ نَصْبًا كَمَا صَبَعَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ)) ”کمیرے لئے لحد بنانا اور  
اس پر کچھ ایٹھیں لگانا جیسے رسول اللہ ﷺ کیلئے کیا گیا تھا۔“ ⑤

② سیدنا سفیان التمار رض فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا: ((كَانَ قَبْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
مُسْتَنَمًا)) ”کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر اونٹ کے کوہاں جیسی تھی۔“ ⑥

③ سیدنا عثمان بن عفان رض سے مردی ہے، فرماتے ہیں: ((إِذَا فَرَغَ مِنْ دُفْنِ الْمَيِّتِ  
وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ إِسْتَغْفِرُوا لِأَخْيَرِكُمْ وَسُلُّوا اللَّهُ بِالثَّبَيْتِ فَإِنَّهُ الآن يُسَأَلُ)) ”قبر میں مٹی  
ڈال کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیلئے بخشش اور ثابتت قدمی کی دعا مانگیں کیونکہ  
اس شخص سے ابھی سوال کیا جائیگا۔“ ⑦

④ سیدنا جابر رض راویت ہے، فرماتے ہیں: ((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُجَحَّضَ  
الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُثْنَى عَلَيْهِ)) ”کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ اور ان پر عمارت بنانے  
نیز قبر پر بیٹھنے (اور اس کی طرف چہرہ کر کے صلاۃ ادا کرنے) سے منع فرمایا ہے۔“ ⑧

⑤ سیدنا جابر بن عبد اللہ رض فرماتے ہیں: ((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُكْتَبَ عَلَى  
الْقَبْرِ شَيْءٌ)) ”رسول اللہ ﷺ نے قبر پر کچھ بھی لکھنے سے بھی منع فرمایا۔“ ⑨

① صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب في اللحد و صب اللبن على الميت (١٦٠٦٩٦)، سنن النسائي، كتاب الجنائز (١٩٨٠)، سنن ابن ماجة، الجنائز، باب ماجا، في القيلام للجنائز (١٤٤٥)، مسنده أحمد (١٥١٥، ١٤٤٧) [١]

② صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب ماجا، في قبر النبي (١٣٩٠، ١٣٦٢) [٢]

③ سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب الاستفخار عند القبر وفي وقت الانتصاف (٣٢٢١)، مستدرک للحاکم (ج ١ / ص: ٣٧٠)، (قال الشیخ الألبانی : صحيح)

④ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهي عن تجمییص القبر والبناء عليه (١٦١١، ١٦١٠، ٩٧٠)، جامع الترمذی، كتاب الجنائز، باب ماجا، في كراهة تجمییص القبور والكتابة عليها (٩٧٢)، سنن النسائي، كتاب الجنائز (٢٠٠٠)، سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز (٢٨٠٧)، سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز (١٥٥١)، مسنده أحمد (١٣٦٢٣) [٣]

⑤ سنن أبي داؤد، كتاب الجنائز، باب في البناء على القبر (٢٨٠٧، ٣٢٢٦، ٣٢٢٥)، سنن ابن ماجة، كتاب الجنائز، باب ماجا، في النهي عن البناء على القبور وتجمییصها (١٥٥٢)، جامع الترمذی، كتاب الجنائز (٩٧٢)، سنن النسائي، كتاب الجنائز (٢٠٠٠)، مستدرک للحاکم (ج ١ / ص: ١٧٠)، (قال الشیخ الألبانی : صحيح)

## الِّيَصَالُ ثُوَابٌ يَا يَهَا الظِّيرَ أَمْنُوا الْمَظَلَّوْفُ الرَّسُولُ كَافِةٌ

⑥ سیدنا علی بن ابی طالب رض کورسول اللہ علیہ السلام نے (جس کے بعد حکم فرمایا تھا: (أَنَّ لَا تَدْعُ تِمَثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشَرِّفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ)) ”کہ ہر تصویر کو منادو اور برابر اونچی قبر کو برابر کرو۔“<sup>①</sup>

⑦ سیدہ ام حبیبہ و سیدہ ام سلمہ رض نے رسول اللہ علیہ السلام سے ایک گرجے کا ذکر کیا کہ اس میں تصویریں لگی تھیں، تو رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَا تَبَوَّأْ عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوْرًا وَفِيهِ تِلْكَ الصُّورَ أُولَئِكَ شَرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ)) ”جب ان لوگوں کا کوئی نیک بندہ مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں تصویریں بناتے، قیامت کے دن یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے بدترین مخلوقات میں سے ہوں گے۔“<sup>②</sup>

⑧ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رض سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام نے آخری بیماری (یعنی مرض الموت) کے وقت فرمایا تھا: ((لَعْنَ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى إِتَّحَدُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدٍ)) ”کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جہنوں نے اپنے پیغمبروں (نبیوں) کی قبروں کو مساجد (مسجد گاہ) بنالیا۔“<sup>③</sup>

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر (۱۶۰۹، ۹۶۹)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجد، فی تسویة القبور (۹۷۰)، سنن النسائي، کتاب الجنائز، باب تسویة القبور إذا رفعت (۲۰۰۴)، سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب في تسویة القبر (۲۸۰۱)، مسنند أحمد (۶۴۵) [۱۱۱۵، ۱۱۱۱، ۱۱۲۸، ۷۰۲۶۴۷] ]

② صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب هل تبیش قبور مشرکي الجاهلية ويتخاذ مکانها مساجد (۶۹۷)، صحیح سلم، کتاب المساجد، باب النهي عن بنا المساجد على القبور (۸۲۰، ۵۲۸)، سنن النسائي، کتاب المساجد، باب النبي عن اتخاذ القبور مساجد (۲۳۱۸)

③ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة في البيعة (۱۳۹۰، ۱۲۴۴، ۴۱۷)، مسلم، کتاب المساجد، باب النهي عن بنا المساجد على القبور (۸۲۶، ۵۲۹)، سنن النسائي، کتاب المساجد، باب النهي عن اتخاذ القبور مساجد (۶۹۶)، مسنند أحمد (۱۳۶۷)، سنن الدارمي، کتاب الصلاة، باب النهي عن اتخاذ القبور مساجد (۲۲۳۷۲۰، ۲۲۹۲۱، ۱۷۸۶)



## قبوں کی زیارت کا بیان

① سیدنا بریہ اسلامی ﷺ سے یہ حدیث مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((نَهِيْتُكُمْ عَنِ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُرُوهَا)) "میں نے تمہیں قبوں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کیا کرو۔" ⑤

② اور ایک دوسری روایت جو سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فَإِنَّهَا تَدْكُرُ كُمُّ الْمَوْتِ)) "یعنی قبر کی زیارت، موت کو یاد دلاتی ہے۔" ⑥

## عورتوں کو زیارت قبر کی اجازت

رسول اللہ ﷺ نے قبوں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی، مگر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی، تو اس اجازت میں مرد و عورت دونوں شامل ہیں، چنانچہ ارشاد ہے: ① سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((مَرْأَةُ الْبَيْتِ يَرْجُهُ بِاِمْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرِهِيْ تَبَكُّرِيْ فَقَالَ إِنَّقِيْ اللَّهُ وَأَصْبِرِيْ))

"رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسی عورت کے پاس سے ہوا جو قبر پر پیغمبھر رورہی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرانے اور صبر کرنے کا حکم فرمایا۔" ⑦

① [صحیح مسلم ۱ / من: ۳۱۴: کتاب الجنائز، باب استئذان النبي ربه عزوجل في زيارة قبر أمه (۱۶۲۳، ۹۷۷)، سنن النسائي، کتاب الجنائز بباب زيارة القبور (۲۰۰، ۶۲۰۰۵)، سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب في زيارة القبور (۶، ۲۸۱۶)، مسند أحمد (۲۱۸۸۰، ۲۱۹۶۰-۲۱۹۲۷-۲۱۹۲۵)، مسند عبد الرحمن (۲۲۱۲)]

② [صحیح مسلم ۱ / من: ۳۱۴: کتاب الجنائز، باب استئذان النبي ربه عزوجل في زيارة قبر أمه (۱۶۲۳، ۹۷۷)، سنن النسائي، کتاب الجنائز، باب زيارة قبر المشرك (۲۰۰، ۶۲۰۰۷)، سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب في زيارة القبور (۵، ۲۸۱۵)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب في زيارة القبور (۱۵۶۱، ۱۵۵۸)، مسند عبد الرحمن (۹۳۱)]

③ [صحیح بخاری ۱ / من: ۶۷: کتاب الجنائز، باب قول الرجل للمرأة عند القبر "اصبرى" (۱۲۱۹، ۱۲۰، ۳۱۱۷۴)، مسلم، کتاب الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى (۱۵۳۵، ۱۵۳۴، ۹۲۶)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۹۰۹)، سنن النسائي، کتاب الجنائز، باب الأمر بالاحتساب والصبر (۱۸۴۶)، سنن أبي داود، کتاب الجنائز (۲۷۱۷)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۵۸۵)، مسند عبد الرحمن (۱۲۷۹۶، ۱۲۰، ۳۱۱۸۶۸)]

الْيَصَالُ ثَوَابٌ يَا يَهَا الْمَنِيرُ أَسْوَى الْمَأْذُونَ وَفَوْدُ السَّلَمِ كَافَةٌ

اگر عورتوں کا قبرستان جانا منوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو قبرستان میں آنے سے بھی ضرور منع فرماتے۔

② ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے بھائی عبد الرحمن ؓ کی قبر کی زیارت کو گئیں تو ان سے کہا گیا، کیا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اس سے منع نہیں فرمایا تھا؟ تو سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرمانے لگیں کہ پہلے منع کیا گیا تھا پھر اجازت دیدی تھی۔ ①

(اصل مبارٹ اس طرح ہے: “آن عائشہ اقبلت ذات یوم من المقابر فقلت لها: يأم المؤمنين من أین أقبلت؟ قالت من قبور أخي عبد العصم بن أبي بكر فقلت لها: أليس كان رسول الله ﷺ عنه عن زيارة القبور؟ قالت نعم نهی (تم أمر بزيارة لها)

③ سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَعَنَ زَوَّارِ الْقُبُورِ)) ”رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت تھی ہے۔“ ④ معلوم ہوا کہ عورتوں کیلئے بکثرت زیارت تو منع ہے مگر کبھی کبھار جائز ہے، ہاں اس شرط کے ساتھ کہ واویلاً نوحہ رونا پیشناہ کرے۔ مگر خاص کر کے نصف شعبان کی راتوں میں عورت و مرد کا ہجوم پر قبرستان میں روشنی اور موم تی جلا کر قبر والوں کو روشنی پہنچانے کا عمل جو عوام الناس میں پایا جاتا ہے، قطعاً جائز نہیں، بدعت ہی نہیں بلکہ فعل حرام ہے۔

اگر صاحب قبر بے عمل رہے ہوں تو آپ کے اس طرح دیا جلانے سے قبر والے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔ یہ سارے اعمال سراسر بدعت، جہالت اور مگرایی کے قبیل سے ہیں، اس سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہئے۔

① مستدرک للحاکم (ج ۱ / ص: ۵۳۶، ۳۷۶، ۱۳۹۲)، السنن الکبری للبیهقی ج ۴ / ص: ۷۸، ۷۴۰۸)، (سناده صحيح) ۱۰۵۷، ۱۰۵۶، ۹۷۶ (جامع الترمذی ج ۱ / ص: ۱۲۵)، کتاب الجنائز، باب ماجا، فی کراہیہ زیارة القبور للنساء (۱۰۶۰)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجا، فی النهي عن زیارة النساء (۱۰۶۰)، (قال الشیخ الابنی: حسن) ۱



## مردُوں کو برانہ کہو

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے تھاتے روایت ہے، رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَسْبُوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَلُوا إِلَى مَا قَدْ مُوْا)) "تم مردوں کو برانہ کہو، جو اعمال انہوں نے کئے تھے وہ ان کو مل گئے۔" ①

## زیارت قبور کی دعائیں

① امام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے تھاتے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے پوچھا تھا کہ میں قبر کی زیارت کروں تو کون آئی دعا پڑھوں تو رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس دعا کو پڑھو:

((السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَرَحْمَ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَ الْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَّا حَقُونَ))

"مؤمن اور مسلمان گھر والوں پر سلامتی ہو، ہم میں سے آگے جانے والوں اور پیچھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب تم سب سے ملنے والے ہیں۔" ⑤

② اور مسلم کی ایک دوسری روایت جو سیدنا بریہ الاسلامیؓ نے سے مردی ہے، اس میں یہ بھی ذکر ہے: ((أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ)) "یعنی میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کی دعا کرتا ہوں۔" ⑥

① صحیح بخاری ج ۱ / ص : ۱۸۷، کتاب الجنائز، باب ما ینتهي من سب الأموات (۶۰۳۵، ۱۳۹۳، ۱۳۰۶)، سنن النسائي، کتاب الجنائز، باب النهي عن سب الأموات (۱۹۱۰)، سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب النهي عن سب الموتى (۴۲۵۳)، مسند أحمد (۴۲۵۳)، سنن الدارمي، کتاب السیر، بباب النهي عن سب الأموات (۲۲۴۹)

② صحیح مسلم ج ۱ / ص : ۳۱۴، کتاب الجنائز، بباب ما یقال عنددخول القبور والدعا، لأهلها (۱۶۱۸، ۱۶۱۸، ۹۷۴)، سنن النسائي، کتاب الجنائز، بباب الأمربالاستغفارللمؤمنين (۲۰۱۰، ۲۰۱۰)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، بباب ما یقال إزدادحل المقابر (۱۵۳۵)، مسند أحمد (۲۲۲۵۷، ۲۲۳۲۵، ۲۲۳۲۸)، فیما یقال إزدادحل المقابر (۱۵۳۶)، مسند أحمد (۲۲۲۵۷، ۲۲۳۲۵، ۲۲۳۲۸)

③ صحیح مسلم ج ۱ / ص : ۳۱۴، کتاب الجنائز، بباب ما یقال عنددخول القبور والدعا، لأهلها (۱۶۲۰، ۹۷۵)، کتاب الجنائز، بباب الأمربالاستغفارللمؤمنين (۲۰۱۲)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، بباب ما یقال إزدادحل المقابر (۱۵۳۶)، مسند أحمد (۲۱۹۶۱، ۲۱۹۰۷)

## باب دوم

# ”ایصال ثواب کی شرعی حیثیت“

محکم دلائل و برائین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## بدعت اور اس کی تعریف

یہ "بدع" سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے کسی چیز کا ایسے طریقے پر ایجاد کرنا جس کی کوئی مثال پہلے نہ ہو۔ اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

[سورۃ البقرۃ: ۱۱۷] ﴿بَدِينُعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

"ان کا ایجاد کرنے والا ایسے طریقے پر جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

[سورۃ الاحقاب: ۹] ﴿فَلْ مَا كُنْتُ بِدُعَامِنَ الرُّسْلِ﴾

"میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں کی طرف پیغام لانے والا پہلا انسان نہیں ہوں، بلکہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گزر چکے ہیں۔"

اور ایک مثل ہے: "ابتداع فلان بدعة" "اس نے ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے جسے اس سے پہلے کسی نہیں کیا ہے۔"

### ابتداع و ایجاد کی دو قسمیں ہیں:

① دنیاوی امور میں ابتداع و ایجاد جیسے نئی نئی ایجادات۔ اور یہ جائز ہے، اس لئے کہ دنیاوی امور میں اصل، اباحت ہے۔

② دین میں نئی چیز ایجاد کرنا یہ حرام ہے، اس لئے کہ دین میں اصل، تو قیف ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ أَخْدَثَ فِيْ أَمْرٍ نَاهِدَ اهْمَالِيْسِ مِنْهُ فَهُوَ رَذْ)) "جس کسی نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو دین میں سے نہیں ہے، تو وہ مردود ہے۔"

اور ایک دوسری جگہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لِيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَذْ))

① صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطحبوا على صلح (۲۴۹۹)، مسلم، کتاب الأقضییة، باب نقض الأحكام الباطلة، ورد محدثات الأمور (۴۲)، ۳۲۴۳، ۳۲۴۲، سنن أبي داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ (۳۹۹۰)، سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمة، باب تعظیم حدیث رسول الله والتغليظ على من عارضه (۱۴)، مسنند أحمد (۲۴۸۴)،

محکم دلائل و برائین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایصال ثواب پایہا المذیروں سما ماضلہ اف و السلم کافہ

”جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین کے طریقے پر نہیں ہے، تو وہ مردود ہے۔“<sup>۵</sup>

بدعت کی دو قسمیں ہیں:

① ایک بدعت جن کا تعلق قول و اعتقاد سے ہے، جیسے جمیع معتبر لہ رافضہ اور تمام کمرا فرقوں کے اقوال و اعتقادات۔

② عبادتوں میں بدعت، جیسے اللہ تعالیٰ کی پرستش غیر مشروع طریقہ سے کرنا۔

اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

① نفس عبادت ہی بدعت ہو؛ جیسے کوئی ایسی عبادت ایجاد کر لی جائے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد اور اصل نہ ہو۔

مثلاً غیر مشروع صلاۃ، غیر مشروع صوم، غیر مشروع حیدری، جیسے عید میلاد وغیرہ۔

② جو مشروع عبادات میں زیادتی کی شکل میں ہو، جیسے کوئی ظہر یا عصر کی صلاۃ میں پانچوں رکعت زیادہ کر کے ادا کر لے۔

③ جو عبادات کی ادائیگی کے طریقوں میں ہو اسے غیر شرعی طریقے پر ادا کرے، جیسے مشروع اذکار و دعائیں اجتماعی آواز اور خوش المخانی سے ادا کرنا۔ اور اپنے آپ پر عبادات میں اتنی تختی برنا کر وہ سنت رسول اللہ ﷺ سے تجاوز کر جائے۔

④ جو مشروع عبادات ایسے وقت کی تخصیص کی شکل میں ہو، جسے شریعت نے خاص نہ کیا ہو۔ جیسے پندرہویں شعبان کی شب و روز، صلاۃ وصوم کے ساتھ خاص کرنا کیونکہ صلاۃ وصوم اصلاح مشروع ہیں لیکن کسی وقت کے ساتھ خاص کرنے کیلئے دلیل کی ضرورت ہے۔

<sup>۱</sup> صحیح مسلم، کتاب الأقضیة، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور (۳۲۴۳)، مسنّ أحد (۲۳۹۷۵) [۱]

## بدعت کی تمام قسموں کا حکم و ہمی نظر سے

دین میں ہر بدعت حرام ہے اور باعث ضلالت و گمراہی ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ

کافرمان ہے: ((فَإِنَّمَا يُكَفَّرُ عَمَّا يَبْتَدِعُ فِي الظَّنِّ مَا لَمْ يَأْتِ اللَّهُ بِهِ))

”دین کے اندر تمام ٹھیک پیدا کی ہوئی چیزوں سے بچوں کو نکل ہر نی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت

گمراہی ہے۔“<sup>①</sup>

نیز رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ((مَنْ أَحْمَدَهُ، فَيُأْمَرَ نَاهِذًا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ))

نیز رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرًا فَهُوَ رَدٌّ))

تو یہ تمام حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دین میں ایجاد شدہ نئی چیز بدعت ہی ہے اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے اور وہ مردود ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادات و اعتقدادات میں بدعتیں حرام ہیں لیکن یہ حرمت بدعت

کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہے۔

بعض بدعتیں صراحتاً کفر ہیں جیسے صاحب قبرت تقریباً حاصل کرنے کیلئے قبروں کا لمحواف

کرنا، ان پر ذمیحے اور نذر و نیاز پیش کرنا، ان سے مرادیں مانگنا اور فریاد کس ہونا غیرہ۔

اور بعض بدعتیں وسائل شرک میں سے ہیں جیسے قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا، دہائیں صلاة

پڑھنا اور دعا میں مانگنا وغیرہ۔

اور بعض بدعتیں فتن اعتقدادی ہیں جیسے خوارج، قدریہ اور مر جیہے کے اقوال اور شرعی دلیلوں

کے خلاف ان کے اعتقدادات۔

اور بعض بدعتیں معصیت و نافرمانی کی ہیں جیسے شادی و بیاہ سے کنارہ کشی، دھوپ میں کھڑے

ہو کر صوم رکھنے کی بدعت اور شہوت جماع ختم کرنے کی غرض سے خصی ہو جانے کی بدعت۔<sup>②</sup>

① سنن أبي داود ۲/۶۲۵ /ص: ،كتاب السنۃ،باب لزوم السنۃ (۳۹۹۵)، (صحیح الإسناد موقوف)

② [دیکھنے: امام شاطئی کی الاعتصام (ج ۲/ص: ۳۴)]

تفصیل:

جس نے بدعت کی تقسیم اچھی اور بُری بدعت سے کی ہے وہ غلطی و خطأ پر ہے، اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث: ((فَإِنْ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالٌ لَهُ)) کے سراسر خلاف ہے۔

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام بدعتوں پر گمراہی کا حکم لگایا ہے، اور یہ صاحب کہتے ہیں کہ ہر بدعت گمراہی نہیں؛ بلکہ کچھ بدعتیں ایسی ہیں جو نیک اور اچھی بھی ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ((فَإِنْ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالٌ لَهُ)) ان جامع کلمات میں سے ہیں جن سے کوئی چیز خارج نہیں ہے، وہ اصول دین میں ایک عظیم اصل ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان: ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أُمْرِنَا هَذَا هَمَّ لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَذْءٌ)) کی مشابہ ہے، لہذا جس نے بھی کوئی نئی چیز ایجاد کی اور دین کی طرف اس کی نسبت کی اور دین میں اس کی کوئی اصل مرجع نہیں ہے، تو وہ گمراہی ہے، اور دین اس سے بری ہے، خواہ وہ اعتقادی مسائل ہوں یا ظاہری، باطنی اعمال و اقوال ہوں۔

ایک شخص سیدنا مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں کہاں سے احرام باندھوں؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ اس میقات سے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر کی ہے، وہاں سے احرام باندھو، اس شخص نے کہا کہ اگر اس سے دور سے احرام باندھوں تو؟ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یا چھا نہیں سمجھتا ہوں، تو اس شخص نے کہا کہ آپ اس میں کیا برا سمجھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے فتنے میں پڑنے کا مجھے خوف ہے، اس آدمی نے کہا کہ خیر کے زیادہ چاہنے میں کیا فتنہ ہو سکتا ہے تو جناب امام مالک رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَلَيُحَذَّرِ الَّذِينَ يُحَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبُهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبُهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

[سورہ التور: ۶۳]

”سنو! جلوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ذرتے رہنا چاہیے کہ کہیں

ایصال ثواب مکتبہ صادق الفیضیہ للتحقیقۃ، والتالیف

ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپزے یا انہیں در دن اک عذاب نہ پہنچے۔“

اور کون فتنہ اس سے برا ہو سکتا ہے کہ تم نے اپنے آپ کو ایسی فضیلت کے ساتھ خاص کیا جو

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں تھا۔

## عصر حاضر میں بدعتوں کے چند نمونے

دور حاضر کی بدعتیں تاخیر زمانہ، قلت علم، بدعاویات و خرافات کی طرف دعوت دینے والوں کی

کثرت اور برصد اوق فرمان رسول اللہ ﷺ: ((لَتَبِعُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ)) ”کہ عادات اور

تقالید میں کفار سے مشابہت سرا یت کر جانے کی وجہ سے بہت زیادہ ہیں۔“<sup>①</sup>

انہیں بدعتوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

① محفوظ عید میلاد النبی ﷺ۔

② مقامات، نشانات اور مردوں وغیرہ سے تبرک حاصل کرنا۔

③ عبادات اور تقریب الٰی اللہ کی بدعتیں۔

④ پندرہویں شعبان کی بدعت۔

⑤ شب معراج کی بدعت۔

⑥ اور انہیں میں سے ایک قرآن خوانی کی بدعت بھی شامل ہے۔

اب آپ قرآن خوانی کے متعلق تعصّب کے بغیر فراخ دلی کے ساتھ اس کا مطالعہ فرمائیں۔

قرآن خوانی کے موضوع پر غور کرنے سے قبل اگر ان چند ابتدائی اور تہییدی حقائق پر نظر

رکھی جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ من لئے کی حقیقت بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

میت کو ثواب پہنچانے کیلئے رسول اللہ ﷺ نے جن امور کی ہدایات کی ہیں ان میں قرآن

خوانی کا ذکر کرہیں بھی موجود نہیں ہے، اور نہ ہی اسکا وجود عہد صحابہ اور تابعین میں ملتا ہے، جتنی اہمیت

① صحیح بخاری ج ۱ /ص ۴۹۰، کتاب أحادیث الأنبياء، باب ذکر عن بنی إسرائیل (۶۷۷۵، ۳۱۹۷)، صحیح مسلم

۲ /ص ۳۲۰، کتاب العلم، باب اتباع سنن اليهود والنصاری (۴۸۲۲)۔

## الیصال ثواب بایهها الصنیف امنو المصلوم افاد السلم کافہ

اس مسئلے کو اب دیدی گئی ہے خیر القرون میں اتنا ہی یہ غیر اہم تھا اور جتنا چرچا اس کا اب ہو گیا ہے اتنا ہی عہد نبوی اور عہد صحابہ میں یہ گمان اور مجہول تھا، اگر اس کی ذرا بھی شرعی حیثیت اور اہمیت ہوتی تو اس کی بابت شارع ﷺ کا ارشاد ضرور ہوتا۔

## الیصال ثواب کے مشروع طریقے

جب کسی کے یہاں میت ہوتی ہے تو اس کے بعد ہی اس کی اولاد غور و فکر کرنے لگتی ہے کہ اپنے والد محترم کو ثواب کیسے پہنچایا جائے۔ کوئی قرآن خوانی کرتا ہے، کوئی کھانا کھلاتا ہے، کوئی دو جا اور تیجا کرتا ہے، الغرض بہت سے طریقے اختیار کرتا ہے تاکہ اس مردے کو ثواب پہنچے مگر افسوس کہ اس کو ثواب پہنچانے کا صحیح طریقہ نہیں معلوم، اس لئے مختلف بدعتیں کر بیٹھتا ہے اور آہستہ آہستہ یہ اس کا عقیدہ بن جاتا ہے کہ میت کو ثواب اسی طرح پہنچایا جاتا ہے۔

ان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ میت کو ثواب پہنچانے کے جتنے مشروع طریقے کتاب و سنت سے ثابت ہیں ان میں قرآن خوانی، دو جا اور تیجا وغیرہ کا ذکر کہیں نہیں ملتا ہے۔ تاہم الیصال ثواب کے جو مشروع طریقے قرآن و سنت سے ثابت ہیں وہ ذیل میں بیان کئے جا رہے ہیں:

حسب ذیل روایت سے الیصال ثواب کے تین مشروع طریقے ثابت ہیں:

- ① دعا۔
- ② صدقہ جاریہ -
- ③ اور نیابت۔

علی الترتیب ان تینوں طریقوں کی تفصیل سماعت فرمائیں۔

[1] الیصال ثواب کی پہلی قسم، دعا ہے:

دعا کی بابت تو سب کااتفاق ہے کہ میت اگر کافروں شرک نہ ہو تو اس کیلئے دعا کرنی مسنون ہے، اور ولد صالح کی دعا والدین کیلئے صدقہ جاریہ ہے، مؤمن کی دعا و سرے مؤمن بھائی

## ایصال ثواب مکتبہ صادق الفیضیہ للتدقیق والتألیف

کیلئے قول ہوتی ہے۔ اخلاف کی دعا اسلاف کے حق میں منصوص امر ہے۔ ارشاد الہی ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُهُمْ بَعْدَهُمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَغْفِرْ لَنَا وَإِلَّا خَوْاْنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غَلَّا لِلَّذِينَ آتَيْنَا إِنَّكَ رَوْفٌ رَّحِيمٌ﴾  
[الحشر، آیت: ۱۰]

”اور جو لوگ ان (صحابہؓ) کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب بخشش دے ہمکو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیلئے کینہ تدرکھا اے ہمارے رب بیٹک تو بڑا مہربان رحم والا ہے۔“

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو صحابہؓ کے بعد آئے اور ان کے حق میں دعا میں کیس، آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان میت کیلئے دعا کیس کرنا از روئے شریعت درست ہے۔

غرض زندوں کی طرف سے مردوں کیلئے بہترین تحفہ دعا ہے۔

صلوٰۃ جنائزہ کی۔ س قدر دعا کیس ہیں ان تمام سے میت کیلئے دعا کا فائدہ وفع پہنچنا ثابت ہوتا ہے، نیز قبر میں بھی نیک بندوں کی دعا میں کام آتی ہیں۔ چنانچہ ایک اہم حدیث ملاحظہ فرمائیں:  
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ ذَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ يَارَبِّ أَنِّي هَذَا فِي قَالْ بِاسْتِغْفَارٍ وَلَدِكَ لَكَ)

”اللہ تعالیٰ نیک بندوں کے درجات کو جب جنت میں بلند فرمائیا گا تو بندہ کہے گا کہ اے میرے رب! میرے لئے یہ کیسے ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیرے لئے تیری اولاد کی بخشش طلب کرنے کی وجہ سے تیر اور جد بلند کر دیا گیا ہے۔“<sup>۵</sup>

[2] ایصال ثواب کی دوسری قسم صدقہ جاریہ ہے:

یعنی مؤمن اپنی زندگی میں ایسا کام کر جائے کہ جس سے وفات کے بعد اسکو فائدہ پہنچے۔

① سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، باب بر الوالدين (٣٦٥)، (قال الشیخ الألبانی: صحيح)

میت کیلئے صدقہ و خیرات کا حکم بھی ثابت ہے، یعنی صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اس کے بارے میں ایک حدیث اس طرح وارد ہوئی ہے:

① سیدنا سعد بن عبادہ رض سے مروی ہے فرماتے ہیں: ((إِنَّ أَمَّ سَعْدِ مَاتَ ثُفَّةً الصَّدَقَةُ أَفْضَلُ قَالَ: الْمَاءُ، قَالَ: فَحَفَرَ بَرْسًا وَقَالَ هَذِهِ لِأَمَّ سَعْدِ))

”سعد کی والدہ انتقال کر گئیں ہیں اس کیلئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی، تو سعد رض نے ایک کنوں کھود دادیا اور فرمایا اس کا ثواب سعد کی والدہ کیلئے ہے۔“ ② بخاری، مسلم اور ابن ماجہ وغیرہ کی احادیث کو جمع کرنے سے ایسے صدقات جاریہ کی تعداد دس تک پہنچتی ہیں: اس کے بارے میں ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

② سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((إِنَّ مِمَّا يَلْحُقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدِ مَوْتِهِ عِلْمًا عَالَمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَاحِبًا تَرَكَهُ وَمُضْحِفًا وَرَثَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ أُونَهْرًا الْجَرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أُخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَا تِهِ يَلْحُقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ))

”مؤمن کو مرنے کے بعد جن عمل اور نیکیوں کا ثواب ملتا ہے وہ علم ہے جو اس نے خود سیکھا اور آگے سکھایا اور پھیلایا، یا نیک اولاد پھوڑ گیا، قرآن مجید و راثت میں چھوڑ گیا یا مسجد بنائی گیا:

(وفي معناه المدارس والمعاهد الدينية - مرعاة المفاتيح: جلد أول، طبع ثاني، ص: ٤٣٦)

دینی مدارس اور ادارے قائم کر گیا یا سارے مسافروں کیلئے بنا گیا یا نہر جاری کر گیا یا صدقہ جو اس نے اپنی صحت مندی اور زندگی میں کیا ہواں سب چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد ایک مؤمن شخص کو ملتا رہے گا۔ ③

① سنن أبي داؤد، كتاب الزكاة، باب في فضل سقي الماء، (١٤٣١)، سنن النسائي، كتاب الوصايا، باب فضل الصدقة عن العيت، (٣٦٠)، سنن ابن ماجة، كتاب الأدب، (٣٦٧٤)، (قال الشيخ الألباني : حسن)]

② سنن ابن ماجة، كتاب المقدمة، باب ثواب معلم الناس الخير، (٢٣٨)، (قال الشيخ الألباني : حسن)]

وہ دس چیزیں حسب ذیل ہیں:

- |   |                                 |   |                                    |
|---|---------------------------------|---|------------------------------------|
| ۱ | علم سکھانا۔                     | ۲ | نیک بچکی دعا۔                      |
| ۲ | قرآن مجید چھوڑ جانا۔            | ۳ | مجد بنوانا۔                        |
| ۴ | سرائے تعمیر کرانا۔              | ۵ | نہر جاری کرانا۔                    |
| ۶ | مردہ سنت کو زندہ کرنا۔          | ۷ | صدقة، حیات و سخت مندی کی حالت میں۔ |
| ۸ | میدان جہاد میں شہادت حاصل کرنا۔ | ۹ | درخت لگانا یا ٹھیکی بونا۔          |

مگر ثواب جاریہ کے متعلق حسب ذیل مسلم کی اس مشہور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے بعد صرف تین ہی چیزوں کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ وہ حدیث ملاحظہ فرمائیں:

③ سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ))  
 ”جب انسان مر جائے تو اس کا عمل کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے صرف تین چیزیں باقی رہتی ہیں، صدقہ جاریہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے اور صالح اولاد جو اس کے واسطے دعا کرے۔“ ①  
 بظاہر مذکورہ دونوں حدیثوں میں آپس میں تعارض پایا جاتا ہے، مگر بنظر دقیق مطالعہ اور تحقیق کے بعد ہی معلوم ہو گا کہ صدقہ جاریہ ہی میں مذکورہ بالاساری صورتیں شامل ہیں۔ صرف دعا، صدقہ جاریہ کے بجائے شفاعت کی قسم میں داخل ہے کہ جب بھی دعا کی جائے گی میت کو ثواب پہنچے گا۔

**ملاحظہ:**

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

① صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایل الحق للإنسان من الثواب بعد موته (۳۰۸۴)، جامع الترمذی، کتاب الأحكام (۱۲۹۷)، سنن النسائی، کتاب الوصایا، بفضل الصدقة عن الميت (۳۵۹۱)، سنن أبي داؤد، کتاب الوصایا (۲۴۹۴)، مسنـد أحمد (۸۴۸۹)، سنن الدارمی، کتاب المقدمة، باب البلاغ عن رسول اللہ ﷺ (۵۰۵۸)]

”رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ دوسروں کے عمل سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتا“  
 جب اس کا لڑکا اس کے بارے میں دعا، مغفرت کرتا ہے تو یہ اس کے اس عمل سے ہے جس کا سلسلہ  
 رکا ہوا نہیں ہے اور اگر اس کیلئے کوئی دوسرا شخص دعا کرتا ہے تو یہ اس کے عمل سے تو نہیں ہے، لیکن وہ  
 اس سے فائدہ ضرور اٹھائے گا۔“ [مجموع الختاوی (312/24)]

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”دعا کیلئے بیٹے کی قید اولاد کو اپنے والد کے حق میں کرنے کی ترغیب دینے کیلئے لگائی گئی  
 ہے، حالانکہ دوسروں کی دعا بھی میت کیلئے فائدہ مند ہے۔“ [نیشن (1/438)]

صدقہ جاریہ سے متعلق مزید چند اہم احادیث سماعت فرمائیں:

② سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَامِنْ مُسْلِمٍ  
 يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَنْرُعُ زَرْعًا فَيَا كُلُّ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ))  
 ”جب کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے یا کھیت بوتا ہے اس سے انسان یا پرندہ یا حیوان کچھ  
 کھا جاتا ہے تو یہ بھی بونے والے کی طرف سے صدقہ ہے۔“ ⑤

⑤ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
 يَقُولُ رِبَاطُ يَوْمٍ وَلِيلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامٍ شَهْرٍ وَقِيَامٍهُ وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي  
 كَانَ يَعْمَلُهُ وَأَجْرِى عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَأَمْنَ الْفَتَّانَ))

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سناد شمنان اسلام کے مقابلہ میں ایک دن اور  
 ایک رات صفت رہتا ایک ماہ کے صیام و قیام سے بہتر ہے اور اگر مر جائے تو اس کا عمل جاری رہتا  
 ہے اور اس کا رزق جاری کیا جاتا ہے اور منکر و نکیر کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے۔“ ⑥

① صحیح بخاری، کتاب المزارعہ، باب فضل الزرع والفرس إذا أكل منه (۲۱۵۲)، صحيح مسلم، کتاب المسافات، باب فضل الفرس والزرع (۴۰۹)، جامع الترمذی، کتاب الأحكام، باب ماجا، فی فضل الفرس (۳۲)، مسند أحمد (۱۳۰۲، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸)، مسند احمد (۱۳۰۲، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸)

② صحیح مسلم، کتاب الإمارۃ، باب فضل الرابط فی سبیل اللہ (۵۳۷)، جامع الترمذی، کتاب فضائل الجهاد باب ماجا، فی فضل الرابط (۱۵۸۸)، سنن النسائی، کتاب الجهاد (۳۱۱۶)، مسند احمد (۲۲۶۱۹، ۲۲۶۱۱)

شیخ الحدیث عبد اللہ رحمانی مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

⑥ ((کل میت یختم علی عملہ إلا المرابط فی سبیل اللہ فانہ ینمولہ عملہ  
اِلی یوم القيامۃ))

”یعنی ہر میت کے عمل ختم کردئے جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیلئے صرف  
بستہ رہنے والوں کے عمل قیامت تک جاری رہتے ہیں۔“ ①

⑦ سیدنا جریر بن عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
((مَنْ سَنَ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرٌ هَاوَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ  
يَنْقُصَ مِنْ أَجْوَرِهِمْ شَيْءٌ))

”جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ شروع کرے اس کیلئے اس اچھے کام کے شروع کرنے  
کا اجر ہے، اور جو شخص اس اچھے کام پر اس کے بعد عمل کرے گا اس کا بھی اجر اس کو ہو گا۔ وونوں میں  
سے کسی کا اجر کم نہیں کیا جائے گا۔“ ②

### ملاحظہ :

اس حدیث سے بدعت کی ایجاد پر استدلال صراحتاً مندی ہے، کیونکہ سنت اس امر کو کہتے  
ہیں جو اسلام میں مشروع تھا کسی وجہ سے متذکر ہو گیا اب کسی نے اس کو زندہ کیا تو اس کو ثواب ملے  
گا اور اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا کیونکہ شرعاً وہ امر مشروع تھا۔

⑧ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ دَعَ إِلَى  
هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجْوَرِ مَنْ تَبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجْوَرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ  
ذَغَ إِلَى ضَلَالٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِيمَانِ مِثْلُ آثَامٍ مَنْ تَبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا))

[۱] مرعاة المفاتيح شرح مشکاة المصاصیب، طبع اول، جلد ثانی (ص: ۳۰۷)، شرح مسلم للنووی (ج: ۲، ص: ۱۴۲) ]

[۲] صحيح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرة (۹۱۶۱)، وکتاب العلم (۴۸۳۰)، جامع الترمذی، کتاب العلم (۲۵۹۹)، سنن النسائي، کتاب الزکاۃ (۲۵۰۷)، سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمة، باب من سنة حسنة أو سیئة (۱۹۹)، سنن الدارمی، کتاب المقدمة (۵۱۳۰-۵۱۱)]

”جو شخص (لوگوں) کو بہادیت (نیکی کے کاموں کی) دعوت دے، اس کو اس قدر اجر ملے گا جس قدر اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور اس کی وجہ سے ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص مگر اسی کی طرف دعوت دے، اس کو اس قدر گناہ ہوگا جس قدر اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور اس سے ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔“<sup>①</sup>

④ سیدنا عثمان بن عفان رض سے مردی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَيْرٌ كُمْ مَنْ تَعْلَمَ الْقُرْآنَ وَعَلِمَهُ))

”تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا ہے، اور دوسروں کو سیکھاتا ہے۔“<sup>⑤</sup>

انسان، مرنے کے بعد کن چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے معلوم ہونا چاہیے کہ جب میت کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کی جائے تو بھی اس کو ثواب ملتا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں اس کا ذکر ہے۔

① چنانچہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ((إِنَّ أُمِّيَ افْتَلَثَتْ نَفْسُهَا وَأَظْنَهَا لَوْ تَكَلَّمُ تَصَدَّقُ فَهُلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ: نَعَمْ )) ”میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا اگر وہ کچھ بول پاتیں تو ضرور صدقہ کرتیں، تو کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں اس کا ثواب ملے گا؟“ تور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہاں بیٹک۔“<sup>⑥</sup>

② اور صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رض سے مردی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ((إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُؤْصِ فَهُلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدِّقُ

① صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنة او سیستہ (۴۸۳۱)، جامع الترمذی، کتاب العلم (۲۵۹۸)، سنن أبي داؤد، کتاب السنۃ (۳۹۹۲)، مسنند أحمد (۸۷۹۰)، سنن الدارمی، کتاب المقدمة (۵۱۲)

② صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمه (۴۶۰۰، ۴۶۳۹)، جامع الترمذی، کتاب فضائل القرآن (۲۸۳۲)، سنن أبي داؤد، کتاب الصلاة، باب فی ثواب قراءة القرآن (۱۲۴۰)، سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمة (۲۰۷)، مسنند أحمد (۴۶۹۰، ۳۸۸۲)، سنن الدارمی، کتاب فضائل القرآن (۳۲۰۴)

③ صحیح بخاری، کتاب الجنائز (۱۲۹۹)، والوصایا (۲۵۰۴)، مسلم، کتاب الوصیۃ، باب وصول ثواب الصدقات إلى البيت (۲۰۸۲)، سنن أبي داؤد، کتاب الوصایا (۲۴۹۵)، سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب من مات ولم يوصى هل يتصدق عنه (۲۷۰۸)، مسنند أحمد (۲۳۱۱۷)، مؤطب امام مالک، کتاب الأقضییة (۱۲۰۵)

”میرے والد نے مال چھوڑا ہے اور اس کے بارے میں کوئی وصیت نہیں کی ہے تو اگر میں ان کیلئے صدقہ کروں تو کیا ان کے واسطے کافی ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہا۔“<sup>①</sup>

<sup>②</sup> اور میت کو مسلمانوں کی دعا اور اس کیلئے ان کے استغفار سے ثواب بھی پہنچتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا الْغَفْرَانُ لَنَا وَإِلَّا خُوايْنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غَلَّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَوْفٌ رَّحِيمٌ﴾ ا سورہ الحشر، آیت: ۱۰۰

”اور جو لوگ ان (صحابہؓ) کے بعد آئے وہ کہتے ہیں، اے ہمارے رب بخش دے ہمکو اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ نہ رکھے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیلئے کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب! بیشک تو بڑا امہربان، نہایت رحم والا ہے۔“

اور سنن میں مرفو عاًمر وی ہے کہ جب تم میت پر صلاۃ جنازہ پڑھو تو اس کیلئے خلوص دل سے دعا مانگو۔

چنانچہ سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ تُكَبِّرْ ثُمَّ تَقْرَأُ بِأَبْعَدِ الْقُرْآنِ ثُمَّ تُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ تُخْلِصِ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ)) ”صلاۃ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تم تکبیر کو پھر سورۃ الفاتحہ پڑھو (پھر دوسرا تکبیر کہو) پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھو (پھر تیسرا تکبیر کے بعد) میت کیلئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو۔“<sup>⑤</sup>

زندوں کی طرف سے مردوں کو ثواب پہنچنے کے سلسلے میں احادیث مذکورہ میں یہی مذکورہ بالا چیزیں ثابت ہیں لیکن ان میں کوئی ایک بھی ایسی دلیل نہیں جس سے مردوں کو ثواب پہنچانے

<sup>①</sup> صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب وصول ثواب الصدقات إلى الميت (۲۰۸۱)، سنن النسائي، کتاب الوصایا (۳۵۹۲)، سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب من مات ولم یوصی هل یتصدق عنة (۲۷۰۷)، مسنـدـأحمد (۸۴۸۶)۔

<sup>②</sup> المنتقی لابن الجارود (۵۴۰)، مصنف عبد الرزاق (۶۴۲۸)، مستدرک للحاکم (ج ۱/ص: ۳۶۰)، السنن الکبری للبیہقی (ج ۲/ص: ۳۶)، (إسناده صحیح)۔

کیلئے قرآن کریم پڑھنے یا کوئی مخصوص سورہ جیسے سورہ یسوس وغیرہ پڑھنے کی بوجھی آتی ہو، یا اس کے علاوہ کوئی دوسرے اونٹیفیٹ مثلا سورہ اخلاص کا ایک لاکھ باریا "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی ہزاری تسبیح وغیرہ۔

### [3] ایصال ثواب کی تیسرا قسم نیابت ہے:

یعنی میت کی طرف سے کوئی شخص نائب ہو کر کام کرے، اس سلسلے میں حسب ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

① نائب کے اندر نیابت کی الہیت موجود ہو احادیث میں نیابت کے سلسلہ میں یا تو پچ کا ذکر ہے یا ولی کا یا قریبی کا، اجنبی کی نیابت کے بارے میں کوئی دلیل موجود نہیں۔

② نیابت، صرف مسلم کی طرف سے کی جاسکتی ہے۔

③ صحیح احادیث میں صرف دو چیزوں میں نیابت کا ذکر ہے: ایک حج اور دوسرا صوم۔

اور دیگر عبادات میں نیابت ثابت نہیں ہے۔

تعبدات شرعیہ میں کوئی شخص دوسرے شخص کے قائم مقام نہیں ہو سکتا، مکلف کی جگہ غیر مکلف کا نہیں آ سکتا ہے، نہ شخص نیت کرنے سے اس کا عمل منتقل ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہبہ کرنے سے ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وَرَزِرُ أُخْرَى﴾ "کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔"

﴿وَأُنْ لَيْسَ لِلِّإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ "اور انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔"

(سورہ النجم، آیت ۳۹، ۴۸)

نیز نیابت کا عمل، عقل اور حکمت کے بھی خلاف ہے، کیونکہ بندگی کی روح تقویٰ اور اخلاص ہے، عجز و انکساری خشوع و خضوع حضور قلب اور نیابت الٰی اللہ یہ سب صفات، عامل کیسا تھا مخصوص ہیں، کیونکہ یہ دل کے اعمال ہیں جو صاحب دل ہی کے ساتھ متصف ہو سکتے ہیں اس لئے نائب کسی طرح کبھی وہ دلی کیفیات اپنے اندر نیابت کے وقت پیدا نہیں کر سکتا جو منوب عنہ (یعنی جس کی

طرف سے نیابت کی جا رہی ہے اس) کے ساتھ مخصوص ہیں، یہ تو ممکن ہے کہ مالی عبادات میں کوئی دوسرے کی طرف سے زکوٰۃ اور قرض ادا کر کے منوب عنہ کو سکد و ش کر دے لیکن دیگر عبادات میں تو اس قسم کی نیابت ممکن ہی نہیں کیونکہ اعمال کی قبولیت کیلئے جن اوصاف کی ضرورت ہے نائب ان میں نیابت کر بھی نہیں سکتا۔

اگر نیابت عبادات بدنیہ میں جائز ہوتی تو اعمال قلبیہ میں بھی درست ہونی چاہئے تھی جیسے ایمان، صبر، شکر، رضا، توکل، خوف و رجا وغیرہ، اور اگر یہ سلسلہ اسی طرح دراز ہوتا گیا تو سارے دین ہی نیابت پر چل سکتا ہے۔ پھر نہ فرد کے ایمان کی اہمیت، نہ اعمال کیلئے ریاضت کی حاجت، نہ صبر و استقامت کی ضرورت، بس دین کے سارے امور نیابت اور وکالت کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ذریعے طے پاتے رہیں گے، اور اس طرح نہ اصل قاتل سے قصاص کی ضرورت، نہ اصل مجرم پر حدود کے اجراء، بس نائیں کافی رہیں گے۔

## نیابت کا مشروع طریقہ

نیابت کی بابت صحیح احادیث کے مجموعے سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف حج اور صوم میں نیابت جائز ہے، باقی امور میں نہیں۔

چنانچہ بخاری شریف میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

((أَنَّ اُمَّرَأَةً مِنْ جَهْنِيَّةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحْجُجَ فَلَمْ تَحْجُجْ حَتَّى مَاتَتْ أَفَأَحْجُجُ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، حُجَّيْ عَنْهَا أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دِينٌ أَكْنَتْ قَاضِيَّةً أَقْضُوا اللَّهَ، فَاللَّهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ))

”قبیلہ جبیہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھیں اور حج کے بغیر اتنا کال کر گئیں ہیں، کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بتاؤ، اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہیں کرتیں؟

السائل ثواب بایہا العصیر امنہ المصلح اف دالسلم کافہ

اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرہا اللہ تعالیٰ اپنے حق کے حق کے فاکا زیادہ مستحق ہے۔<sup>①</sup>  
مسلم شریف کی روایت میں حج کے علاوہ ایک ماہ کے صوم کا بھی ذکر ہے۔

چنانچہ یوں ارشاد ہے:

سیدنا بریڈہ بن حصیب بن عبد اللہ بن عثیمین سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا، اتنے میں ایک عورت آئی اور کہنے لگی: ((یا رَسُولَ اللَّهِ أَعْلَمُ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ: صَوْمُ مِنْ عَنْهَا قَاتَلَ إِنَّهَا لَمْ تَحْجَّ قَطُّ أَفَأَحْجُّ عَنْهَا قَالَ: حَجَّيْتُ عَنْهَا))، ”یا رسول اللہ! میری والدہ انتقال کر گئی ہیں اور اس پر ایک ماہ کے صوم رہ گئے ہیں کیا میں ان کی طرف سے صوم رکھوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ان کی طرف سے صوم رکھو۔ پھر سوال کیا کہ ان پر حج بھی رہے یا ہے، کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی طرف سے حج کرو۔<sup>②</sup>

ندکورہ حدیث میں صوم اور حج دونوں کو ادا کرنے کا ذکر آیا ہے۔

زندہ کی طرف سے نیابت کیلئے اس کے بغیر اور عدم استطاعت کی شرط ضروری ہے یعنی آدمی زندہ ہو لیکن اتنا مجبور و معدور ہو کہ اپنا فرش خود پورا نہ کر سکتا ہو تو اپنی زندگی ہی میں کسی کو ناجائز فرش کی ادائیگی سے سبکدوش ہو سکتا ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں یوں ذکر ہے:

((یا رَسُولَ اللَّهِ أَعْلَمُ إِنَّ فَرِیضَةَ اللَّهِ عَلَى عَبادِهِ فِي الْحَجَّ أَذْرَكَتْ أُبُو شَيْخَ حَمَّادًا لَا يَشْبُثُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحْجُّ عَنْهُ قَالَ: نَعَمْ، وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ))، ”ایک عورت نے کہا، میرے والد پر حج فرش ہے، لیکن وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتے کیا میں اپنے والد کی

① | صحیح بخاری، کتاب الحج، باب الحج و النذر عن المیت (۱۷۲۰)، و الأیمان (۵۰۵)، و مکتب الإعتماد باب الكتاب والسنة (۶۷۷۱)، سنن النسائي، کتاب مناسك الحج، باب الحج عن المیت الذي لم يحج (۲۵۸۶)، مسنون أحمد (۲۳۴۷)، مسنون أبو حمزة (۲۴۲۷)، سنن الدارمي، کتاب النذور والأیمان، بباب النذر، بالذرا (۲۰۵۵)

② | صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت (۱۹۳۹)، جامع الترمذی، کتاب الزکاة (۶۰۳)، سنن أبي داؤد، کتاب الوھا (۲۱۸۷۸)، سنن ابین ماجہ، کتاب الصیام (۱۷۴۹)، مسنون أحمد (۲۱۹۰۴۰۲۱۸۷۷)، سنن ابین داؤد، کتاب الوھا (۲۴۹۲)، سنن ابین ماجہ، کتاب الصیام (۲۸۷۷)

طرف سے حج کرو؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“<sup>①</sup>

اس صورت کو حج بدل کہا جاتا ہے جس کیلئے ضروری ہے کہ حج بدل کرنے والا شخص پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔ جیسا کہ سنن ابی داؤد میں موجود ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے سنا وہ کہہ رہا ہے: ”لَيْكَ عَنْ شُبُرْمَةَ“ شبرمہ کی طرف سے میں حاضر ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مَنْ شُبُرْمَةَ قَالَ أَخْ لِيْ أُوْقِرِبْتَ لِيْ قَالَ حَجَجْتَ عَنْ نَفْسِكَ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: حَجَّ عَنْ نَفْسِكَ ثُمَّ حَجَّ عَنْ شُبُرْمَةَ“ شبرمہ کون ہے؟ اس نے کہا میرا بھائی یا میرا قربی ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تو نے اپنا حج ادا کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا پہلے اپنا حج ادا کر دی پھر شبرمہ کا حج کرنا۔<sup>②</sup>

اگر اولاد والدین کی طرف سے ان کی وصیت یا بغیر وصیت کے حج کرے تو جائز ہے، اسی طرح والدہ یا والد نے صدقہ دینے کا پختہ ارادہ کر لیا اور فوت ہو گئے تو اولاد کو انکی طرف سے صدقہ دینا چاہئے۔ البتہ حج پنج کے سواد و سرے کی طرف سے بھی ہو سکتا ہے۔

## صوم میں نیابت کی دلیل

حج کی طرح صوم میں بھی نیابت جائز ہے، البتہ اس میں ضروری ہے کہ منوب عنہ (جس کی طرف سے نیابت کی جائے اس) کی وفات ہو چکی ہو۔ زندہ شخص کی طرف سے صوم رکھنے کی اجازت ثابت نہیں۔

چنانچہ بخاری شریف میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ ایک عورت رسول

① صحیح بخاری، کتاب الحج، باب وجوب الحج وفضله (۱۷۲۲، ۱۷۲۱، ۱۴۱۷)، و المغازی (۴۰۴۸)، والستاذان (۵۷۶۰)، مسلم، کتاب الحج (۲۳۷۶، ۲۳۷۵)، جامع الترمذی، کتاب الحج (۸۵۰)، سنن النسائي، کتاب مناسك الحج (۲۵۸۸)، سنن ابی داؤد، کتاب المناسک (۱۵۴۴)، سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک (۲۸۹۸)، مستند احمد (۱۷۲۰، ۱۷۱۶)، مؤطراً إمام مالک، کتاب الحج (۷۰۳)، سنن الدارمی، کتاب المناسک (۱۷۶۲، ۱۷۶۱)،

② سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب الرجل يحج عن غيره (۱۵۴۶)، سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب الحج عن البيت (۲۸۹۴)، (قال الشیع الألبانی : صحیح)

## ایصال ثواب یا بہا الصیر امنہا المصطفی و السلم مکافہ

اللہ علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگی: ((بَارَسُولُ اللَّهِ أَكَبَرَ إِنَّهُ كَانَ عَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ أَفَأَصُومُ عَنْهَا؟ قَالَ: صُومِي عَنْهَا، قَالَتْ: إِنَّهَا لَمْ تَحْجَ قَطُّ أَفَأَسْخُجُ عَنْهَا؟ قَالَ: حُجَّيْ عَنْهَا))  
”یا رسول اللہ! علیہ السلام میری والدہ انتقال کر گئیں ہیں اور ان پر ایک ماہ کے صوم رہ گئے ہیں کیا میں اپنی والدہ کی طرف سے صوم ادا کر دوں؟ تو رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ”ہاں کیوں نہیں۔“ ①

اگر کسی کے ذمہ فرضی صوم رمضان المبارک کے یا کفارہ یا نذر کے ہوں اور ان کی ادائیگی کے بغیر وفات پا جائے تو ولیٰ قربیٰ رشتہ دار اسر پرست پر لازم ہے کہ وہ میت کی طرف سے ان کو پورا کرے یعنی صوم رکھے یا تم ازام اس صوم کے عوض ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلائے۔ چنانچہ اسی طرح ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ علیہ السلام سے مردوی ہے رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا: ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ)) یعنی جو مر جائے اور اس پر صوم ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے صوم رکھے۔ ②

حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اس حدیث کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ بعض ابل ظاہر صوم کی قضا کے وجوب کے قائل ہیں۔

## نیابت اور اہداء کا فرق

بعض راخوان ایصال ثواب کے ثبوت میں حج بدل، نیز صوم اور صدقہ والی احادیث کا ذکر کرتے ہیں جبکہ نیابت اور اہداء میں زمین و آسمان کا فرق ہے، نیابت میں عامل اپنے آپ کو دوسرا شخص کے قائم مقام قرار دیتا ہے مثلاً حج، جس میں یوں کہتا ہے ”لَيْكَ عَنْ فُلَانِ“ اے اللہ تعالیٰ میں فلاں شخص کی طرف سے حاضر ہوں، یادل میں نیت کرے کہ میں فلاں کی طرف سے حج کر رہا

① صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب قضا، الصیام عن المیت (۱۹۲۹)، جامع الترمذی، کتاب الزکۃ، باب ماجا، فی المتصدق برث صدقته (۶۰۳)، سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب فی الرجل یهدی الہمہ ثم یوصی له بھاؤ برینہا (۲۴۹۲)

(۲۸۷۷)، سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام (۱۷۴۹)، مسنند احمد، مسنند الاصفار (۲۱۹۵۴، ۲۱۸۷۸)

② صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من مات و علیہ صوم (۱۸۱۶)، مسلم، کتاب الصیام، باب قضا، الصیام عن المیت (۱۹۳۵)، سنن ابی داؤد، کتاب الصوم (۲۰۴۸)، والایمان (۲۸۷۹)، مسنند احمد (۲۲۶۵)

## الیصال ثواب مکتبہ صار الفکر الفحصیہ للتدقیقۃ والتألیف

ہوں۔ اور اہداء ثواب کی صورت یہ ہے کہ حج اپنی طرف سے کرے اور بعد میں کہے ”یا اللہ تعالیٰ“ میرے اس حج کا ثواب فلاں خخف کو دیدے، پہلی شکل تو ثابت و منصوص ہے۔ اور دوسرا شکل بقول شیخ آمیل شہید بَشَّاشَ بْنُ عَلِيٍّ بَعْدَتْ هَقِيقَةٍ ہے، چنانچہ ”ایضاح الحق الصریح فی أحكام المیت والضریح“ میں تحریر فرماتے ہیں: کہ زندوں کا مردوں کو عبادات کا ثواب بخشنا بعثت هقیقیہ ہے بخلاف مالی عبادات میں نیابت کے کہ وہ اصل میں صحیح ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بَشَّاشَ بْنُ عَلِیٍّ بھی عبادات میں حج اور صدقہ کے علاوہ ایصال ثواب کے قائل نہیں۔

علام حنبلہ بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ بَشَّاشَ کا قول لفظ کرتے ہیں، اور فرماتے ہیں:

((وقال شیخنا لم يكن من عادة السلف إهداء ذلك إلى موتى المسلمين بل كانوا يدعون لهم فلا ينبغي الخروج عنهم))

”مردوں کو ثواب بخشنا اہل سلف کا دستور نہ تھا، وہ صرف ان کیلئے دعا کرتے تھے۔ لہذا ان کے طریقہ سے نکلتا جائز نہیں۔“

نیز موافقات میں علامہ ابو اسحاق بَشَّاشَ کا یہ قول نکلتا جامع ہے کہ ”اہداء ثواب کے منع کی تین وجہیں ہیں:

**① اول:** شریعت میں مال کے ہبہ کا ثبوت ہے، ثواب کے ہبہ کا نہیں۔

جب اہداء ثواب کی کوئی دلیل نہیں ہے، تو اس کا قائل ہونا بھی غلط ہے۔

**② دوم:** ثواب اور عقاب، شارع عَلِیٰ اللہُ عَلَیْهِ الرَّحْمَةُ وَالْمَغْفِلَةُ کے مقرر کردہ ہیں، نیز جزاً عمل کے تابع ہے، جیساً عمل و لیکی جزاً ”جَزَاءٌ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ“ بدله بے اس کا وجودہ عمل کرتے تھے۔ اس میں عامل کو کوئی اختیار نہیں۔

**③ سوم:** ثواب اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے، عامل کو اس میں تصرف کا کوئی اختیار نہیں۔ لہذا اپنے عمل کے ثواب کو کسی دوسرے کیلئے ہدیہ اور ہبہ کرنے کا عامل کو حق نہیں۔

## شہہات اور ان کا زال

کسی بھائی کو یہ شہہ نہ ہونا چاہئے کہ ثواب کی طرح مال بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور جب مال کا ہبہ کرنا جائز ہے تو ثواب کا ہبہ کرنا بھی جائز ہونا چاہئے، چونکہ یہ شہہ حقیقت کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ مال تو ایک محسوس و مقبوض اور قابلِ انتقال چیز ہے ایک کے قبضے سے لے کر دوسرے کے قبضے میں دیا جا سکتا ہے، لیکن ثواب تو غیر محسوس اور غیر مرئی چیز ہے اور دل کی اس کیفیت کے تابع ہے جو عاملِ عمل سے حاصل ہوتی ہے۔ لہذا اس کا انتقال منوع و محال ہے اس لئے ثواب کو مال پر قیاس کرنا ہی صحیح نہیں ہے، یہ صحیح ہے کہ جزاً عمل کے تابع ہے، لیکن عامل و جزاً سے انتفاع (نفع) اور استمتع (فائدہ حاصل کرنے) کا حق ہے نہ کہ انتقال، ہبہ و اہدا کا۔ اس فرق کو ہمیشہ ذہن لشیں رکھنا چاہئے تاکہ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

نیز عامل کو خونہیں معلوم کہ اس کے عمل کا بدل (ثواب) اسے ملے گا یا نہیں، کیونکہ ثواب عطا کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، لہذا جب کسی انسان کے اختیار میں یہ چیز نہیں ہے تو پھر آپ خود بتا میں کہ وہ دوسروں کو کیسے عطا کر سکتا ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور اس کا ثواب امت کو پہنچایا تو یہ قیاس بھی بھل اور غلط ہے، رسول اللہ ﷺ کی حیثیت امت کیلئے ایسی ہے جیسے گھروالوں کیلئے ولی کی، جس طرح ایک شخص اپنے پورے گھروالوں کی طرف سے قربانی کر سکتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنی اور اپنے آل اور اپنی امت کی طرف سے قربانی کی، اس کا حق تو سب سے زیادہ آپ ﷺ کی کو پہنچتا تھا آپ ﷺ سب سے اولیٰ یہی جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿الَّذِي أُولَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ "نبی مومنوں کے ان کے اپنے آپ سے زیادہ حقدار ہیں۔"

(سورۃ الأحزاب: ۶)

اس حدیث سے اہداء ثواب پر استدلال کرنا غلط اور بے محل ہے، کیونکہ اس سے نیابت ثابت ہوتی ہے کہ اہداء نیابت اور اہداء دوالگ الگ چیزیں ہیں۔

## میت کی طرف سے قربانی

میت کی طرف سے قربانی کرنے کے بارے میں سلف کی و مختلف جماعتیں رہی ہیں۔ ایک جماعت حسب ذیل حدیث کو دلیل میں پیش کر کے میت کی طرف سے قربانی کرنے کو جائز اور درست قرار دیتی ہے۔

جبکہ دوسری جماعت نے حسب ذیل روایت جو سند ضعیف ہے، اس حدیث کو پیش کر کے دلیل لی ہے کہ کسی فوت شدہ کی طرف سے قربانی کرنے کی کوئی صحیح، صریح و مرفوع حدیث نہیں ہے، اس لئے میت کی طرف سے قربانی کرنا درست نہیں ہے۔

اس بارے میں جناب عبداللہ بن مبارک رض کا قول ہے: ((أَحَبَ إِلَى أَنْ يَتَصَدَّقُ عَنْهُ وَلَا يَضْحَى، وَإِنْ ضَحَى فَلَا يَأْكُلُ مِنْهَا شَيْئًا وَيَتَصَدَّقُ بِهَا كَلَّهَا۔ انتہی، وَهَذَا فِي شَرْحِ السَّنَةِ لِإِلَامِ الْبَغْوَى)) ”یعنی میت کی طرف سے صدقہ ہے، قربانی نہیں، اگر کوئی میت کی طرف سے قربانی کرتا ہے تو اس سے کچھ نہ کھائے بلکہ پورا صدقہ کر دے۔

وہ روایت بھی سند ناتائب نہیں ہے جس میں ذکر ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رض ہمیشہ دو جانور کی قربانی کیا کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ جو شن ابی داؤد اور جامع ترمذی کی ایک ضعیف روایت ہے جو جناب حنش بن المعتمر سے مردی ہے، فرماتے ہیں: ((رَأَيْتُ عَلِيًّا يَضْحَى بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْ صَانِي أَنْ أَضْجَحَنِي عَنْهُ فَإِنَّا أَضْجَحُنَّ عَنْهُ))

”جناب حنش بن المعتمر رض فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رض کو دو دنبے قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایصال ثواب بابها المظير أسوام الصنائع والسلم كافية

نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے قربانی کیا کروں، لہذا میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ”بھی“ قربانی کرتا ہوں۔” ⑦ (یہ روایت سندا ضعیف ہے۔)

اس حدیث سے دلیل لی جاسکتی تھی مگر افسوس ہے کہ یہ حدیث سندا ضعیف ہے، امام ترمذی حافظ ابن حجر، امام ذہبی، اور شیخ البانی نے تحقیق مخلوقة (۱/۳۶۰)، الفتح الربانی (ج ۳/ص: ۳۵۹)، المرعاۃ شرح مشکاة (ج ۳/ص: ۱۰۹)، الرحمۃ شرح مشکاة (ج ۳/ص: ۱۲۲)، این تمام محمد شیخ نے اس حدیث کی سندا ضعیف قرار دیا ہے۔

اس حدیث کی سندا میں چند خرابیاں ہیں جو حسب ذیل ہیں:

① شریک بن عبد اللہ : قال أبو داؤد بخطي، وقال أبو حاتم الرازي له أغالط وهو ضعيف. یہ کہہ کر سخت تضعیف کی ہے۔

② أبوالحسناء الكوفي (الخشش)، مجھول، قال الذهي : ”لا يعرف“

③ الحكم بن عتبة: قال ابن حبان: ربمادلس.

④ حنش بن المعتمر: له أوهام ويرسل، قال علي بن المديني: لا أعرفه، قال البخارى يتكلمون في حديثه ، وقال النسائي : ليس بالقوى.

| (دیکھی: تغیر التهذیب (۸۰۸۶)، تهذیب الکمال (۷۲۱۷))

لہذا اس عنوان پر کوئی مرفوع روایت نہیں ہے، اس لئے یہ حدیث قابل استدلال نہ ہوگی، اگر صحیح بھی ہوئی تو بھی یہ صرف سیدنا علی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے خاص وصیت تھی نہ کہ امت کیلئے۔

**ملاحظہ:** اس مسئلہ کی پوری تفصیلی معلومات کیلئے میری تصنیف کردہ کتاب ”مسائل عیدین“، مع التحریج کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

① اسنن أبي داود ج ۲ / ص: ۳۸۵، كتاب الصحايا، باب الأضحية عن النبي (ص: ۲۷۹۰، ۲۴۰۸)، جامع الترمذی ج ۱ / ص: ۱۸۰، كتاب الأضاحی، باب ماجا، فی الأضحیة عن المیت (ص: ۱۵۲۸، ۱۴۱۵)، سندا ضعیف (ج ۱ / ص: ۱۵۰)، سنن للبيهقي الكبرى ج ۹ / ص: ۲۸۷ (ص: ۱۸۹۶۷)، شرح معانی الآثار (ج ۴ / ص: ۴۶۷)، تحفة الأحوذی (ج ۵ / ص: ۶۵)، (قال الشیخ الابانی ”ضعیف“)

## فاتحہ اور ایصال ثواب

کچھ لوگ مر وجدہ رسم فاتحہ کے ثبوت میں بدایہ الحرمین میں منقول فتاویٰ کے حوالہ سے یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے جناب ابراہیم جب فوت ہوئے تو سیدنا ابوذر ۃ بن عٹا خشک کھجور اور دودھ جس میں جو کی روئی تھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے آپ ﷺ نے اس پر سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص تین بار پڑھی پھر باتھا کرو عافر مانی اور چہرے مبارک پر باتھ پھیرا اور سیدنا ابوذر ۃ بن عٹا سے فرمایا: تقصیم کرو میں نے اس کا ثواب اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشنا ہے۔

یہ سارا قصہ سراہ موصوع اور من گھڑت ہے بلکہ موجودہ رسم تھا کو سامنے رکھ کر کمال بوشیاری سے اس کو سجا لایا گیا ہے جس کی کوئی اصل ہے نہ ثبوت، بدایہ الحرمین میں بھی اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔

عبدالحق صاحب لاهوری کے فتاویٰ جلد دوم (ص ۳۶۲) میں اس قصہ کی باہت ایک استفتہ، اور اس کا جواب موجود ہے جس کو یہاں تتمہ اُتلیجا جاتا ہے۔

**سوال:** ہم نے بدایہ الحرمین میں دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کے سوم اور دسویں و بیسویں چھلم وغیرہ میں چھوپا رے وغیرہ پر فاتحہ دیا اور اصحابوں کو کھلایا پس ہمارے زمانے میں چھوپاں وغیرہ کرنے سے چھلم و دسویں و بیسویں میں مانع ہوتے ہیں کیسا ہے؟

**جواب:** هو المصوب : یہ قصد جو بدایہ الحرمین میں لکھا ہے محض نعلط اور منگھڑت ہے، کتب معتبرہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ (والله أعلم)

احمد الراجی غفرله القوى أبو الحسنات محمد عبد الحق تجاوز عن ذنبه الجلى والخفى

## یہ امور بدعت ہیں

بعض علاقوں میں رواج ہے کہ میت کے گھر تمام برادری کے لوگ دسویں، بیسویں یا سالانہ کی فاتحہ کے نام سے جمع ہو کر کھانا کھاتے ہیں اور جو ایسا نہیں کرتا اس کو بدنام کرتے اور برداشتے ہیں۔ اس طرح کے کاموں کو علماء اسلام نے بدعت قرار دیا ہے۔ خیر القرون میں ان چیزوں کا وجود نہیں ملتا۔ اس ضمن میں دیوبند کے ایک بڑے عالم دین رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتوی ملاحظہ فرمائیں:

**سوال:**

حسب مروجہ دستور برادری اہل میت کے بیان جا کر فاتحہ پڑھنا اور پگزی جوڑا دینا درست ہے یا نہیں؟

**الجواب:**

یہ سب امور بدعت اور نادرست ہیں۔ البتہ سرف تعزیت کیلئے جانا درست ہے، اگر فتن کفن میں شریک نہ ہوا ہو تو۔ فقط اللہ تعالیٰ علیم۔ (فتاویٰ رشید یہ حصہ سوم ص ۹۳)

**سوال:**

ایک شخص نے حسب معمول مروجہ دسویں کو بیسویں کو یا برسی، ششماہی کو کھانا پکانا یا نیت اس کی یہ ہے کہ فقراء کو کھلاؤں گا اور برادری کو بھی، تاکہ رسم برادری بھی ادا ہو جاوے اور ثواب بھی ہوئی برادری و دوست احباب نے جو کچھ کھایا، تو وہ طعام میت کے حکم میں ہے یا نہیں، اس پر طعام المیت: میت القلب جاری ہو گا یا نہیں؟

**الجواب:**

جس قدر فقراء کو کھلایا یا بشرط نیت خالصہ کے ثواب پہنچا گا اور غلط رام کا گناہ بھی ہو وے گا۔ اور جو طعام برادری کو کھانا مکروہ ہے، اور امانت قلب بھی اس میں حاصل ہے نہ کھانا چاہئے،

ایصال ثواب مکتبہ صادق الفکر، الفیضیہ للتحقیقۃ، والتالیف

خواہ غنی ہو یا فقیر، ایسا طعام مکروہ ہے۔ فقط ..... رشید احمد

(فتاویٰ رشید یہ حصہ دوم، ص: ۱۲۳، طبع تدبیح خانہ رحیمیہ دہلی)

ناظرین کرام! لگنگوہی صاحب کے مذکورہ دونوں فتووں سے پتہ چلتا ہے کہ میت کے گھر والوں کا جمع ہو کر فاتحہ خوانی کرنا، پھر کھانا کھانا بدعۃ و مکروہ ہے۔ میت کے گھر صرف تعزیت کیلئے وہی شخص جا سکتا ہے جو نہن فتن میں شریک نہ ہوا ہو۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ یہ کام بدعۃ ہے، اس سے بچنا اور اس کو چھوڑ دینا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

### ملاحظہ :

ہمارے علاقے میں عام طور پر یہ ستور چلا آ رہا ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب اور دوست و احباب میت کے گھر یا مسجد میں جمع ہو کر قرآن خوانی کرتے ہیں، چیزوں (یعنی اٹلی کے بیچ) پر کلمہ پڑھا جاتا ہے وغیرہ۔

اسی طرح میت کی تدفین کے اگلے دن قرآن خوانی کرائی جاتی ہے، اور میت کے گھر والوں کی طرف سے کھانے کا اہتمام بھی ہوتا ہے، جس میں نام نہاد مدارس کے طلباء عزیز واقارب، دوست و احباب، رشتہ دار اور برادری کے افراد شامل کئے جاتے ہیں، اور یہ وہ کام میں جنہیں ضروری اور لازم سمجھا جاتا ہے۔

جو شخص ان کاموں کو نہیں کرتا اس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کی جاتی ہیں اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نے کوئی دینی و شرعی فریضہ انجام نہیں دیا ہے، اس کا عقیدہ خراب ہے یا گمراہ ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔

مسلمان بھائیو! آپ نے اپنے معاشرے میں جب سے آنکھیں کھولیں ہیں یہ کام ہوتے دیکھے ہیں، ان کاموں کے صحیح ہونے کی آپ کے پاس یہی ایک دلیل ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ کوئی مولوی، کوئی حافظ، کوئی حاجی اور کوئی مصلی ان کاموں کو منع

نہیں کرتا، اگر یہ صحیح نہیں ہیں تو یہ لوگ کیوں خاموش ہیں۔ لیکن کیا آپ نے کبھی یہ جانے اور معلوم کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اصحاب شیخوں نے یا امامان دین پڑھنے کے ہیں یا نہیں، اگر آپ یہ جانے اور معلوم کرنے کی کوشش کرتے اور ضرور کرنی چاہیے، تو آپ کو معلوم ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کی پیاری یہوی سیدہ خدجۃ الکبریٰ شیخوں کا انتقال ہوا، آپ ﷺ کی تین بیٹیوں کا انتقال ہوا، آپ ﷺ کے پچھا (سید الشہداء) سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت ہوئی، مگر رسول اللہ ﷺ نے نتو قرآن خوانی کرائی، نہ اگلے دن کھانا کھلا یا اور نہ ہی کلمہ کا ورد کرایا، اور اسی طرح آپ ﷺ کے صحابہ کرام شیخوں اور امامان دین پڑھنے بھی یہ سب کام نہیں کئے۔ لہذا یہ شریعت مطہرہ میں دخل اندازی ہے، جو شرعاً جائز نہیں۔

اس سلسلے میں ہم آپ کی خدمت میں علماء دیوبند کے چند فتویٰ اور تحریریں پیش کر رہے ہیں، تاکہ آپ کو ان کاموں کی شرعی حیثیت معلوم ہو جائے۔

## اکابرین دیوبند کے مزید فتاوے

بندوستان میں دیوبندی حضرات کا تعلیمی مرکز ”دارالعلوم دیوبند“ ہے، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کے نام سے کئی صحیم جلوں میں مفتیان دارالعلوم دیوبند کے فتاوے شائع ہوئے ہیں۔  
ملاحظہ فرمائیں:

### سوال :

[3139] تیسرے دن جو میت کیلئے پختے پڑھے جاتے ہیں اور قرآن شریف دو یا زیادہ فتح کے جاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے اور اگر بجاۓ تیسرے دن کے مثلاً چوتھے دن یا دوسرا دن پختے پڑھے جائیں تو پھر بھی رسم پڑھاوے گی، اس وقت کیا حکم ہوگا۔ اور کھانا آگے رکھ کر فاتحہ پڑھنا اور عکیار ہویں کرنا جائز ہے یا نہیں؟۔

## الجواب :

یہ رسم تیسرے دن پختے پڑھنے کی اور ختم قرآن شریف خیر القرون میں ثابت نہیں ہوئی اور اب اس کا الترام اس درجہ ہو گیا ہے کہ عوام اس کو ضروری سمجھتے ہیں اس لئے اس کو ترک کرنا چاہیے اور اس رسم کو تو زنا جا بیے اور کوئی دن اسی طرح لازم ہو جاوے اور رسم ہو جاوے اس کو بھی چھوڑ ناضروری ہو جاوے گا اور جو طریقہ سلف سے ثابت نہ ہو اس کو لازم کر لینا اگر چہ اعتقاد نہ ہو صرف عملہ ہو وہ بھی واجب الترک ہے اور فاتحہ کھانا آگے رکھ کر بھی جائز نہیں ہے۔ اسی طرح گیارہویں بھی جائز نہیں۔

جملہ رسوم اس قسم کے جن کو شارع ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ اور ائمہؓ و ائمہؓ دین یعنی نہیں کیا اور اس کا حکم نہیں دیا، ناجائز اور بدعت ہیں، مگر کفر و شرک نہیں ہیں۔

بحوالہ : [ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ۵، ص: ۲۳۶، ۲۳۷]، مطبوعہ زکریا بکڈپور، دیوبند]

مذکورہ بالافتوحہ کو بار بار پڑھنے، کتنی وضاحت سے مفتی دارالعلوم دیوبند نے یہ بات لکھ دی ہے کہ دوسرے تیسرے یا پچھے دن میت کیلئے ختم قرآن اور پختے پڑھنے کا کوئی ثبوت رسول اللہ ﷺ اور ائمہؓ و ائمہؓ دین یعنی نہیں ملتا ہے، اس لئے یہ سب کام ناجائز اور بدعت ہیں۔

دیوبندی عالم (علامہ ڈاکٹر عبدالحی صدیقی عارفی صاحب نے "اکاوم میت" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے جو کتب خانہ ریمیہ، دیوبند سے شائع ہوئی ہے، علامہ موصوف حلقہ دیوبند میں "حکیم الامت" کے لقب سے معروف عالم دین مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، مصنف (بہشتی زیور) کے خلیفہ مجاز ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں:

## سوال:

قبرستان سے واپسی پر اسی دن یا دوسرے دن یا تیسرے دن جمع ہو کر قرآن کریم یا آیت

## الیصال ثواب بایهٰ الصنیف امن، المصطفیٰ افاد السلم مکافۃ

کریمہ یا کلمہ طیبہ کا ختم ہوتا ہے جس کیلئے اب تو اخبارات وغیرہ میں اشتہارات دئے جاتے ہیں پھر اجتماعی الیصال ثواب اور دعا کے بعد حاضرین کو کہیں کھانا کہیں نقد اور کہیں شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہیں۔

### الجواب:

اول تو اس خاص طریقے سے جمع ہو کر ختم اور الیصال ثواب کی رسم کا شریعت میں کہیں ثبوت نہیں، اس لئے بدعت ہے۔

[احکام میت (ص ۲۲۸)]

خانوی صاحب کے خلیفہ ڈاکٹر عارفی صاحب نے کتنی وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ یہ کام جن کاررواج ہمارے معاشرے میں چلا آرہا ہے، ان کا شریعت میں کہیں بھی ثبوت نہیں ہے، اس لئے یہ بدعت ہے۔

دیوبندی مسلک کے بڑے عالم مفتی رشید احمد صاحب کے فتاویٰ "احسن الفتاویٰ" کے نام سے کئی صحیح جلدوں میں "دارالاشاعت دہلی" نے شائع کیا ہے، احسن الفتاویٰ کی جلد ۸ / میں مردوجہ قرآن خوانی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کئی صفحات پر مشتمل بڑا تفصیلی جواب موجود ہے۔ ہم ذیل میں وہ سوال اور جواب کا خلاصہ مفتی رشید صاحب ہی کے الفاظ میں درج کر رہے ہیں۔

### سوال:

آج کل جو قرآن خوانی کا رواج عام ہو چکا ہے مثلاً نیا گھر لیا جائے تو قرآن خوانی کی جاتی ہے۔ دوکان کا افتتاح ہو تو قرآن خوانی کی جاتی ہے، کسی کا چبلم ہو تو قرآن خوانی یا پھر سوئم ہو تو قرآن خوانی، تاکہ مرنے والے کو ثواب پہنچے اور بعض دفعہ تو اس کا اعلان اخبار میں بھی کیا جاتا ہے اور لوگ دور دور سے صرف قرآن خوانی کیلئے آتے اور جاتے ہیں تو فرمائیے کہ یہ قرآن خوانی کا عمل کیسا ہے، کیا اس کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث سے ملتا ہے؟ یا پھر بے اصل بدعت ہے؟ اس میں ہمارے دوست و احباب یا خاندان کے لوگ شرکت کریں یا نہیں؟ کیا ہم اس عمل میں خود شریک ہو کر گناہ کے مرتكب تو نہیں ہو رہے ہیں؟ بینوا و تؤجروا۔

## الجواب : باسم ملهم الصواب :

ان روایات سے ثابت ہوا کہ مردوج قرآن خوانی بدعت و ناجائز ہے، قرآن و حدیث اور قرون مشہود لہا باخیر میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس میں شریک ہونا جائز نہیں۔

(الحسن الفتاوى، جلد ۸ (۱۶۷ - ۱۶۲))

جیسا کے ہم نے ذکر کیا کہ جواب بہت طویل ہے، طوالت سے بچنے کی خاطر ہم نے پورا جواب درج نہیں کیا، مفتی رشید صاحب نے تفصیلی جواب میں حدیث و فقہ کی کتابوں سے تقریباً دس عبارتیں جن میں بخاری و مسلم سے تین حدیثیں اور حنفی فقہاء کی کتب سے ان کے فتاویٰ اور فصیلے تحریر کئے ہیں۔ جسے مزید تفصیل جانے کا شوق ہوتا وہ اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دیوبندی عالم مفتی رشید احمد صاحب نے بھی دوکان و مکان اور میت کیلئے مردوج قرآن خوانی کو بدعت و ناجائز قرار دیا ہے۔

دیوبندی بھائیو! غور فرمائیں، سوچیں اور تحقیق کریں کہ آپ جو کام دین کے نام پر کر رہے ہیں، کہیں وہ بدعت و خرافات اور غیر شرعی تو نہیں۔ میت کیلئے مردوج قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ وغیرہ کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں، صحابہ کرام رض نہیں ہے۔ اسی طرح چاروں اماموں رض سے بھی نہیں اور دیوبندی علماء نے بھی ان کاموں کو بدعت و ناجائز بتلایا ہے۔ اتنی وضاحت اور حقائق کو جان لینے کے بعد بھی کیا آپ ان رسول کو نہیں چھوڑیں گے؟ ہم نے آپ تک دین حق پہنچا دیا، ہماری ذمہ داری پوری ہو گئی، اب آپ سوچئے کہ ان رسولوں کو انجام دے کر آپ کس کی پیرودی کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کاموں کو کرنا اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے، صحابہ کرام رض کے راستے کے خلاف چلتا ہے اور ائمہ دین رض کی مخالفت ہے، یہ سب کام کر کے آپ کس منہ سے روز قیامت اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

سوچ لیں اور چھوڑ دیں ان رسولوں اور بدعتوں کو، کہ اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور دینا

ایصال ثواب یا یہا العتیر امنہ المصطلح افاد السلم مکافہ

وآخرت کی کامیابی ہے۔

ہندوستان میں مفتی کفایۃ اللہ صاحب کو کون نہیں جانتا، مفتی صاحب دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے تھے ان کے فتاویٰ "کفایۃ المفتی" کے نام سے کئی جلدیوں میں شائع ہوئے ہیں، صرف ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

### سوال:

ایک صوفی شرع صاحب حال اپنے پیشوایان شریعت و طریقت کو دوسرے تیرے ماء ثواب رسانی کی غرض سے کلام مجید فرقان حمید اور کلمہ طیبہ سوالا کھر تباہ کا وظیفہ کرتا ہے اور قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کو کھانا لوجہ اللہ کھلاتا ہے۔ لیکن ان امور کو واجب اور فرض بھی نہیں سمجھتا، حض عمل مشائخ خیال کرتا ہے، دوسرے لوگ مکروہ، بدعت اور ناجائز کہتے ہیں کہ یہ فعل مشائخ نے کبھی نہیں کیا۔ لہذا یہ عمل جائز ہے یا مکروہ یا بدعت؟ (بینواو تو جروا، ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء)

### الجواب: [۲۵۵]

قرآن پڑھنے والوں اور کلمہ پڑھنے والوں کو کھانا کھلانا اجرت کا شائبہ رکھتا ہے۔ اس لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ تلاوت اور کلمہ خوانی کی اجرت لینا دینا جائز نہیں ہے۔

محمد کفایۃ اللہ کان اللہ لد - دہلی (کفایۃ المفتی جلد اول، صفحہ ۲۲۸-۲۲۷)

دیوبندی عالم مولا نامفتی رشید احمد صاحب ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔ مردوج قرآن خوانی کے موقع پر دعوت یا شیرینی کا بندوبست کیا جاتا ہے "المعروف کالمشروع" کے قاعدے سے یہ پڑھنے والوں کی اجرت ہے اور قرآن کریم پڑھنے کی اجرت دینے اور لینے والے دونوں گنہگار ہیں تو اس پر ثواب کی کیا توقع، اور جب پڑھنے والوں کو ثواب نہیں ملتا تو وہ میت کیلئے ایصال ثواب کیسے کر سکتے ہیں؟

دعوت یا شیرینی کو اتنا لازم کر رکھا ہے کہ اس کا انتظام نہ کرنے والے پطعن و تشنع کی

(اسن الفتاوی، جلد ۸/ صفحہ ۱۲۸-۱۲۹)

بھرماربوجی ہے۔

دیوبندی عالم مفتی رشید احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

سیدنا جریر بن عبد اللہ رض فرماتے ہیں "كَانَعِدُ الْإِجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيْتِ وَصَنْعَهُمُ الطَّعَامُ مِنَ النِّيَاحَةِ" یعنی ہم میت کے گھروالوں کے یہاں جمع ہونے اور ان کے طعام تیار کرنے کو "نوح" سمجھتے تھے اور نوح حرام ہے۔

(اسن الفتاوی، جلد ۸/ صفحہ ۱۲۹)

دیوبندی بھائیو! میت کے گھروالوں کی طرف سے کی جانے والی دعوت کی شرعی حیثیت ملاحظہ کرنے کے بعد بھی اس طرح کی دعوتوں کو جاری رکھنا کیا عمل ہے؟ کیا اب بھی آپ اس شخص کونفرت کی نظر سے دیکھیں گے جو اس طرح کی دعوت کا اہتمام نہیں کرتا، کیا اب بھی برادری میں ناک اوپنجی رکھنے اور نام و ری کیلئے ایسی دعوت کا اہتمام کریں گے جو اسلامی شریعت کے اعتبار سے ممنوع و ناجائز ہے۔

## آخری گزارش:

ہم نے اوپر علماء دیوبند کے جو فتاویٰ اور تحریریں پیش کی ہیں ان سے واضح ہو گیا کہ میت کیلئے مرد جو قرآن خوانی، بلکہ خوانی اور میت کے گھروالوں کی طرف سے دعوت غیرہ بدعت و ناجائز ہیں۔ اب ہمارے دیوبندی بھائی جوان سب کاموں کو کرتے ہیں، سوچیں اور غور فرمائیں کہ دین کی صحیح بات بڑی ذمہ داری کے ساتھ آپ تک پہنچادی ہے، اب ذمہ داری آپ کی ہے، قیامت کے دن کی جوابد ہی آپ کی ہے۔ اب آپ کے پاس کوئی عذر نہیں کہ ہم نہیں جانتے تھے یہ بات بھی یاد رکھئے کہ دین کے معاملات میں جب تک مسائل کی تحقیق اور معلومات نہ کر لیں زبان نہ کھولیں، دین وہ نہیں جو آپ کے معاشرے میں روایتی طور پر چلا آ رہا ہے، بلکہ دین وہ ہے جو قرآن و حدیث سے مأمور ہے۔

ہم نے جن کتابوں کے حوالے دئے ہیں وہ کتابیں ہمارے پاس الحمد للہ موجود ہیں،

## ایصال ثواب بایها الصبر امنوا المصطفى و اهل السلم مكافحة

اگر کسی کوئی شک و شبہ ہو تو بلا تکلف ہم سے رجوع کر سکتا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قرآن صحیح سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر طرح کے شرک و بدعاوں سے محفوظ رکھے۔ (لین)

### سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قصہ

سنن ابو داؤد میں ہے کہ ”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے الہب شہروالوں سے فرمایا تھا:

((مَنْ يَضْمَنْ لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّي لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَارِ حَتَّىْ أَوْأَرْبَاعَوْيَقُولُ هَذِهِ لَا بِيْ هُرِيرَةَ)) ”کون شخص اس بات کا عبد کرتا ہے کہ وہ میرے لئے مسجد عشار میں دو یا چار رکعت صلاۃ پڑھے اور یہ کہے کہ یہ ابو ہریرہ کیلئے ہے۔“ ①

اس قصہ سے ایصال ثواب کا ثبوت پیش کرنا کافی وجہ سے غلط ہے۔

**اول :** تو یہ روایت ہی نہایت ضعیف اور ناقابل استدلال ہے، اس میں ”ابراہیم بن صالح بن درہم“ راوی خخت ضعیف ہے۔

**دوم :** اس میں ایصال ثواب نہیں بلکہ نیابت ہے اور وہ بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حکم اور وصیت پر الہذا نیابت کو اہداء پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ میں ایک روایت اس طرح ذکر ہے جو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مردہ ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَمِيْتُ تُؤْفَى أَفِيتُفْعَهَا إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَنْهَا فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّ لِي مَخْرَفًا وَإِنِّي أَشْهِدُكَ أَنِّي فَدَّتَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا)) ”ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میری والدہ انتقال کر گئی ہیں اگر صدقہ کروں تو کیا ان کیلئے مفید ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں“ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر ایک باغ صدقہ کر دیا۔“ ②

① سنن أبي داؤد ۲/ ص: ۵۹۱، کتاب الملاحم، باب فی ذکر البصرة (۳۷۵۴)، (قال الشیع الالبانی: ضعیف)۔

② | صحیح بخاری، کتاب الوصایا (۲۵۵۶، ۱۲۹۱)، سنن أبي داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجا، فیمن مات عن غیر وصیہ یتصدق علیہ، سنن النسائي، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقۃ عن الہیت (۳۵۹۰، ۳۵۹۴)، سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب من مات ولم یوصی هل یتصدق علیہ (۲۷۰۸)، مسنند احمد (۲۲۱۱۷)

ایک اور روایت جو امام المؤمنین یدہ عائشہؓ مدحیۃ اللہؐ سے مروفی ہے اس میں ایک عورت نماذج کر ہے، جو کہتی ہیں کہ میری والدہ اچاک انتقال کر گئی، اگر یہ بات نہ ہوتی تو ضرور صدقہ کرتی ہے، یا ان کی طرف سے میرا صدقہ کرنا درست ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں تم ان کی طرف سے صدقہ کر سکتی ہو۔

اس حدیث کی اصل عبارت اس طرح ہے:

((عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّيَ افْتَلَتْ نَفْسَهَا وَلَوْلَا ذَلِكَ لَنَصَدَّقَتْ وَأَغْطَثَتْ أَفْيَجِزْرِيَ أَنَّ أَتَضَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ هَذَا نَعْمٌ فَتَصَدَّقَتِي عَنْهَا)) ①

اس حدیث کا ترجمہ اس سے پہلی حدیث کے ترجمہ کی طرح ہے۔

یہ حدیثیں اولاد کے بارے میں ہیں اور ان سب میں نیابت کی صورت متحقق ہے، یہ دونوں پنک وفات کی وجہ سے صدقہ کرنے سے قاصر ہے، اگر ان کو فرصت ملتی تو صدقہ ضرور کرتے۔ لہذا ان کی طرف سے ان کی اولاد نے صدقہ کیا، ایسی نیابت جائز اور ثابت ہے، لیکن اس حدیث سے ابداء ثواب کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

## میت کیلئے قرآن خوانی کا کیا حکم ہے؟

عام طور پر مسلم معاشرے میں یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب اور دوست و احباب میت کے گھر یا مسجد میں جمع ہو کر قرآن خوانی کرتے ہیں اور بعض علاقوں میں کلمہ وغیرہ پڑھا جاتا ہے۔ جب کہ یہ عمل قرآن و حدیث اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و اقوال ائمہ رشیدین سے ثابت نہیں ہے۔ حنفیہ نے بھی اس عمل کو بدعت قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

① صحیح بخاری، کتاب الجنائز (۱۲۹۹)، والوصایا (۲۰۵۴)، مسلم، کتاب الزکاة (۱۶۷۲)، والوصیۃ (۳۰۸۲)، سنن أبي داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجا، فیم مات عن غیروصیۃ یتصدق علیہ (۲۴۹۵)، سنن النسائی، کتاب الوصایا، باب إذامات الفجأة هل يستحب لأهلہ أن یتصدق علیہ (۳۵۸۹)، سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب من مات ولم یوصى ہل یتصدق علیہ (۲۷۰۸)، مسند احمد (۲۳۱۱۷)، مؤطی امام مالک، کتاب الأقضیۃ (۱۲۵۰)

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شریعہ تکمیل اور سیرت میں کہ فی زمانہ نبی و الحجۃ ہے اور کوئی مر جاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب، روزیا و سرے روزیا تیسرے روزیا کسی اور روز جن بھکر مسجد میں یا کسی اور مکان میں قرآن کریم اور کلمہ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر بلا قیعنی شمار ثواب اس پڑھنے ہوئے کامتوں کو بخشنے ہیں اور پھر غیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ تو اس طرح جمع ہونا اور قرآن مجید وغیرہ پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں۔

”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ تُوحِدُوا إِيمَانَكُمْ“ مزین نہبر فرمادیں۔

جواب:

صورت مسولہ کا یہ ہے کہ جمتع ہونا عزیز واقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے یا کلمہ طیبہ کے جمع بھکر روز وفات میت کے یاد و سرے روزیا تیسرے روز بدععت وکرہ ہے۔ شرع نبی مسیح اس کی کچھ اصال نہیں سے۔ کتاب نصاب الاجماع میں لکھا ہے۔ ”إن ختم القرآن على جماعة بالجماعة ويسمى بالفارسية“ یہ پارہ فوائد مکروہ اور فتاویٰ بزاریہ میں مرقوم ہے: ”كثرة اتخاذ الطعام في اليوم الأول والثالث وبعد الأسبوع ونقل الطعام إلى القبر في المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم القراءة سورة الأنعام والإخلاص“

اور رحمتار میں لکھا ہے ”وَمِنَ النَّكَرَاتِ الْكَثِيرَةِ كَابِقَادَ الشَّمْوَعَ وَالقَنَادِيلَ التِّي تَوَجَّدُ فِي الْأَفْرَاحِ وَكَدْقِ الْطَّبُولِ وَالْغَنَاءِ بِالْأَصْوَاتِ الْحَانَةِ وَاجْتِمَاعِ النِّسَاءِ وَالْمَرْدِ، أَنْ تَؤْخُذَ الْأَجْرَةَ عَلَى الذِّكْرِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَغَيْرِهِ ذَلِكَ مَا هُوَ مُشَاهَدٌ فِي هَذِهِ الْأَزْمَانِ وَمَا كَانَ كَذَلِكَ فَلَا شَكَ فِي حِرْمَةِ وَبَطْلَانِ الْوُصْيَةِ وَلَا حُولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ این است حکم صورت مسولہ کہ تحریر یافت۔ فقط محمد قاسم علی عنہ

## الیصال ثواب مکتبہ صادق الفیضیہ للتحقیق و المتألیف

الجواب محمد عبد اللطیف عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد مقیم الدین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغنی سہنسپوری محمد عبد الغنی محمد قاسم علی خلق امام مفتی شہرزادہ آباد۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول، ص: ۱۰۱)

مسلمان بجا نہیو! میت کو ایصال ثواب کیلئے ہمیں وہی طریقے اختیار کرنے چاہئیں؛ جن کا ثبوت قرآن و حدیث سے ملتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ وہی عمل قبول فرماتا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کے فرمان و عمل کے عین مطابق ہوتا ہے، ہر طرح کی بدعاں سے بچنا ہر فرد مسلم کیلئے از حد ضروری ہے۔ قرآن کریم پڑھ کر یا پڑھوا کر میت کو ثواب پہنچنے یا پہنچانے کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک فریق کہتا ہے کہ اس کا ثواب پہنچتا ہے، چونکہ مالی عبادت کا ثواب بالاتفاق میت کو پہنچتا ہے اس پر قیاس کرتے ہوئے بدین عبادات (قرآن خوانی وغیرہ) کا ثواب بھی میت کو پہنچ جائے گا۔

اور دوسرا فریق کہنا ہے کہ قرآن خوانی کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا:

① کیونکہ اس عمل کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے نہ صراحة ملتا ہے نہ اشارہ اور نہ آپ ﷺ نے خود کیا اور نہ امت کو اس عمل کی تعلیم و ترغیب دی۔

② سلف صالحین، صحابہ کرام، تبعین تابعین عظام اور ائمہ دین پیغمبر ﷺ میں بھی یہ فعل قطعاً مروج نہ تھا۔

③ صدقہ اور دعا وغیرہ کا ثواب پہنچنا منصوص ہے اور قرآن خوانی کے بارے میں اشارہ تک نہیں ہے۔

④ اعمال و قربات تو قیفیہ ہیں، یعنی نصوص پر موقوف ہیں ان کیلئے قرآن و حدیث سے ثابت ہونا ضروری ہے۔ قرآن خوانی کیلئے کوئی بھی نص نہیں ہے، لہذا یہ عمل درست نہیں ہے۔

⑤ اعمال و قربات چونکہ نصوص پر موقوف ہیں، لہذا ان میں قیاس اور آراء کا داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ کسی چیز کا ثواب ہونا قرآن یا حدیث سے ثابت ہو سکتا ہے نہ کہ قیاس سے اور محدثین کرام نے کسی نزدیک قیاس، جنت شرعیہ مستلزم نہیں ہے۔<sup>①</sup>

<sup>①</sup> اباب القربات يقتصر فيه على النصوص ولا يتصرف فيه بأنواع الأقيسة والآراء (السنن والمبتدعات، ص: ۱۰۰)

۶ پھر یہ اعتمادی مسئلہ ہے اور قیاس ظنی ہے جس سے اعتقادیات میں استدلال کرنے صحیح نہیں ہے۔ نیز یہ قیاس نصوص شرعیہ کے سراسر خلاف ہے۔

(اسورہ النجم، آیت (۳۹))

﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾  
”اور انسان کو صرف اس کے اپنے ہی عمل کا بدل ملے گا۔“

ثواب رسانی کیلئے قرآن خوانی کی یہ رسم اور یہ صورت کہ ایک حافظ یا زیادہ حافظوں اور قاریوں کو جمع کر کے میت کیلئے قرآن مجید پڑھوایا جائے۔ یہ قرآن خوانی میت کا گھر ہو یا مسجد یا قبر ہو یا اور جگہ پر ہر دنوں صورتوں میں ائمہ ہستیہ کے نزد یک منٹ اور حرام ہے۔ اور اس پر اجرت لینا (مقرر ہو یا عرف عام کے لحاظ سے ہو) حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ سے اس طرح قطعاً ثابت نہیں ہے۔

### ملک حظہ:

اور اس طرح واقعہ ہو چکا ہے کہ ماضی قریب میں ایک ایک پارے میں ایک ایک روپیہ لیا جا رہا تھا، ایک مختصر ساز ماہ گزرنے کے بعد مطالبه ہوا کہ میاں مہنگائی کا زمانہ آگیا ہے اس لئے اب ایک ایک پارے کے عوض دو دو روپیے دینے ہوں گے اور اس زمانے میں تو اور زیادہ مطالبات ہوتے ہیں، ملا یہ بھی فرمائش کرتا ہے کہ کیا کیا لھاؤ گے یہ مدرسہ کی رسید بک بھی ہے ذرا دھر بھی نظر کرم فرمانا، بچے دور سے آئیں گے کرایا کا خیال رکھنا، بچے تو بے چارے گیارہ نمبر کی گاڑی سے پیدل ہی آ جاتے ہیں اور دین فروش ملا اپنی جیب بھر لیتا ہے۔ (معودہ نہ من و ثنک)

اس عنوان پر چند محدثین کرام ﷺ کے فتاوے ملاحظہ فرمائیں:

[1] حافظ ابن القیم الجوزیہ ﷺ تحریر فرماتے ہیں:

((ولم يكن من هديه عليه السلام أن يجتمع للعزاء ويقراء له القرآن لاعنة قبره ولا غيره وكل هذابدعة حادثة بعده مكرورة))  
(ازداد العداد (ج ۱ / ص ۴۰، ۴۱))

## الصال ثواب مکتبہ صادق العکم، الفیضیہ للتحفیو، المتألیفہ

”یعنی رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت نہ تھی کہ تعزیت کیلئے جمع ہوں اور مردہ کیلئے فرمان مجید پڑھیں۔ ناقبر پرنہ کسی دوسرا جگہ پر۔ یہ سب کام بدعت ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ نکالے ہوئے ہیں، یہ سب حرام ہیں۔“

[2] محمد عبدالسلام مصری تحریر فرماتے ہیں:

((قراءۃ الختمات یعملونها للأموات ویجمع لها القراء ویفرقون علی بعضهم أجزاء المصحف، ثم یستفتحون القراءة ویخت蒙ونها جمیعا فی ساعة ثم یهدون ثواب ما قراء وہ لم یتوفی بدعة و ضلالۃ فاعلها فی غایۃ الجهاۃ ولو عاشوا عمر نوح بیحثون فی الشریعۃ الغراء علی دلیل یدل علی ذلک لما وجدهو))

”یعنی مردوں کیلئے جو قرآن شریف پڑھ کر ختم کئے جاتے ہیں اور اس کیلئے قاری حضرات جمع ہو کر سیپاروں کو تقسیم کر کے قرآن مجید ختم کرتے ہیں اور پھر پڑھے ہوئے کا ثواب مردوں کو بخشنے ہیں یہ عمل بدعت و گمراہی ہے اور اس کام کو انجام دینے والا نہایت ہی جاہل ہے، اگر ان عذیز و مجازین کو عمر نوحؐ کی مل جائے اور یہ شریعت مطہرہ میں کوئی دلیل اس عمل کی تلاش کریں تب ہی، نہیں پاسکتے۔“

[3] علامہ مجدد الدین فیروز آبادی تحریر فرماتے ہیں:

”عادت نیوکہ برائے میت جمع شوندو قرآن خوانند و ختمات کنندہ برگور نہ غیر آن مکان و اس مجموع بدعت است مکروہ۔“

[4] شیخ علی متقی (شیخ عبدالحق دہلوی کے استاذ) نے بدعتات تعزیت میں ایک رسالہ ”یعنی یہ عادت نہ تھی کہ میت کیلئے جمع ہوں اور قرآن پڑھیں اور ختم کریں ناقبر پرنہ کسی دوسرا جگہ یہ تمام کام بدعت اور مکروہ ہیں۔“

[4] شیخ علی متقی (شیخ عبدالحق دہلوی کے استاذ) نے بدعتات تعزیت میں ایک رسالہ ”کھا اس میں انہوں نے یہ ذکر فرمایا ہے:

سازدہ سبب بیہا الصیر امنوا مصلواد السلم مکافہ  
لے جنہا نئفراء بالقرآن علی المیت بالتخصیص فی المقبرة أو المسجد أو الْبَيْتِ

[السائل (ص: ٢٧٥)]

لیعنی میت کیلئے قرآن مجید پڑھنے کیلئے قبرستان یا مسجد یا گھر میں جمع ہونا قابل مذمت و بدعت ہے، کیونکہ صحابہ کرام نے اس سے یہ کام منقول نہیں ہے۔

[5] فقہ حنفی کی ایک معترض کتاب ”ردا المختار“ میں یوں ذکر ہے:

فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لا يجوز لأنه فيه الأمر لقراءة وأعطاء الثواب للأمر والقراءة لأجل المال؛ فإذا لم يكن للقاري ثواب لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر ولو لا الأجرة ما فرق أحد لأحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسباً ووسيلة إلى جمع الدنيا،

(إنما للله وإنما إليه راجعون) [ارد المحتار على الدر المختار، کتاب الإجارة (ج ٦/ ص: ٥٦)]

”حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں اجرت پر سپاروں کا پڑھنا جو عام ہو گیا ہے جیسا کہ نہیں ہے، کیونکہ اس میں قرأت کا حکم دینا اور قرأت کا حکم دینے والے کو ثواب پہنچانا اور مال حاصل کرنے کی وجہ سے پڑھایا جاتا ہے وغیرہ۔ جب نیت خالص نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے والے کو ثواب نہیں ملتا تو متنجاً جرکو ثواب کیسے پہنچ سکتا ہے۔ اور اگر اجرت نہ ہوتی تو اس زمانے میں کوئی بھی کسی کیلئے کچھ نہ پڑھتا بلکہ لوگوں نے قرآن عظیم کو کمائی کا ذریعہ اور دنیا جمع کرنے کا وسیلہ بنالیا ہے۔“

(إنما للله وإنما إليه راجعون)

[6] «ولا يصح الاستئجار على القراءة وأهدانها إلى الميت لأنه لم ينقل عن أحد من الأئمة الإذن في ذلك وقد قال العلماء إن القاري إذا قرأ لأجل المال فلا ثواب له فرأى شيء يهديه إلى الميت وإنما يصل إلى الميت العمل الصالح والإستئجار على مجرد التلاوة لم يقل به أحد من الأئمة»

[ارد المحتار على الدر المختار، کتاب الإجارة (ج ٦/ ص: ٥٧)]

## ایصال ثواب مکتبہ صار الفکر الفیضیہ للتفقیہ والتألیف

”یعنی قرآن خوانی اور میت کو ثواب رسانی پر اجرت لینا صحیح نہیں ہے، کیونکہ کسی ایک امام سے بھی اس کا جواز منقول نہیں ہے، اور علماء نے فرمایا ہے کہ جب قاری مال کیلئے قرآن پڑھتا ہے تو اس کو ثواب نہیں ملتا تو پھر میت کو یہی اس کا ثواب پہنچ سکتا ہے۔ میت کو نیک عمل کا ثواب پہنچتا ہے اور تلاوت پر اجرت لینے کا کوئی امام بھی قادر نہیں ہے۔“

[7] ((وَأَمَا إِسْتِيَاجُّ أَقْوَمٍ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَهْدُونَهُ لِلْمِيتِ فَهُذَا الْمِيقَاتُ أَحَدٌ  
مِنَ السَّلْفِ وَلَا أَمْرَبَهُ أَحَدٌ مِنْ أَنْمَةِ الدِّينِ وَلَا رَخْصٌ فِيهِ))

شرح العقيدة الطحاوية (ص: ٤٥٥) [١]

”یعنی لوگوں کو اجرت پر کھکھ کر قرآن پڑھوانا اور اسکو میت کیلئے بخششادینا یہ ایسا کام ہے کہ سلف (صحابہ کرام علیہما السلام و علیہم السلام) میں سے کسی نے بھی نہیں کیا۔ اور انہی دین (بیت المقدس) میں سے کسی نے بھی کوئی حکم نہیں دیا اور نہ ہی اس کام کی رخصت و اجازت دی۔“

[8] علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں:

((وَيَمْنَعُ الْقَارِيُّ لِلَّدْنِيِّ وَالْأَخْذِ وَالْمَعْطِيِّ الْأَثْمَانِ))

ارد المختار علی الدر المختار، کتاب الإجارة (ج ٦/ ص: ٥٦)

”یعنی قارئ و دنیا کی حصہ کیلئے قرآن مجید پڑھنا منع ہے، اور اجرت لینے اور دینے والا دونوں گنہگار ہیں۔“

[9] علامہ حافظ ابن تیمیہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

((فَلَمْ يَكُنْ مِنْ عَادَةِ السَّلْفِ إِذَا صَلَوُا أَوْ صَامُوا أَوْ حَجَوْا طَوْعًا أَوْ قَرَأُوا الْقُرْآنَ أَنْ  
يَهْدُوا ثَوَابَ ذَلِكَ لِلْمُوْتَى))

(مختصر الفتاوی المصریہ (ص: ١٧١))

”یعنی سلف کی یہ عادت نہ تھی کہ جب نفلی صلاتہ ادا کریں یا نفلی صوم کریں یا نفلی حج کریں یا قرآن مجید پڑھیں تو اس کا ثواب مردوں کو بخشنیں۔“

[10] اس سلسلے میں سلف صالحین کی احتیاط کو ملاحظہ فرمائیں:

((عن یونس بن عبیدقال: کانوا یجتمعون فاتاهم الحسن فقال له رجل يأبأسعید ماتری فی مجلسنا هذَا قوم من أهْل السَّنَةِ وَالْجَمَاعَةِ لَا يُطْعِنُونَ عَلَى أَحَدٍ، نجتمع فی بیت هذَا یوماً وَ فی بیت هذَا یوماً فقرء کتاب الله وَندعور بنا وَنصلی علی النبی ﷺ وَندعو لأنفسنا ولعامة المسلمين قال: فنهی الحسن عن ذلک أشد النهي))  
[البدع والنھی عنھا] (ص: ۱۰۰)

”یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ لوگ جمع ہوتے تھے تو حسن بصری رض کے پاس تشریف لاتے، ایک آدمی نے کہا بماری اس مجلس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ کسی پر طعن نہیں کرتے، ایک دن اس کے گھر میں اور ایک دن دوسرے کے گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب، قرآن مجید پڑھتے ہیں اور درود تشریف پڑھتے ہیں اور اپنے رب سے اپنے لئے اور عام مسلمانوں کیلئے دعا کرتے ہیں۔ حسن بصری رض نے اس فعل سے شدت کے ساتھ منع فرمایا۔“

[11] اسی سلسلے میں بڑے لوگوں کے پاس جانے کے متعلق سفیان ثوری رض کا قول آب زر سے لکھنے کے قابل ہے:

((کان سفیان الثوری رحمہ اللہ يقول : إن دعوک لقرء عليهم قل هو اللہ أحد فلا تمض ولا تقرأها))

”یعنی اگر ”قل هو اللہ أحد“ پڑھنے کیلئے آپ کو بلا میں تو بھی مت جاؤ اور مت پڑھو۔“

[12] مولانا اشرف علی تھانوی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”بعض عورتیں ایک یادو حافظتوں کو کچھ دیکر قرآن پڑھواتی ہیں کہ مردوں کو ثواب بخشا جائے۔ بعض جگہ تیسرے دن چنوں پر کلمہ اور سیپاروں میں قرآن پڑھوایا جاتا ہے، چونکہ ایسے لوگ روپیہ پیسے یا پنے اور کھانے کے لائچ سے قرآن پڑھتے ہیں ان کو خود ہی ثواب کچھ نہیں ملتا۔ جب ان کو ہی کچھ نہیں ملتا تو مردہ کو کیا بخشنیں گے۔ وہ سب پڑھا پڑھایا اور دلا دلا لایا بیکار اور

اکارت جاتا ہے۔

بعض آدمی لائچ سے نہیں پڑھتے لیکن لحاظ اور بدلا تارے کیلئے پڑھتے ہیں۔ یہ بھی دنیا میں نیت ہوئی اس کا ثواب بھی نہیں ملتا۔“ [بیشتر زبور (ج/ص: ۸۹)]

[13] ایک دوسری کتاب (اصلاح الرسم) میں تحریر فرماتے ہیں:

”رہ گئے مساکین ان کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہاں جا کر صرف پڑھنا پڑے گا ملے ملائیگا کچھ نہیں تو ہرگز ایک بھی نہ آؤے سوان کا آنا اس موقع سے ہوتا ہے کہ کچھ ملے گا جب ان کو عوض دنیوی مقصود ہو گیا تو ان کا پڑھنا بھی خالصاً لعجۃ اللہ نہ رہا اس لئے اس کا ثواب بھی نہ ملے گا پھر وہ مردہ کو کیا بخشنے گا، عرض وہ ساری مشقت اور سامان رائیگاں ہے بلکہ قرآن خوانی کو جو ان لوگوں نے ذریعہ جاہ و مال بنایا ہے اس کا گناہ الگ اور جس طرح قرآن کا عوض لینا جائز نہیں اسی طرح دینا بھی جائز نہیں۔“ [اصلاح الرسم (عن: ۱۱۴)]

**سد مظہہ:** اس طرح قرآن خوانی کیلئے لوگوں اور نامنہاد مدارس کے کرائے کے طلباء کو نہ بلکہ اگر خود گھر والا روزانہ سورہ بقرہ کی تلاوت کر لے تو اس کیلئے کیا ہی بہتر عمل ہوتا، اس کے بارے میں ایک بہت اہم حدیث پیش کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ) ”اس گھر سے شیطان (دُم دبکے) بھاگتا ہے جس گھر میں سورہ البقرۃ کی تلاوت کی جاتی ہے۔“ ①

① صحیح مسلم ۱ / ص: ۲۶۵، کتاب المسافرین، باب إستحباب صلاة النافلة في بيته (۱۲۰۰)، جامع الترمذی ج ۲ / ص: ۱۱۱، کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورۃ البقرۃ و آیۃ الكرسي (۲۸۰۲)، مسنـد أـحمد (۷۴۸۷، ۸۶۸۱، ۸۵۶۰، ۸۹۰، ۸۶۸۱)،



الصال ثواب  
بِاِيمَانِهَا الصَّيْرَفُ اَمْ مَا حَصَلَ لَهُ فِي السَّلْمِ مَكَافِةً

## قبروں پر قرآن خوانی کا بیان

((ثم القراءة عند القبور مكرورة عند أبي حنيفة ومالك وأحمد في رواية

لأنه محدث لم ترد به السنة))

[شرح فتاویٰ اکبر ملا علی قادری حنفی (ص: ۱۶۰)]

”یعنی قبروں کے پاس قرآن مجید پڑھنا امام ابوحنیفہ رض (عمان بن ثابت) اور امام مالک رض اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل رض کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے، سنت سے ثابت نہیں۔“

لفظ مکروہ سلف کی اصطلاح میں اکثر حرام پر بولا جاتا ہے۔

((وأخذ من ذلك جواز القراءة على القبر والمسألة ذات خلاف قال الإمام تكره لأن أهلها حيفة ولم يصح فيه شيء عنده عنه صلى الله عليه وسلم))

[شرح مراتق الفلاح منعطاوی حنفی (ص: ۲۹۳)]

”اور اسی سے قرآن مجید پڑھنے کا جواز نکالا جاتا ہے۔ اور یہ مسئلہ اخلاقی ہے۔

چنانچہ امام ابوحنیفہ رض نے فرمایا: مکروہ ہے اس لئے کہ قبروں والے جیسے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے قبروں پر قرآن مجید پڑھنے کے بارے میں امام ابوحنیفہ رض کے نزدیک اللہ کے رسول ﷺ سے کچھ ثابت نہیں ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رض کی بابت مشہور ہے کہ آپ ﷺ قبر پر سورۃ فاتحہ اور سورۃ لقرہ کا آخری رکوع پڑھنے کی تاکید فرماتے تھے، حالانکہ یہ اثر شاذ ہے، اس کی کوئی سند نہیں ہے، اور صحابہ کرام رض میں سے کسی نے بھی اس کی موافقت نہیں کی ہے، اس کے علاوہ ”صمدیہ، معوذین، الْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ، الْكَافِرُوْنَ“ کی تلاوت اور مردوں کو اس کا ثواب بخشنا باطل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور صحابہ کرام رض کا عمل اس کی تائید نہیں کرتا۔

نئے مکان اور نئی دوکان وغیرہ کے افتتاح پر جمع ہو کر تبرک کیلئے قرآن مجید ختم کرنا، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے ائمہ ائمہ دین اور محدثین عظام ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے اور نہ ان کا معمول تھا۔

**مدد حظہ :** لوگوں نے تو ظلم کی حد کر دی ہے نئے مکان اور نئی دوکان کے افتتاح پر ملا لوگ قرآن خوانی کرتے ہیں اور صاحب مکان و صاحب دوکان اس عمل بدعوت سے بڑا خوش ہوتا ہے کہ ہم نے نیکی کا سب سے بڑا کام انجام دیا ہے اور جب ملا لوگ قرآن خوانی کر کے چلے جاتے ہیں تو فوراً ادھر جناب فلکی گا نے اور ڈیک بجائے اور ٹیلی ویز ن سے اس مکان اور دوکان کو زینت بخشتے ہیں، انہیں ذرا برا بر شرم و حیا نہیں آتی کہ قرآن کریم کے ساتھ کتنا بڑا مذاق اور استہزا ہے۔

(الآمان والعنفیظ)

## زیارت قبور کے وقت قرآن پڑھ کر ثواب بخششے کا بیان

شیخ عبدالرحمٰن صاحب محدث مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجنائز میں لکھا ہے کہ ”امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”الاذکار“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد بن احمد مروزی نے کہا کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ جب تم قبرستان میں جاؤ تو سورۃ فاتحہ اور ”قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ“ اور ”قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ“ اور ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ پڑھو اس کا ثواب مردوں کو بخششے مور دوں کو ثواب پہنچے گا، بعض اہل علم نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے ثبوت کا انکار کیا ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور اہل علم نے بھی زیارت قبور کے وقت ان سورتوں اور بعض اور سورتوں کو پڑھنے اور ان کا ثواب مروں کو بخشنے کو لکھا ہے مگر باوجود تلاش کثیر کے اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع صحیح نظر سے نہیں گزری اور جو حدیثیں اس بارے میں نقل کی جاتی ہیں، وہ سب ضعیف ہیں۔

① ایک وہ حدیث ہے جس کا ابو محمد سمرقندی نے فضائل ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ میں سیدنا علی بن ابی طالب رض سے مرفوع اور ایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قبروں کے پاس

الیصال ثواب یا یہا الصیوام من المصلومات و السلم کافہ  
سے گزرے اور ”فُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ گیارہ بار پڑھئے اور اس کا ثواب مردوں کو بخشنے تو بقدر تعداد  
مردوں کے اس کو ثواب دیا جائے گا۔

② ایک وہ حدیث ہے جس کو ابوالقاسم زنجانی نے اپنے فوائد میں سیدنا ابو ہریرہ رض سے  
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص قبرستان میں جائے پھر سورہ فاتحہ اور  
”اللَّهُمَّ إِنِّي تَكَبُّرُ“ پڑھے پھر کہے یا اللہ جو میں نے تیرا کلام پڑھا ہے اس کا ثواب اس قبرستان کے  
مومن اور مسلمان مردوں کو بخشدے تو وہ مردے اللہ تعالیٰ سے شفاعت کریں گے۔“

③ ایک وہ حدیث ہے جو خلال کے شاگرد عبد العزیز نے سیدنا انس رض سے روایت کی  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ یسوس پڑھے تو اللہ تعالیٰ  
مردوں سے تخفیف کرتا ہے۔“

④ ایک وہ حدیث ہے جس کو قرطبی نے اپنے تذکرے میں سیدنا انس رض سے مرふ عا  
روایت کیا ہے کہ جب کوئی مومن آیت الکریمہ پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخشنے تو اللہ تعالیٰ  
مشرق اور مغرب کی ہر قبر میں نور داخل فرماتا ہے اور ان کی خواہاگاہ کو وسیع کرتا ہے اور پڑھنے والے کو  
سامنہ نبی کا ثواب دیتا ہے اور ہر میت کے مقابلہ میں اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر میت کے  
مقابلہ میں اس کے واسطے دس نیکیاں لکھتا ہے۔“

یہ چاروں حدیثیں ایصال ثواب کے بارے میں بہت مشہور ہیں، اکثر علماء ایصال ثواب  
کے بارے میں ان کو نقل فرماتے ہیں، مگر یہ سب کی سب سخت ضعیف ہیں، اہل علم نے ان کے ضعیف  
ہونے کی تصریح کی ہے۔

ذکورہ احادیث میں خاص کردن مسئلے ذکر کئے گئے ہیں:

① قبرستان میں قرآن کریم پڑھنا۔

② مردوں کو قرآن کریم کا ثواب بخشا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قبرستان میں قرآن کریم پڑھنا مکروہ سمجھتے ہیں، جہور سلف اور قدیم اصحاب امام احمد کا یہی مذهب ہے۔

ایک روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ یہ بدعت ہے۔

امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عدم وصول پر قرآن کریم سے استدلال کیا ہے۔ جامع البیان میں

ہے: ﴿وَأَنَّ لَيْسَ لِلنَّاسِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ [سورۃ النجم، آیہ (۲۹)]

”اور انسان کیلئے صرف وہی ہے جو اس نے کوشش کی۔“

”لَا يُثَابُ أَحَدٌ بِفَعْلِ غَيْرِهِ“ ”یعنی دوسرا کے فعل پر کسی کو ثواب نہیں پہنچتا۔“

یہ حدیث اور آیت یہ ہے ماس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اہداء ثواب باطل امر ہے۔

قرآن خوانی اور ایصال ثواب سے متعلق مندرجہ بالا دلائل سے آپ پر اچھی طرح واضح ہو

گیا ہوگا کہ عبادات بدنیہ جیسے تلاوت قرآن اور صلاۃ وغیرہ کا ثواب میت کو پہنچانا کسی صحیح و صریح حدیث سے ثابت نہیں اور جو روایتیں عبادات بدنیہ کے ثواب کے پہنچنے کے بارے میں نقل کی جاتی ہیں وہ سب ضعیف اور ناقابل وثوق ہیں۔

افسوں ہے کہ قرآن خوانی کی یہ رسم علماء کرام کی بے تو جنی کی وجہ سے اب عموم و خواص میں اتنی رنج اور عام ہو گئی ہے کہ اس کے خلاف عوام مشکل ہی سے کچھ سنتا اور سمجھنا پسند کرتے ہیں لیکن ”فَاصْدِعْ بِمَا تُؤْمِنُ مَرْ“ کے بمصداق اس رسم باطل کے خلاف ہم حق کی آواز بلند کر رہے ہیں، امید ہے یہ آواز صداصھر اثابت نہ ہوگی اور ہماری یہ تحریری کوششیں ان شاء اللہ تعالیٰ ممتاز اور نتیجہ خیز ثابت ہو گی اور جو لوگ تعصب، نفس پرستی اور تقیید پرستی سے پاک ہو کر اس کا مطالعہ فرمائیں گے ان کا جذبے حق اور آزاد ضمیر، انھیں قبولیت حق پر مجبور کریگا۔ [و ما عیننا باط ابدع]



ایصال ثواب یا یہا المصیر امنا المصطفیٰ فی السلم مکافاتہ

## نزول قرآن کا مقصد

- ① ہمارے رب نے یہ قرآن کس لئے نازل فرمایا ہے؟
- ② کیا اس لئے کہ اس سے تعلیم گندے بنائے جائیں، بچوں اور مریضوں کو پہنانے جائیں؟
- ③ یا اس لئے کہ قبرستان میں مردوں پر پڑھا جائے اور کٹھ ملا اس کو مال سینئے کا ذریعہ بنائیں؟
- ④ یا اس لئے کہ مکار لوگ اسے برتوں پر لکھا کریں اور دھوکر اس کا پانی مریضوں اور سحر زدہ لوگوں کو پلا جائیں؟
- ⑤ یا اس لئے کہ کام چور اور بے عمل لوگ، بھیک مانگنے کیلئے راستوں پر پڑھا کریں۔
- ⑥ یا اس لئے کہ پورا قرآن ایک صفحہ میں چھاپ کر زینت اور برکت کیلئے دیواروں اور تعویذ بنائے کر گردنوں میں لٹکایا جائے؟
- ⑦ یا اس لئے کہ پیشہ ور لوگ اس کو تعویذ بنا جائیں اور مسجدوں کے دروازوں پر فروخت کریں۔
- ⑧ یا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو اس لئے نازل فرمایا ہے کہ قوال اور گوئیے اس کو گائیں اور سننے والے اس کے نغموں اور موسیقی پر اچھل کو دکریں اور جوش طرب میں آہ اور واه کی بارش کریں؟
- ⑨ یا اس لئے کہ بغیر سوچے سمجھے محض طوطوں کی طرح اس کی تلاوت کریں؟
- ⑩ یا اس لئے اتارا گیا تھا کہ اس سے جہاں ہمارے اسلاف نے دنیا فتح کر دیا تھی اب اس کے بجائے آج وہی قرآن کسی اندر ہیرے گوشے میں غلاف کے اندر رکھ دیا جائے اور گرد و غبار کی تہہ کے اندر وہ چھپا رہے۔؟

تجھ سے عفو و کرم کی التجا ہے یا رب!

اپنی کتاب عظیم کو تو نے ان کاموں کیلئے نازل نہیں فرمائی، بلکہ یہ کتاب تو نے اسلئے نازل فرمائی تھی کہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور یہ لوگوں کیلئے روشن چراغ بنے، تو نے اس لئے نازل

## ایصال ثواب مکتبہ صادق، الفیضیہ للتحقیق و النالیف

کی تھی کہ یہ سارے عالم کیلئے ”بیشرونڈری“ بنے۔

یہ کتاب تو نے زندوں کیلئے اتاری تھی، مرندوں کیلئے نہیں۔ تو نے اس لئے اتاری تھی کہ مسلمان اس کا پنے گھروں، بازاروں اور مدرسوں میں اپنا نظام و دستور بنائیں۔

ہم نے اسے چھوڑ دیا اور زندگی کی راہ پر اس طرح چلے کہ قرآن کے مقاصد اور پروگرام ترک کرنے اور قرآن کریم کے خلاف عملی بغاوت کے نتیجے میں ہم پستی اور بد بختنی کے تعریفات (یعنی گمراہی کے بڑے گہرے گذھے) میں گرتے ہی چلے گئے۔

ہم نے قرآن کریم کا مفہوم اور اس کے مقاصد کو کچھ اتنے عجیب و غریب طریقے سے بدل ڈالا جس کی مثال کچھی امتوں میں نہیں ملتی، کچھی امتوں نے بھی آسمانی کتابوں کا انکار کیا لیکن ہم نے یہ بات کسی امت کے متعلق نہیں سنی ہے کہ اس نے آسمانی کتاب کو مرندوں کیلئے پونچی بنایا ہو۔

ہم نے ان کروڑوں انسانوں کو بے لگا چھوڑ دیا جن کی تبلیغ و پہلائیت کا ہمیں ذمہ دار بنا یا گیا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے جنگ اور تباہی کے وہ آلات بنائے جو ان کے اور ہم سب کیلئے تباہی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

چودہ صدی پہلے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ بشارت دی تھی:

((تَرْكُتُ فِيْكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضْلُّوا مَا تَمَسَّكُتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسَنَةَ نَبِيِّهِ))

”میں نے تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑی ہیں کہ جب تک تم انکو مضبوطی سے کپڑے رہو گے، ہرگز گمراہ نہ ہو گے: ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور دوسرا میری سنت ہے۔“<sup>①</sup>

جب ہمارے آباد جداد نے حقیقی معنوں میں اس کو مضبوط کپڑا اور اسے اپنی زندگی کا دستور اعمال بنایا تو چندی سال میں ساری دنیا کے سردار اور انسانیت کے رہنماء بن گئے۔

قرآن کریم تو ہم ہر روز پڑھتے ہیں مگر اس کی قراءت ہمارے حلق سے نیچے نہیں اترتی، ہم تو سلف صالحین سے زیادہ قرآن کریم پڑھتے ہیں لیکن کس طرح؟ بس پڑھتے ہیں، نہ فہم ستد بردا

<sup>①</sup> [مؤطلاً إمام مالك،كتاب الجامع،باب النهي عن القول بالقدر(١٣٩٥)،(إسناده صحيح)]

## ایصال ثواب بابہا الصبر امہا المصطہ فم السلم مکافۃ

عمل۔ بلکہ ہم میں سے اکثر نبی تلاوت پر تو بزرگوں کا یہ مقولہ صادق آتا ہے: (كَمْ مَنْ تَلَأَ الْقُرْآنَ، وَالثُّرَآنَ يَلْعَنُهُ)، کہتے ہیں آن پڑھتے والے ایسے ہیں کہ قرآن خود انھیں کو لعنت کرتا ہے، مشاواہ پڑھتے ہیں۔ ”الَّذِي نَعَنَهُ اللَّهُ عَلَى الظَّلَمِينَ وَهُوَ ظَالِمٌ“: یعنی ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، با اوقات ظالم وہ خود ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی لعنت خود اس کی زبان سے اس پر پڑ جاتی ہے اور اس کو احساس تک نہیں ہوتا۔

مسلمانو! کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ہم اپنی غفلت سے بیدار ہو جائیں اور گمراہی سے اپنا دامن صاف رہیں، آخر عالم دین ان بدعتات کے خلاف جنگ کرنے کیلئے کب کھڑے ہوں گے؟ اگر ان کے اندر ان بدعتات کے خلاف لب کشانی کی ہمت نہیں تو اپنی دستارفضلیت اتنا روئیں یا کم از کم ان لوگوں کی تائید کریں جو ان بدعتات کے خلاف اٹھ رہے ہیں، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ خود علماء سوء ہی نے ان بدعتات کو زریدہ معاش ہذا کھا بے اور ان کی مخالفت کرنے والوں کو مختلف القاب اور نیزت ائمۃ فتویں سے محبت کر رہے ہیں، نہ کوچاہئے کہ ایسے نازک دور میں جبکہ ہم وحنا ندانی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی نظرات نے چہار طرف سے گھیر کھا ہے، ہم اپنی گھری نیند سے بیدار ہو جائیں اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر پوری طرح جسم جائیں اور اس کی تلاوت، غور و مدبر کے ساتھ کریں اور اسے زندگی کا منشور اور دستور حیات سمجھیں۔

اب ہم اس سلسلے میں مفسرین، محدثین، اصولیین اور ائمہ مذاہب کے اقوال پیش کریں گے جن سے نہایت وضاحت کے ساتھ ثابت ہو جائے گا کہ آج جو لوگ ماتم اور قبروں پر قرآن خوانی کی باتیں کر رہے ہیں اس سے شریعت اسلامیہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کا کچھ تعلق نہیں ہے۔



## مفسرین کرام بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے اقوال

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے آیات کریمہ:

﴿أَمْ لَمْ يُنَبِّئْ مَا فِي صُحُفِ مُوسَىٰ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفِي ﴾ أَلَا تَزَرُوا زَرَةً وَزَرًا خَرَىٰ  
وَأَنْ لَيْسَ لِلنَّاسَ إِلَّا مَا سَعَىٰ وَأَنَّ سَعْيَهُ سُوفَ يَرَىٰ ثُمَّ يُجْزَأُ الْجَزَاءُ الْأُولُونَ فِي﴾

اسودۃ النجم (٤١-٣٦)

”کیا جو باتیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں ہیں انکی اس کو خبر نہیں پہنچی، اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی جھنوں نے (حق طاعت اور رسالت) پورا کیا، کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے، اور اس کی کوشش دیکھی جائیگی، پھر اس کو پورا یورابدلہ دیا جائے گا۔“

یعنی جس شخص نے کفریا اور کسی گناہ کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کیا ہو گا تو اس کا و بال اسی کے اوپر ڈالا جائیگا، کوئی دوسرا شخص وہ بوجھنیں انھائے گا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:  
 ﴿وَلَا تَنْزِرْ وَازْرَةً وَزَرْ أُخْرَىٰ ۝ وَإِنْ تَدْعُ مُشْقَلَةً إِلَى حِمْلِهَا لَا يُحَمِّلُ مِنْهُ شَيْءٌ ۝ وَلَوْ  
 کانَ ذَاقْرُبُنِي﴾ [سورة الفاطر (۱۸)]

”اور کوئی اٹھانے والا دوسرا کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنا بوجھ اٹھانے کو سی کو بلائے تو کوئی اس میں سے کچھ نہ اٹھائے گا اگرچہ قرابت داری کیوں نہ ہو۔“  
یعنی جس طرح اس پر دوسرا کا گناہ نہیں لادا جائے گا، اسی طرح اس کو اجر بھی اتنا ہی ملے گا جتنا وہ اتنے لئے کمائے گا۔

علامہ ابن کثیر رض فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے امام شافعی رض اور ان کے تبعین نے استنباط کیا ہے کہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب مردوں کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ یہ مردوں کا عمل و کسب نہیں، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اینی امت کو اس کا حکم نہیں دیا اور اشارۃ و صراحتہ بھی اس طرف

## ایصال ثواب      یا یہا المذیو امنوا الصلوا فو السلم صافۃ

ان کی رہنمائی نہیں کی نہ اس کی ترغیب انھیں دی اور صحابہ کرام ﷺ میں سے بھی کسی کی طرف سے یہ بات نہیں کہی گئی، اگر میت کیلئے قرآن خوانی کوئی کار خیر ہوتا تو صحابہ کرام ﷺ میں سے پہلے اس کی سعادت حاصل کر لئے ہوتے، اعمال خیر میں صرف نصوص پر انعام کیا جاتا ہے۔ رائے اور قیاس کو اس میں دخل نہیں، البتہ دعا اور صدقہ کے بارے میں اتفاق ہے۔ شارع ﷺ کی طرف سے واضح نص موجود ہے کہ ان کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

رسی وہ حدیث جو امام مسلم رض نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے اور وہ یہ ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِذَا مَاتَ إِلَيْهِ النَّاسُ أَنْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةِ إِلَامٍ صَدَقَةً جَارِيَةً أَوْ عِلْمًا يُتَفَعَّلُ بِهِ أَوْ لِدَ صَالِحٍ يَذْعُو عَلَيْهِ))  
”جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے، صرف تین چیزیں باقی رہتی ہیں: صدقہ جاریہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے اور صالح اولاد جو اس کے واسطے دعا کرے۔“<sup>⑤</sup>  
یہ تینوں چیزیں حقیقت میں میت ہی کا عمل اس کی کوشش اور محنت کا نتیجہ ہیں۔ جیسا کہ

ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ اور وہ یہ ہے:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رض سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَإِنَّ وَلَدَ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ))

”آدمی جو سب سے زیادہ پا کیزہ چیز کھاتا ہے وہ اس کی خود کی کمائی ہے اور اس کی اولاد اس کی بہترین کمائی ہے۔“<sup>⑥</sup>

اور یہ صدقہ جاریہ بھی انسان ہی کے عمل اور وقف کے نتیجے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّا هُنَّ نُخْيِ الْمُؤْمِنِي وَنُكَتِبُ مَا فَدَمْوَأَ وَالثَّارَهُمْ﴾ [سورة يس (۱۲)]

① صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایل حق الانسان من الثواب بعدوفاته (۳۰۸۴)، جامع الترمذی، کتاب الأحكام (۱۲۹۷)، سنن النسائی، کتاب الوصایا، باب فضل الصدقۃ عن الیت (۳۵۹۱)، سنن أبي داؤد، کتاب الوصایا (۲۴۹۴)، مسنند أحمد (۸۴۸۹)، سنن الدارمی، کتاب المقدمۃ، باب البلاغ عن رسول اللہ ﷺ (۵۵۸)

② سنن النسائی ج ۲ / ص: ۱۸۶، کتاب البيوع، باب الحث على الكسب (۴۳۷۴، ۴۳۸۳)، جامع الترمذی، کتاب الأحكام (۱۲۸۷)، سنن أبي داؤد، کتاب البيوع (۶۱)، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات (۲۱۲۸)، مسنند أحمد (۲۲۸۱، ۲۱۲۸)، سنن الدارمی، کتاب البيوع (۲۴۲۵)، (قال الشیخ الابنی: صحیح) (۲۳۰۰، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱)

”بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ وہ آگے بیج پکے ہیں اور جو نشان چیچپے رہ گئے ہیں ہم ان تو قلمبند کر لیتے ہیں۔“

اور جس علم کو اس نے عوام میں پھیلایا اور لوگوں نے اس کی پیروی کی وہ بھی میت ہی کامل اور سعی کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے:

چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ دَعَا إِلَى هُنْدَى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجُورِ مَنْ تَبَعَهُ لَا يَنْفَصُلُ ذَلِكَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْنَا وَمَنْ دَعَا إِلَى مَرْبَلَةَ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبَعَهُ لَا يَنْفَصُلُ ذَلِكَ مِنْ آثَارِهِمْ شَيْنَا))

”جو شخص (لوگوں) کو بدایت (نیکی کے کاموں کی) دعوت دے اس کو اس قدر اجر ملے گا جس قدر اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور اس کی وجہ سے ان کے اجروں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص گمراہی کی طرف دعوت دیتا ہے اس کو اس قدر گناہ ہو گا جس قدر اس کی پیروی کرنے والوں کو ملے گا اور اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔“ ①

## امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت کریمہ: ﴿وَأَنْ لَیْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ انسان کو صرف اس کی کوشش کا اجر اور صرف اس کے عمل کی جزاء ملے گی۔ کسی کامل دوسرے کے کام نہیں آئے گا۔ لیکن آیت کریمہ کا یہ عموم اس آیت کریمہ کو خاص کر دیتا ہے: ﴿الْحَقْنَا بِهِمْ ذُرَيْهُمْ﴾ اسورة الطور (۲۱) ”ہم ان کی اولاد کو بھی ان کے درج تک پہنچا دیں گے۔“ اسی طرح انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور ملائکہ کی شفاعت بھی اس کو خاص کر دیتی ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی شفاعت کریں گے۔ نیز مردوں کیلئے زندوں کی دعاوں کی مشروعت بھی اس کی خصوصی ہے۔

① اصحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنہ حسنة أوسینۃ (۴۸۲۱)، جامع الترمذی، کتاب العلم (۲۵۹۸)، سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ (۳۹۹۳)، مسنند احمد (۸۷۹۵)، سنن الدارمی، کتاب المقدمة (۵۱۲)۔

## ایصال ثواب بایہا الصیر امنوا الصنلو افاد السلم کافہ

جن لوگوں کا یہ خیال سے کہ یہ آیت کریمہ مذکورہ بالا امور کی وجہ سے منسوخ ہو گئی ہے۔ ان کا یہ خیال درست نہیں، اس لئے کہ خاص، عام کو منسوخ نہیں کرتا بلکہ اس کی فی الجملہ تخصیص کردیتا ہے، لبذا ہر وہ چیز جس کے بارے میں یہ دلیل قائم ہو جائے کہ انسان کو اس کا نفع پہنچے گا، حالانکہ اس کی کوشش کو اس میں دخل نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ بھی اس عموم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

### علامہ رشید رضا رحمۃ اللہ علیہ

صاحب تفسیر المنار نے آیت کریمہ:

**وَلَا تَكُبِّرْ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَنْزِرْ وَازِرَةً وَزِرَّ أُخْرَى إِلَيْهِ**

[سورہ الأنعام (۱۶۴)]

”اور جو کوئی برآ کام کرتا ہے اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“ اس تفسیر میں ایک لمبی بحث کے بعد فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے، ”قرآن خوانی اور اوراد و ظانف کا ثواب مردوں کو بخشنے کا جو راجع عام ہو گیا ہے۔ نیز اجرت پر قرآن کریم پڑھوانے اور اس مقصد کیلئے جائداد وقف کرنے کا جو چلن عام ہو گیا ہے وہ سب کا سب بدعت اور غیر شرعی عمل ہے ایسے ہی ”اسقاط الصلوٰۃ“ کا مسئلہ بھی ہے۔ اگر ان باتوں کی دین میں کوئی اصل ہوتی تو ہمارے اسلاف اس سے ناواقف نہ رہتے۔ اگر ان کو اس کا علم ہوتا تو اس کو اس طرح بے کار اور مہمل نہ چھوڑتے، ضرور اس پر عمل کرتے۔ نیز علامہ رشید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مردوں پر سورہ یسوس پڑھنے کی روایت صحیح نہیں ہے۔ اس بارے میں کوئی بھی صحیح حدیث مروی نہیں ہے۔ جیسا کہ محدث دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ آج شہر اور دیہات میں مردوں کیلئے فاتحہ پڑھنے کا راجع جو عام ہو گیا ہے اس بارے میں بھی نہ کوئی صحیح حدیث ہے نہ ضعیف اور نہ موضوع، بلکہ یہ ایک ایسی بدعت ہے جو دلائل و نصوص قطعیہ کے سراسر منافی ہے۔ اس کا راجع تو محض اس طرح پڑ گیا کہ نہاد علماء جبکہ

## الیصال ثواب مکتبہ صاحب الفکر الفیضیہ للتحقیقۃ، والتالیف

پوشوں نے اس پر تجویز سادھلی اور عوام اس کے ساتھ چکپ گئے اور اسے سنت موکدہ بلکہ فرض کا درجہ دے دیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ مسکنہ امور تعبید یہ میں سے ہے جس کا دار و مدار کتاب و سنت کی دلیل اور قرن اول کے سلف صالحین کا عمل ضروری ہے۔

قرآن کریم کی صرتیح نصوص اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں یہ مقررہ قاعدة معلوم ہو چکا ہے کہ آخرت میں لوگ اپنے ہی اعمال کی جزا پائیں گے۔

﴿يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا﴾ [اسورہ الانفطار، آیت (۱۹)]

”جس روز کوئی کسی کا کچھ بھلانہ کر سکے گا۔“

﴿وَأَخْشُوا يَوْمًا لَا يَنْجِزُنَى وَالذِّي عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مُؤْلُوذَ هُوَ جَازِ عَنْ وَالِّدِهِ شَيْئًا﴾ [اسورہلقمان، آیت (۳۲)]

”اور اس دن، کا خوف رونہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آسکے گا اور نہ بیٹا اپنے باپ کے کچھ کام آسکے گا۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاص رشتہ داروں کو اور اپنی بیٹی سیدہ فاطمہؓؑ کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہنچا دیا ہے: ((يَا فاطِمَةُ سَلَيْلِيَّ مَا شَاءْتِ مِنْ مَالِيْ لَا أَغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا)) ”اے فاطمہ! (شیئا) جو چاہو (دنیا) میں مجھ سے سوال کرو میں (آخرت میں) تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچ سکوں گا۔“<sup>①</sup>

معلوم ہوا کہ آخرت میں نجات کا دار و مدار یہاں اور عمل صالح کے ذریعہ نفس کو صاف سترہ کرنے پر ہے۔

علامہ مذکور ﷺ نے حافظ ابن حجر عسکریؓ سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کچھ قرآن کریم پڑھا اور دعا میں کہا کہ اے اللہ تعالیٰ میں نے جو کچھ قرآن

<sup>①</sup> صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب وأنذرعشیرتك الأقربين (٤٣٩٨)، کتاب الوہما (٢٥٤٨)، صحیح مسلم، کتاب الإيمان، باب فی قوله تعالیٰ وَأَنذرَ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (٣٠٥)، سنن النسائي، کتاب الوصايا، باب إِذَا أُوصَى لِعَشِيرَتِهِ الْأَقْرَبِينَ (٣٥٨٦)، مسنون الدارمي، کتاب الررقان (٢٦١٦) [مسند (٩٤١٧)، سنن الدارمي، کتاب الررقان (٢٦١٦)]

## الإصال ثواب بابها الصنف أمنها المصلحة في السلم كافة

کریم پڑھاتو اسے رسول اللہ ﷺ کی بزرگی میں اضافہ کا ذریعہ بناتو حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ یہ بعد کے قاریوں کی ایجاد ہے۔ پچھلے لوگوں میں تو ہم نے اس کی بابت کچھ نہیں سنانے جانا۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ اکثر علماء سوء جو قرآن کریم کی ایک آیت کا معنی تک نہیں جانتے، انہیں آیت کریمہ:

**﴿وَمَا أَتَكُمُ الرَّسُولُ فَخَدُودُهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾**  
(سورہ الحشر، آیت ۷۲)

”اور جو کچھ رسول ﷺ کو حکم دیں اس کو لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ۔“  
نہ اس کا معنی معلوم ہے اور نہ انھیں اس صحیح حدیث کا علم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:  
((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُ نَافِهِرَةً))

”جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہ تھا، وہ مردود ہے۔“ ①

اور حدیث میں: ((شَرَّاً لَا مُؤْرِمُ حَدَّثَنَا تَهَاوَ وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالٌ)) ہے۔  
”تمام کاموں میں بدترین کام وہ ہے جو دین میں نیا پیدا کیا گیا ہو اور ہر نیا پیدا کیا گیا کام  
بدعت ہے اور ہر بدعت مگر اسی ہے۔“ ②

بس یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے قرآن کریم کو اپنی خوراک کا ذریعہ بنالیا ہے، ان کا حساب  
اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے۔

### ملا حظہ:

اس حدیث کے الفاظ کتب احادیث میں کچھ اس طرح ہیں: بخاری (۶۷۳۵) میں ہے:  
((شَرَّاً لَا مُؤْرِمُ حَدَّثَنَا))، مسلم (۱۲۳۵)، مسند احمد (۱۶۵۲۱)، سنن دارمی (۹۵)، سنن ابن ماجہ (۲۵)، سنن ابو داؤد (۳۹۹۱) میں ((شَرَّاً لَا مُؤْرِمُ حَدَّثَنَا وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالٌ)) اور سنن نسائی (۱۵۶۰) میں: ((شَرَّاً لَا مُؤْرِمُ حَدَّثَنَا وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بَدْعَةٌ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالٌ وَكُلُّ ضَلَالٌ فِي النَّارِ))

① صحیح بخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلاحوا على صلح جور فالصلح مردود (۲۴۹۹)، مسلم، کتاب الأقضية، باب نفس الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور (۳۲۴۲)، مسند أحمد (۳۲۹۷۵)

② سنن النسائي، کتاب صلاة العيدین، باب کیف الخطبة (۱۵۶۰)، سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمة (۴۴)، (قال الشیخ الألبانی : صحیح) ۱۳۹

## اممہ حدیث کے اقوال

امام نووی بنیسیہ

نے شرح مسلم میں "وصول ثواب الصدقة عن الميت" میں امام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت انقل فرمائی ہے: ((عَنْ غَابِثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةَ قَاتَلَ يَارَسُولَ اللَّهِ أَنَّ أُمَّى افْتَلَتْ نَفْسَهَا وَلَوْلَا ذَلِكَ لَتَصَدَّقَتْ وَأَغْطَثَتْ أَفْيَجَزَى أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَمْ، فَتَصَدَّقَتْ عَنْهَا)) "ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی "یار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اور وصیت نہیں کی اور مجھے یقین ہے کہ اگر ان کو بولنے کا موقعہ ملتا تو ضرور صدقہ کرتیں، لہذا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب میں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں کیوں نہیں۔" ⑤

امام نووی بنیسیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ میت کو فائدہ پہنچاتا ہے اور صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ اس پر بھی اجماع ہے کہ دعا بھی میت کو پہنچتی ہے اور قرض بھی میت کی طرف سے ادا ہوتا ہے اور میت کی طرف سے جج بدل بھی صحیح ہے، نذر کے صوم کی قضا بھی جائز ہے، اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہیں اور ان سب کے بارے میں نصوص موجود ہیں اور ہمارا یہ معروف مذهب ہے کہ قرآن کریم کی قراءت کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔"

امام صنعاۃ بنیسیہ نے "سلی السلام" میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی قبروں کے پاس سے گزرے اور ان کی طرف رخ کر کے یہ دعا فرمایا:

⑤ صحیح بخاری، کتاب الجیشر (۱۲۹۹)، والوصایا (۲۵۰۴)، مسلم، کتاب الزکاة (۱۶۷۲)، والوصیۃ (۳۰۸۲، ۳۰۸۳)، سنن أبي داؤد، کتاب الوصایا، باب ماجا، فیعن مات عن غیروصیۃ یتصدق عنہا (۲۴۹۰)، سنن التنسانی، کتاب الوصایا، باب إذامات الفجأة هل يستحب لأهلها أن یتصدقوا عنهم (۳۵۸۹)، سنن ابن ماجہ، کتاب الوصایا، باب من مات ولم یوص هل یتصدق عنہ (۲۷۰۸)، مسنند احمد (۲۳۱۱۷)، مؤٹاہدہ امام مالک، کتاب الأقضیۃ (۱۲۵۵)।

ایصال ثواب یا یہا الصنیع امنہا المصذلوا فواد السلم مکاف

((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا لَكُمْ إِنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثْرِ))  
”اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو بخش دے، ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔“<sup>①</sup>

ملا حظہ : قال الترمذی ”حسن غریب“ وقال الشیخ الألبانی ”إسناده ضعیف“

امام صنعاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آدمی جب کسی کیلئے دعا یا استغفار کرے تو پہلے اپنے لئے دعا اور استغفار کرے۔ قرآن کریم کی دعائیں ایسی ہی ہیں، مثلاً:  
((رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلَا خُوَانِنا)) ”اے ہمارے رب! بخش دے ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو۔“  
((فَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ)) ”بخش مانگئے اپنے گناہ کیلئے اور ایمان والوں کیلئے۔“  
اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ اور اس طرح کی دعائیں میں بلا اختلاف میت کیلئے مفید ہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول قرآن کریم پڑھنے کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے متفقی کی شرح میں فرمایا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کی ایک جماعت کا مشہور نہدہب یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا، اور ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی تلاوت، مردوں کیلئے مفید نہیں، اور نہ قرآن کریم، قبروں پر پڑھا جائے۔  
اس کی واضح دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے:

((اَقْرُو اَسُورَةَ الْقَرَّةِ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَخْعُلُو هَاقِبُورًا))

”اپنے گھروں میں سورۃ البقرہ پڑھو اور ان کو قبرستان مبت بناؤ۔“<sup>②</sup>

نیز سیدنا عبد اللہ بن عمر رض سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اجْعَلُو اِفْنِي بُيُوتَكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَسْخِدُو هَاقِبُورًا))

① [جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما یقول الرجل إذا داخل المقابر (۹۷۲)، (قال الألبانی : ضعیف)]

② [السنن الکبری للبیهقی: شعب الإيمان للبیهقی ج ۵ / ص: ۳۹۳ (۲۲۹۲)]

## ایصال ثواب مکتبہ صادق، الفیضیہ للتفہیہ، والتالیف

”اپنے گھروں میں کچھ صلاتیں پڑھو اور ان کو قبرستان مت بناؤ۔“<sup>①</sup>

اگر مردوں کو ثواب پہنچانے کیلئے ان کی قبروں پر قرآن کریم پڑھنا مفید ہوتا تو رسول اللہ ﷺ جو ایمان والوں کے ساتھ تحریف و حیم تھے یہ ہرگز نہ فرماتے کہ قرآن کریم اور صلاة گھروں میں پڑھو اور گھروں کو قبرستان مت بناؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسا محض اس لئے فرمایا کہ قبریں قرآن کریم کی تلاوت اور صلاۃ پڑھنے کی جگہ نہیں ہیں، اور یہی وجہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے زندگی میں ایک بار بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے قبروں پر قرآن کریم کی کچھ سورتیں پڑھی ہوں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے قبروں کی زیارت کی ہے اور اگر وہ کو زیارت قبور کے آداب و طریقے کی تعلیم بھی دی ہے۔

## امام مذاہب اربعہ کے اقوال

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب:

ملکی قاری حنفی نے (الفقه الاعکبر، ص ۱۱۰) میں تحریر فرمایا ہے:

((ش القراءة عند القبور مكرورة عند أبي حنيفة ومالك وأحمد رحمهم الله في  
رواية لانه محدث لم تروا به السنة وكذلك قال شارح الإحياء))

”امام ابوحنیفہ، امام مالک، اور امام احمد رحمہم اللہ علیہ کے نزدیک قبروں کے پاس قرآن کریم کا پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ وہ بدعت ہے اس کے بارے میں حدیث وارد نہیں ہے۔ شارح احیاء العلوم کا بھی یہی بیان ہے۔“

علامہ عز بن عبد السلام سے پوچھا گیا کہ قرآن کریم پڑھ کر اس کا ثواب میت کو جوہدیہ کیا جاتا ہے تو یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ تو علامہ موصوف نے جواب میں فرمایا کہ تلاوت قرآن کریم کا

<sup>①</sup> صحیح بخاری، کتاب الصلاة، باب کرامیة الصلاة في المقابر (۴۱)، والجمعة (۱۱۱)، مسلم، صلاة المسافرين (۱۲۹۶-۱۲۹۷)، جامع الترمذی، کتاب الصلاة، باب ماجا، فی فضل صلاة التطوع في البيت (۴۱۳)، سنن النسائی، کتاب قیام اللیل، باب الحث على الصلاة في البيوت والفضل في ذلك (۱۵۸۰)، سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی فضل التطوع في البيت (۱۲۳۶)، سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلاة (۱۳۶۷)، مسنّ أحمد (۴۴۲۴، ۴۲۸۲)۔

ایسال ثواب بایهہ الصیر امنہا المصطہ امداد السلم کافہ

ثواب تلاوت کرنے والے ہی کیلئے مخصوص ہے۔ اس کے سوا وسرے کو نہیں پہنچتا۔  
نیز یہ بھی فرمایا کہ ”مجھے تعجب ہے کہ کچھ لوگ اس کو خوابوں کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں جبکہ خواب  
اس کیلئے دلیل نہیں ہو سکتے۔“

## امام مالک عہدۃ اللہ کا مذہب

شیخ ابن الی جمیرہ کا بیان ہے کہ قبروں کے پاس قرآن کریم پڑھنا سنت نہیں بدعت ہے،  
(المدخل) اور شیخ الدردری نے اپنی کتاب ”شرح الصغیر“ (ص/۱۸۰) میں تحریر فرمایا ہے، ”قرآن  
کریم کا کوئی حصہ موت کے وقت پڑھنا اور مرنے کے بعد قبروں پر پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ سلف  
صالحین کا عمل نہیں۔ ان کا معمول تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ مردوں کیلئے مغفرت و رحمت کی دعا اور قبروں  
سے بہرہ حاصل کرتے۔

## امام شافعی عہدۃ اللہ کا مذہب

قرآن خوانی کے ثواب کا میت تک نہ پہنچنے کے بارے میں امام شافعی رضی اللہ عنہ نے قرآن  
کریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے:  
”وَأُنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ“ ”انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔“  
اور اس حدیث صحیح سے بھی: ”إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ إِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ“ ”جب انسان مر جاتا ہے تو  
اس کا عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔“

امام نووی رضی اللہ عنہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں، قرآن کریم پڑھ کر اس کا ثواب مردوں  
کو بخشندا اور میریت کی طرف سے صلاۃ پڑھنا غیرہ کے بارے میں امام شافعی رضی اللہ عنہ اور جمہور ائمہ رضی اللہ عنہ  
کا یہ مسلک ہے کہ اس کا ثواب میرت کو نہیں پہنچتا۔

امام نووی رضی اللہ عنہ نے شریعت مسلم میں اس مضبوط کوئی جگہ دہرا�ا ہے۔

اور نیز ”شرح المنهاج لابن النحوی“ میں لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک قرآن کریم پڑھنے کا ثواب میت کوئیں پہنچتا۔

## امام احمد بن حبیل عَنْ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ دَهْب

امام احمد بن حبیل عَنْ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ دَهْب قبر پر قرآن کریم پڑھنے دیکھ لیتے تو فرماتے ”اے شخص قبر پر قرآن کریم پڑھنا بدعت ہے۔ اور یہی جمیروں سلف کا بھی قول ہے۔

نیز آپ کا فتویٰ ہے: «القراءة على الميت بعد موته بدعة» ”میت پر وفات کے بعد قرآن کریم پڑھنا بدعت ہے۔

نیز آپ فرماتے ہیں: یہ سلف صالحین کی عادت نہ تھی کہ جب وہ نفلی صلاۃ پڑھتے یا نفلی حج کرتے یا قرآن کریم پڑھتے تو اس کا ثواب مسلمان مردوں کو پہنچتا۔ لہذا سلف صالحین کے طریقے سے ہٹانا نہیں چاہئے۔

رہی حدیث: ((إِقْرُوا عَلَى مَوْتَأْكُمْ يُسَّ) ”یعنی اپنے مردوں پر یہس پڑھو۔“ تو یہ حدیث مضطرب الاشاد و محبوب السند ہے۔ اگر یہ صحیح بھی مان لی جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میت پر یہس پڑھی جائے بلکہ جو مر رہے ہوں ان پر ہے نہ کہ مر رہے ہوئے پر۔

امام ابو الحسن البعلی کا بیان ہے کہ مزدوری پر قرآن کریم پڑھوانا جائز نہیں اور نہ ہی اس کا ثواب بخشنما جائز ہے کیونکہ اس بارے میں علماء سلف سے کچھ منقول نہیں۔

اور قاری جب روپے کیلئے پڑھنے گا تو اس کو ثواب ہی نہیں ملے گا۔ پھر وہ میت کو کیا چیز بخشدے گا؟ میت کو ت عمل صالح ہی پہنچتا ہے، اکثر علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب پڑھنے والے ہی کو ملتا ہے، میت کوئیں پہنچتا۔

اگر قرآن خوانی کا ثواب میت کو پہنچتا تو ایک مسلمان بھی جہنم میں نہ جاتا کیونکہ سیدنا

عبداللہ بن مسعود بن شیعہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ((مَنْ قَرَأَ حُرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ اللَّهَ حَرْفٌ وَلَكُنْ أَلْفُ حَرْفٍ وَلَا مَ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ)) ”جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس حرف کے بد لے ایک سے دس تک نیکیاں ملیں گی: (اللَّمْ) ایک حرف نہیں بلکہ الف، ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔<sup>①</sup>

جب قرآن خوانی ہی سے مردوں کی بخشش ہو جاتی ہے تو آخر قبروں پر شیپ ریکارڈ کیوں نہیں رکھ دیئے جاتے تاکہ ریکارڈ کیا ہوا قرآن کریم دن رات قبر پر بجا رہے اور قرآن کریم کی آواز سے مردوں کی بخشش ہوتی رہے؟ (فتدربر)

## علماء اصول کے اقوال

”طريق الوصول إلى إبطال البدع بعلم الأصول“ کے مصنف کا بیان ہے کہ عوام آج جو بدعاں کرتے ہیں ان کی چند مثالیں یہاں پیش کی جا رہی ہیں۔

اول:

میت پر رحمت کی نیت سے قبروں پر قرآن کریم کا پڑھنا اس کی ضرورت اور حاجت کے باوجود رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام نبی ﷺ نے اس کو نہیں کیا۔ میت کے ساتھ شفقت کے تقاضے کے باوجود اس کا ترک واضح دلیل ہے کہ اس کا کرنا بدعت ہے اور اس کا ترک سنت ہے۔ کیونکہ یہ بات کسی بھی طرح عقل میں نہیں آتی کہ رسول اللہ ﷺ جو امت کیلئے روافد درجیم تھے ایک ایسا عمل ساری عمر ترک کر دیں اور کبھی ایک بار بھی نہ کریں جس کا نتیجہ امت کیلئے رحمت اور فتح بخشن ہوتا۔

دوم:

مقررہ تعداد میں ”حمدیہ یا جلالہ“ (یعنی ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ اور ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“) کا پڑھنا، قرآن کریم بذات خود تلاوت کرنے والے کیلئے عبادت ہے۔ بنده اس کی تلاوت اور سماحت

① جامع الترمذی، فضائل القرآن، باب ماجا، فیسن قرأ حرفاً (۲۸۳۵)، (قال الشیخ الألبانی: صحيح)

سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے اس میں کتنی کوہاں نہیں، بحث تو صرف اس بات میں ہے کہ میت کی گردن کو جہنم سے نجات دلانے کیلئے قرآن کریم پڑھنا کیسا ہے؟

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ قرآن کریم مردوں کیلئے نہیں اترابکہ زندوں کیلئے اتراء ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ ۚ لَيَسْتَدِرْ مَنْ كَانَ حَيَاً وَ يَحْقُّ الْقُولُ عَلَى الْكُفَّارِينَ** (سورہ یس، آیت ۱۰۰)

”یہ تو محض نصیحت اور صاف قرآن کریم ہے، تاکہ اس شخص کو جوز نہ ہو بدایت کا۔“  
دکھائے اور کافروں پر بات پوری ہو جائے۔“

اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ اطاعت اور عمل کرنے والے کو انعام کی بشارت دے اور نافرانوں کو سزا کی وعید سنائے یہ اس لئے اتراتھا کہ ہم اس کے ذریعہ اپنے فتوح کو سواریں اور اپنے حالات کی اصلاح کریں۔ دوسرا آہم اتباعوں کی طرح قرآن کریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے اتر لئے نازل فرمایا تھا کہ اس کی بدایت پر لوگ عمل کریں اور اس کی رہنمائی سے راہ یاب ہوں۔  
چنانچہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

**إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلّٰتِي هِيَ أَفْوَمُ وَيُشَرِّعُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصِّلَاحَتَ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۗ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْذَذَنَاهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝**

(سورہ الإسراء، آیت ۹ - ۱۰)

”یہ قرآن کریم وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں بشارت دیتا ہے کہ ان کیلئے اجر غلطیم ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے لئے ہم نے ذکر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

فرمائیے! کیا آپ نے کبھی یہ بھی نہیں کہا تھا کہ آہمیت کتابوں میں سے کوئی ایسی کتاب بھی تھی جو مردوں پر پڑھی جاتی تھی یا جس سے مزدوری اور صدقہ لیا جاتا تھا۔  
اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی ﷺ کو یوں ارشاد فرمایا ہے:

ایصال ثواب بایہا الصدیق اسم المصلوٰ و السلم مکافہ

بِقُلْ مَا أَسْنَلْكُمْ عَلَيْهِ وَنَأْجِرُّوْمَا أَنَّا مِنَ الظَّالِمِينَ إِنْ هُوَ إِلَّا ذُكْرٌ لِّلْعَلَمِينَ ۝  
وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ۝

[سورہ من، آیت ۸۶ - ۸۷] (۸۸)

”اے پیغمبر! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دو میں تم سے اس کا صلنامہ مانگتا اور نہ میں بناؤت کرنے والوں میں سے ہوں، یہ قرآن کریم تو اہل علم کیلئے ایک نصیحت ہے اور تم کو اس کا حال ایک وقت کے بعد معلوم ہو جائے گا۔“

کیا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کرام ﷺ پر ”صدیٰ“ اور ”جلالہ“ مقررہ تعداد میں پڑھا کرتے تھے تاکہ ان کی گرد نہیں جنم سے آزاد ہو جائیں؟ حالانکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ جو خطے سے معصوم نہیں ہیں ان کو گناہوں کے کفارہ اور مرتبہ کی بلندی کی سخت حاجت ہے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی سنت یہ نہ تھی کہ اپنے اصحاب کو فن کیا کرتے تھے اور بھرخض اپنے کام پر چلا جاتا اور مرنے والا اپنے عمل کا ذمہ دار ہوتا تھا آپ ﷺ کا یہ طریقہ تھا اور نہیں بھی اسی کی اقتداء کرنی چاہئے۔

## بعض دیگر بدعاوٰت کا بیان

گذشتہ صفات میں قرآن خوانی اور اس کے متعلقات چیزوں کا بیان تفصیل سے ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ اور مردجہ بدعاوٰت اور رسومات قبیح ہیں جو ہمارے معاشرے میں رائج ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ چلتے چلتے مختصر انداز میں ان کی بھی نشاندہی کر دی جائے۔  
چنانچہ وہ چیزیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

## سرکوں اور مزاروں پر قرآن کریم کی تلاوت

سرکوں، مزاروں اور عام شاہراہوں پر بھیک مانگنے کیلئے قرآن کریم پڑھنا بدعت اور حرام ہے، اس لئے کہ قرآن کریم کو بھیک مانگنے کا ذریعہ بنانا ہی ایک ذلیل کام ہے۔ اس سے کلام الہی کی اہانت اور رسوانی ہوتی ہے۔ اسلام نے سوال کرنے اور بھیک مانگنے کی عام طور پر نہ مرت کی ہے لیکن قرآن کریم کے ذریعہ بھیک مانگنے کو تو سخت منوع اور حرام قرار دیا ہے۔

## چالیسویں کی بدعت

میت کی وفات کے بعد چالیس آیام تک ہر جمرات کو غم تازہ کرنا اور وفات کے بعد پہلی عید کو خاص طور پر غم منانا اور اس دن قاریوں کا اہتمام کرنا اور تعزیت کیلئے لوگوں کا انتظار کرنا وغیرہ یہ سب بدعتات اور حرام ہیں۔

امام احمد اور ابن ماجہ رض نے اسناد صحیح کے ساتھ سیدنا عبد اللہ الحنفی رض سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میت کے دفن کے بعد میت والوں کے یہاں جمع ہونے اور میت والوں کی طرف سے کھانا بنانے وغیرہ کو نوحہ کے برابر سمجھتے تھے۔  
امام احمد رض فرماتے ہیں کہ یہ فعل جاہلیت ہے۔

## برسی کا اہتمام

برسی کا اہتمام کا معنی یہ ہے کہ ”مردے کا ایک سال جب پورا ہو جائے تو اس کی فاتح خوانی کی جاتی ہے، اس کو برسی کہا جاتا ہے۔“

میت کی وفات کے دن اس کی برسی منانے کیلئے شامیانے لگانا، جہاں تعزیت کیلئے آنے والے لوگ تسبیحات پڑھیں اور اس کا ثواب میت کو بخیشیں، یہ سب کھلی بدعتات ہیں۔  
سیدنا عبد اللہ بن عمر رض فرماتے تھے: میت پر اس کا عمل سایہ دیتا ہے نہ کہ خیمے، اسی طرح جنازے سے واپسی کے بعد تعزیت کرنے والوں نیز فقراء و مساکین کو کھانا کھلانا۔

اسی طرح جمرات کے دن اور وفات کے چالیسویں دن اور برسی کے دن کھانا کھلانا، محفل منعقد کرنا۔ قل کا وظیفہ پڑھو تو اس سب بدعتات ہیں، جن کا کوئی ثبوت نہ عمل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے نہ عمل صحابہ رض سے، یہ سب کسب معاش اور اسراف اور مال و اسباب کی بربادی کا ذریعہ ہے۔

## قبروں پر اجتماع

عید اور جمعہ کے دن عورتوں اور مردوں کا قبروں پر جا کر جمع ہونا اور کھانے پینے کی چیزوں کا تقسیم کرنا اور بے دین قاریوں سے قرآن کریم پڑھوانا اور انھیں اس کی اجرت ادا کرنا یہ سب امور صریح بدعاں اور فعل حرام ہیں، عید کے دن کی خصوصیت کا کوئی ثبوت نہیں اسی طرح قبروں پر قرآن کریم پڑھوانا بے اصل چیز ہے اور اس کو روزی لمانے کا ذریعہ بنانا اور بھی بُرا ہے۔

## قرآن کریم سے عملیات

کسی شخص کو ہلاک کرنے یا کسی گروہ کو نقصان پہنچانے کی نیت سے چالیس مرتبہ سورہ یسین پڑھنا۔ تجуб ہے کہ ایسے لوگوں کے ذہن سے یہ بات کیسے غالب ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ”شفا اور رحمت“ بنا کر بھیجا ہے اور جن کے قلب اطہر پر قرآن کریم کو نازل فرمایا تھا، ان کو ”رحمۃ للعالمین“ بنا کر مبعوث کیا تھا۔ قرآن کریم اس لئے نہیں نازل ہوا ہے کہ ہم اس سے بدجنتی حاصل کریں، ہمیں افسوس ہے کہ جہلاء قرآن کریم کو کہاں کہاں اور کیسے کیسے غلط کاموں کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔

قرآن کریم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کو جس کام کیلئے چاہو استعمال کرو، وہ سب کام کیلئے مفید ہے، یہ عقیدہ باطل اور کذب ہے اور سورہ یسین کی بابت یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ جس مقصد کیلئے پڑھی جائے گی وہ مقصد پورا ہوگا، نہایت لغو اور غلط ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی باتوں کا منسوب کرنا بھی کذب و افتراء ہے۔

## سورہ کہف کی تلاوت کا مخصوص طریقہ

جمعہ کے دن کی خصوصیت کا احادیث صحیح میں ذکر ہے، اور جمعہ کی صبح سورہ کہف کی تلاوت ہر مسلمان مرد اور عورت کیلئے مسنون ہے۔ البتہ اس کے پڑھنے کی کوئی مخصوص کیفیت نہیں

## ایصال ثواب مکتبہ صا، الفصہ للتحقیق، والتالیف

بیان کی گئی ہے، بلکہ ہر مسلمان مرد اور عورت لا الہ الا اللہ اپنے طور پر ہنا جائے لیکن اب اس کے بیچنے کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن ایک قاری مصلیوں کے سامنے تلاوت کر دیتا ہے اور لوگ اس کو سن کر یہ سمجھ لیتے ہیں کہ سورہ کہف کی سنت ادا ہو گئی حالانکہ سورہ کہف کی تلاوت کا یہ طریقہ کہیں بھی احادیث میں نہیں بتایا گیا ہے، بلکہ یہ نئی ایجاد و بدعت ہے جس سے قطعی طور پر پھنا چاہئے اور سب کو فرواؤفر دا اس کی تلاوت کرنی جائے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہ ارشاد ہے:

چنانچہ سیدنا ابو درداء رض سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مَنْ حَفِظَ مِنْ آيَاتِ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عَصِمَ مِنَ الدَّجَالِ)؛ ”جس نے سورہ کہف کی شروع کی دس آیات کی تلاوت کی وہ فتنہ دجال سے محفوظ کیا جائے گا۔“<sup>۱</sup>

اور مسند احمد (۲۶۲۲۳) میں صرف (سُنْ قَرْأَءُ شُرَّ آيَاتِ مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ عَصِمَ مِنْ فُتْنَةِ الدَّجَالِ)، یعنی اول دس آیات کے بجائے آخری دس آیات کا ذکر آیا ہے۔

اسی طرح سورہ ”الملک“ کا ایک تی آواز میں ”بَنَّاَلْمَلْكَ نَبِيَاً كَهْ“ جواہر، خلوتیہ کا طریقہ ہے۔ اس مخصوص طریقہ پر سورہ تبارک کی تلاوت صریح بدعت ہے۔ ویسے فی نفس سورہ الملک کی تلاوت سنت ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ”قرآن کریم میں ایک سورہ ہے جس کی تیس آیات ہیں یہ اپنی تلاوت کرنے والے کی بخشش ہونے تک شفاعت کرتی رہے گی، اور وہ سورہ ”تبارکَ الَّذِي بَيَّنَهُ الْمُلْكُ“ ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد گرامی اس طرح ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رض سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (سُورَةُ مِنَ الْقُرْآنِ ثلَاثُونَ آيَةً تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا حَتَّى يُغْفَرَ لَهُ تَبَارِكَ الَّذِي بَيَّنَهُ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)، ”قرآن کریم میں تیس آیت کی ایک سورت ہے، جو اس کی تلاوت کرے گا یہ سورت

<sup>۱</sup> صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل سورۃ الكھف و آیۃ الکرسی (۱۳۴۲)، جامع الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب فی فضل سورۃ الكھف (۲۸۱۱)، سنن أبي داؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال (۳۷۶۵)، مسند أحمد (۲۶۲۶۳، ۲۰۷۲۰)



ایصال ثواب بایہا الصبر امسوا الماء فم الصل مکافہ

اس کی شفاعت اس وقت تک کرے گی جب تک اس کو بخشنامہ جائے۔<sup>①</sup>

## الفاتحہ کی بدعت

رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین نے ارواح کو ایصال ثواب کیلئے فرض صلوٽ کے بعد ”افتتحہ“ پڑھنا اس عقیدے کے ساتھ کہ ان تفوس قدیمے کی روحوں کو سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے نتیجے میں پڑھنے والے لوگوں کے مررنے کے بعد اس کے غسل اور قبر میں سوال کے وقت موجود ہے لیکن افسوس یہ کتنی سہی جہالت اور اسی سے جو ایسا نفع اس سے نہیں مدد ملے، ایسے لوگوں کی عقولوں پر نہ دعایتم کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح صلاۃ کے بعد دعا سے فارغ ہوتے ہی فاتحہ پڑھنے کا رواج ہے اور کہیں کہیں تو سلاۃ سے فارغ ہوتے ہی سیدنا امام حسین علیہ السلام کیلئے فاتحہ کا ابتمام ہوتا ہے جو بدعت ہے۔ اسی طریقہ میں قبر یا اسی قبر سے مررتے مقرب قبده، موت کجھ سے سوجانا اور با تھا کر قبر اور قبہ کے بعد کیلئے فاتحہ پڑھنا اور پھر صاحب قبر ہی سے مدد ماننا بیز فکر کے بعد قبرستان سے نکلتے وقت یہ نیس قدم کے بعد الفاتحہ پڑھنا عام مسلمان مردوں نے روحوں و ثواب پہنچانے کیلئے فاتحہ پڑھنا جعلی بدعت ہے۔

## سواری روانہ ہونے کے وقت الفاتحہ کی بدعت

ریل یا ہوائی یا بحری جہاز کے روانہ ہوتے وقت اولیاء اللہ کیلئے کچھ لوگ فاتحہ پڑھتے ہیں تاکہ وہ سفر میں مسافر کی حفاظت کریں حالانکہ یہ کھلی ہوئی جہالت بلکہ مظلالت اور شرک ہے۔ مشروع طریقہ یہ ہے کہ سفر کیلئے نکلتے وقت خود کو اولاد و مال کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا جائے اور غیر اللہ سے برگز مد و حفاظت کی درخواست نہ کی جائے۔

① سنن ابی داؤد ۱ / ۱۹۹ ص: ۱۹۹، کتاب الصلاۃ، باب فی عداد الآی (۱۱۹۲)، جامع الترمذی ج ۲ / ۲ ص: ۱۱۲، کتاب مسائل القرآن، باب ماجا، فی فضل سورۃ الملک (۲۸۱۶)، سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، باب ثواب القرآن (۳۷۷۶)، النسائی، فی عمل الیوم واللیلة (ص: ۷۱۱)، مستدرک للحاکم (ج ۴ / ص: ۹۸)، مسنّد احمد (۷۶۳۴)، قال الشیخ الألبانی: حسن ۱)

## ایصال ثواب مکتبہ صا، الفکر الفیضی للتحقیق، التالیف

چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَاغْلُمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوْاجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَ اللَّهُ لَكَ، وَلَوْاجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضْرُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضْرُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفْعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحْفُ))

”جب سوال کرو تو اللہ تعالیٰ ہی سے کرو جب مدد مانگو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو اور یقین رکھو کہ اگر ساری امت متحد ہو جائے کہ تم کو ذرا بھی فائدہ پہنچا دے تو ہتنا اللہ تعالیٰ نے فائدہ پہنچانا مقرر کیا ہے اس سے کچھ بھی زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور اگر سب لوگ مل کر چاہیں کہ تم کو ذرا بھی نقصان پہنچا دیں تو ہتنا اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے، قلم اٹھا لئے گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔“<sup>①</sup>

## قرآن کریم کا تعویذ

قرآن کریم کا تعویذ بنا کریا اس کا کچھ حصہ لکھ کر نظر بدے بچنے کیلئے بچوں یا بڑوں کی گردان میں لٹکانا یا موڑ کار پر لٹکانا بھی بدعت ہے، اس سلسلے میں مشروع اور منسون طریقہ یہ ہے کہ سونے کے وقت آیت الکری اور معاوذتین یا احادیث صحیح میں جو دعا میں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں ان کو پڑھا جائے، اسی طرح سورہ ”الم نشرح“ ایک کاغذ پر لکھ کر ”دوکانوں پر“ لٹکانا تاکہ اس کی برکت سے گاہک زیادہ سے زیادہ آئیں، حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ دوکاندار اپنے گاہوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، اور حسن معاملہ اختیار کریں، سچائی اور حسن خلق کے ساتھ بے مناسب دام بڑھانے سے بھی پر بیز کریں تو گاہک خود بخود ٹھیک کر آئیں گے۔ رہا تعویذ تو رسول اللہ ﷺ نے تعویذ لٹکانے سے بختن سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ سیدنا عقبہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور سے مردی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

<sup>①</sup> [جامع القرمذی، کتاب صفة القيامة (۴۴۰)، مسند احمد (۲۴۴۰)، مسند ابی داود (۲۴۲۷)، مسند ابو داود (۲۴۲۸)، (قال الابناني: صحيح)]

ایصال ثواب یا یہا الصیر انسوا المصطفیٰ فو السلم مکافہ

((مَنْ عَلَقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ)) ”جس نے تعویذ لکھا یا پس یقیناً اس نے شرک کیا۔“ ①

## قبروں پر نذر روز بیحہ و ختم قرآن کریم کی بدعاں

قبروں پر مردروں کی بری کے دن ختم قرآن کریم کرنا اور جانور ذبح کر کے قرآن خوانی اور بری کی تقریب میں شریک ہونے والوں کو کھانا کھلانا، اور قبر پر نقدروں پے پیسے کی شکل میں نذر پیش کرنا اور ان سب اعمال کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ صاحب قبر، ان چیزوں سے خوش ہو کر ہمیں فائدہ پہنچائیں گے اور ہمیں نقصان سے بچائیں گے، یہ سب سخت بدعت بلکہ شرک ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔

چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَلْعُونُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ)) ”جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا وہ شخص ملعون ہے۔“ ②

نیز صحیح مسلم، کتاب الاضاحی (۳۶۵۷)، نسائی، الحصایا (۳۳۴۶) میں ”ملعون“ کے بجائے ”لعن“ کا لفظ آیا ہے۔ یعنی جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اسی طرح نذر بھی ایک مشروع طریقہ ہے اور عبادات غیر اللہ کیلئے شرک ہے۔

⊕ چنانچہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((دخل رجل في الجنة في ذباب ودخل آخر النار في ذباب، قالوا وكيف ذاك قال: مرر حلان من كأن قبلكم على ناس معهم صنم لا يمر بهم أحد إلا قرب لصنهم فقالوا الأحدهم قرب شيئاً قال مامعي شيء قالوا قرب ولو ذباباً فقرب ذباباً ومضى فدخل النار و قالوا الآخر قرب شيئاً قال ما كنت لأقرب لأحد دون الله فقتلوه فدخل الجنة))

”رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جنت میں گیا اور دوسرا ایک مکھی کے سبب جہنم میں گیا، لوگوں نے سبب پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ چھپلی

① سنند احمد، مسنند الشاميين (۱۶۷۸۱)، (قال الشیع شعیب الأرنؤوط : صحیح) ।

② سنند احمد (۲۷۶۴، ۱۶۷۹)، (قال الشیع شعیب الأرنؤوط : صحیح) ।

## ایصال ثواب مکتبہ صادق الفیضیہ للتدفیع، النالوف

امت میں دلوگ سفر کرتے ہوئے ایک استھان کے پاس سے گزرے جہاں ایک بت تھا، مجاہروں نے دونوں کو کچھ نذر پیش کرنے کی تاکید کی اور ہمکی دی کہ کچھ بھی پیش کرنا ضروری ہے چاہے ایک بھی ہی بھی، ورنہ قتل کر دیجے جاؤ گے، ایک شخص نے ذر کے مارے ایک بھی بت پر بھینٹ چڑھا دی جس کے سبب وہ جہنم میں گیا، دوسرے نے کمکھی بھی نذر کرنے سے انکار کیا تو اسے شہید کر دیا گیا جس کے سبب وہ جنت میں داخل ہوا۔<sup>①</sup>

گذشتہ صفحات میں مددوں کیلئے قرآن خوانی کی مرتبہ رسم کے متعلق بڑی اہم بحث کی گئی ہے جس میں نذر و ذبح، قبروں اور مردوں پر قرآن خوانی کرنے والوں کے ان توہات اور جھوٹ دعووں کا پردہ چاک کیا گیا ہے اور صحیح دلائل سے اس کو واضح کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب مددوں کو نہیں پہنچتا اور ثابت کیا گیا ہے کہ اس من گھرست رسم سے قرآن کا بے عمل استعمال ہو رہا ہے جس کی وجہ سے اس کی عظمت، قدر و منزلت اور مقصد زوال متاثر ہو رہا ہے۔

مسلمانوں یا تم آئی تک، یعنی نام نہبا، بخسیداروں اور کم علم ملاوں کے غلام ہو؟، رقم ابھی تک اپنی زندگی کے قانون اور فرقہ میں قرآن کی حکمت سے مد نہیں لیتے ہو؟۔

قرآن کریم جو تمہاری زندگی کا مقصد ہے اور تمہاری قوت کا سرچشمہ ہے، کیا قرآن کریم سے تمہارا لگاؤ زندگی کیلئے نہیں موت کیلئے ہے؟۔

جب زندگی کے کہنوں سے فارغ ہو کر تم موت کی سرحد میں داخل ہوتے ہو تو نزع کے عالم میں قرآن تم پر پڑھا جاتا ہے تاکہ تم سہولت سے مر سکو۔ لکھی عجیب بات ہے کہ قرآن کریم تم کو زندگی اور قوت بخشنے آیا تھا اب اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ تم آرام سے مر سکو۔

ضرورت ہے کہ اسلام سے دور کرنے والی اس سڑی ہوئی تقلید کے خلاف بغاوت کی جائے اور دہ رجائبیت مرب مشرکین سے زیادہ شرک کرنے والے ان قبر پرستوں کی اصلاح کی

<sup>①</sup> رواہ أحمد فی کتاب الزهد لابن أَحْمَد (ج ۱ / ص: ۱۵)، حلیۃ الأولیاء، لأنی نعیم الأصبهانی (ج ۱ / ص: ۲۰۳)، (صحیح، موقوف)।

ایصال ثواب باہم الصلوٰۃ اسما مصلحتہ اعوٰ السلام وکارا و

و شش فی جائے جو مصائب کے وقت مردوں کی بوسیدہ بذیور ۱۰۰۰ نش کرتے ہیں اور انھیں  
۱۰۰۰ اپنی حاجات پوری کرنے کی درخواست کرتے ہیں، انھیں ۱۰۰۰ نہ بناتے ہیں، ان کے نام پر  
بنا ہے، نش کرتے ہیں اس خیال سے کہ قبر والے ان کو اللہ تعالیٰ کے نام پر بردیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اکثر آیات قرآنیہ میں ان قبر پرستوں کو نہ ۱۰۰۰ نی ہے جنہوں نے مردوں  
سے استغاثہ کر کے اپنی عقولوں کو سُخّن کر دالا اور اپنے خییر اور دین پڑھا۔ پوئیں کتاب اللہ کا دامن  
انہوں نے چھوڑ دیا ہے، اس لئے شرک ان کے داویں میں جنم کیا ہے۔  
چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ أَضْلَلَ مِسْنَنَ يَدْعُوا مِنْ ذُونَ اللَّهِ مَنْ لَا يُسْتَحِيْدُ، إِنَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَنْ  
هَذَا بَيْسِنَدُونَ (۱۵) [سورۃ الاحقاف: آیت (۱۵)]

”اور اس شخص سے بڑھ کر گراہ کون ہو سکتا ہے جو ایسے دو اس و پاکار سے جو قیامت تک ان  
وہ زندگی سے کہیں اور انکو انکی پکارتی کی خبر نہ ہو۔“

نَفِرُ مَا يَا هَلَّ ذَاغْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْغُونَ مِنْ دُونِهِ لَا هُنْ مُجْتَبَرُونَ لَهُمْ بَشِّرُ  
إِلَّا كَاسْطِ كَفْنَهُ إِلَى الْمَاءِ لِيَلْبِسْ فَاهُ وَمَا هُوَ بِالْغَدِ وَمَا ذَعَانَ الْكُفَّارُ إِلَّا فِي ضَلَالٍ (۱۴) [سورۃ الرعد: آیہ (۱۴)]

”سودمند پکارنا تو اسی کا ہے اور جن کو یہ لوگ اس سے ساپاڑتے ہیں وہ ان کی پکار کو کسی  
حیر قبول نہیں کرتے مگر اس شخص کی طرح جو اپنے دنوں باہم ہے، اس طرف پھیلا دے تاکہ دوسرے  
یہ اس کے منڈک آجائے حالانکہ وہ اس تک کبھی نہیں آ سکتا اور وہ نہ ملے پکار بے کار ہے۔“

ضرورت ہے کہ ہم شریعت محمدیہ کو بدعاوی سے پاک و صاف کریں اور اصلاح دین کی  
مشعل لے کر انھیں اسی پر ہماری دینی ترقی مختصر ہے، اور اسی میں ہماری حیثیت کا راز مخفی ہے۔  
اللہذا: ہم علماء اور مفتکرین اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ اسے امتیت پیٹنے اٹھ کھڑے ہوں۔

## ضمیمه

### اعزہ و اقرب کیلئے ممنوعات

رسول اللہ ﷺ نے کئی کام حرام قرار دئے ہیں، مگر اکثر لوگ پہلے بھی ان کے مرکب ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ان سے باذنیں آتے جبکہ ان کی واقفیت اور ان سے پچنا انتہائی ضروری ہے۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

#### ① نوحہ کرنا:

اس سے متعلق بہت ساری روایات موجود ہیں۔

چنانچہ سب ۱۰۰ بڑیہ محدثوں سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((اَنْسَانٌ فِي  
النَّاسِ هُمَابِهِمْ كُفُرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسِبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيَتِ)) ”لوگوں میں زیادہ تر کفر  
کی دوباریں پائی جاتی ہیں؛ ایک ’نسب کا طعنہ دینا‘ اور دوسرا ’میت پر نوحہ کرنا۔“ ①

#### ② منه پیننا اور گریبان چاک کرنا:

سیدنا عبداللہ بن مسعود علیہ السلام سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((لَيْسَ مِنَ  
مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَ الْجُيُوبَ وَدَعَابِدَ عَوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) ”جس نے منه پیٹا، گریبان  
چاک کیا یا جاہلیت کی باتیں کیں، اس کا بہم سے کوئی علق نہیں۔“ ②

① صحیح مسلم، کتاب الإيمان، باب إطلاق اسم الكفر على الطعن في النسب والنهاية (۱۰۰)، مسنداً حمداً (۹۲۰۵۸۵۰۱) [۱۰۰.۳۰.۹۲۱۲]

② صحیح بخاری، کتاب الحنائز، باب لیس منام شق الجیوب (۱۲۱۵/۱۲۱۴/۱۲۱۲)، صحیح مسلم، کتاب الإيمان، (۱۴۸)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز (۹۲۰)، سنن النسائی، کتاب الجنائز (۱۸۳۷)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز (۱۵۷۲)، مسنداً حمداً (۴۱۹۸۰، ۴۱۳۱، ۳۹۹۷، ۳۹۰، ۲۰۴۷۶) [۱۵۷۲]

## (۷) (بطور اظہار غم) بال منڈوانا:

سیدنا ابو بردہ بن ابو موسیؑ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ((وَجَعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا شَدِيدًا فَعَشَيْهِ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرٍ أَمْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهِ، فَصَاحَتْ أَمْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِهِ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرَدَ عَلَيْهَا شَيْئًا، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: أَنَا بِرَبِّي مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَرِئٌ مِنَ الصَّالِحَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقِقَةِ))” سیدنا ابو موسیؑ کوخت بیماری کے بعد غشی طاری ہو گئی، اس وقت ان کا سراپی بیوی کے گود میں تھا۔ آپ کی ایک رشتہ دار عورت چلا کر رونے لگی، سیدنا ابو موسیؑ سے روک نہ سکے، جب طبیعت سنبھلی تو فرمایا: میں بھی اس کام سے بے زار ہوں، جس سے رسول اللہ ﷺ بے زار ہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اذ سے جیخنے والی بال نوچنے والی (شدت غم اور بے صبری کی وجہ سے) یا سر منڈوانے اور کپڑے پھاڑنے والی سے بے زار تھے۔<sup>①</sup>

## (۸) بالوں کو پر اگیندہ کرنا:

سیدنا اسید بن ابی اسید ایک صحابیہ خاتون سے روایت کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، فرماتی ہیں: ((كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا لَأَنْعَصِيهِ فِيهِ، وَأَنْ لَا نَخْمُشَ وَجْهَهَا، وَلَا نَدْعُوَهُ لِأَنَّهُ لَا نَشْقَ جَيْبَهَا، وَأَنْ لَا نَنْشُرَ شَعْرًا))، ”کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے جو عبد لئے تھے، کہ نیکی کے کاموں میں ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ اس میں یہ بھی بیان تھا کہ چہرہ نہیں نوچیں گی باے وائے نہیں کریں گی، کپڑے نہیں پھاڑیں گی اور بال نہیں نوچیں گی۔“<sup>②</sup>

① مصحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ملیتمہ عن الحلق عند المصيبة)

② اسنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح (۲۷۲۴)، السنن الکبری للبیهقی (ج ۴ / ص ۶۴)، من حدیث أبي داؤد به، وحسن التنوی فی ریاض الصالحین، رقم الحدیث (۱۶۶۷)، (قال الشیخ الالبانی :إسناده حسن )

## الیصال ثواب

مکتبہ معاصر الفیضہ للتفہیہ، والتالیف

۵ چند ایام تک میت پرالمیر افسوس کی حاضر داڑھی نہ موئذن نا، اور وہ ایام گزر جانے پر دو بارہ داڑھی موئذن لینا، عمل بھی بظاہر بال پر اگیندہ کرنے کے مترادف ہے، نیز یہ بدعت کے قبیل سے بھی ہے۔

چنانچہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَكُلُّ بُدْعَةٍ صَلَالَةٌ وَكُلُّ صَلَاةٍ فِي النَّارِ))، یہ بدمت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں لے جانے والی ہے۔<sup>①</sup>

۶ بغرض تشهیر کسی کی وفات کا اعلان اہم مقامات پر کرنا، کیونکہ یہ “نعمی” میں شامل ہے۔

چنانچہ سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ثابت ہے: ((عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ

قَالَ: إِنَّهُ كَانَ إِذَا ماتَ لَهُ أَنْتَثَرَتْ قَالَ: لَا تُؤْذِنُوا بِهِ أَحَدٌ إِنَّمَا أَخَافُ أَنْ يَكُونَ نَعِيَا، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - عَنِ النَّعِيِّ) ”جب کوئی مرجاتا تو فرماتے تھے کہ کسی کو اطلاق نہ کرنا، مجھے خدشہ ہے کہ یہ ذہن میں شامل نہ ہو جائے“ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ ”نعمی“ سے ”منیع“ سے ”تحفہ“<sup>②</sup>

### ملاحظہ:

دور جاہلیت میں یہ وان تھا کہ جب کوئی آدمی مرجاتا تو چند افراد کو مقرر کر دیا جاتا کہ وہ بازاروں اور گلی کوچوں میں جائیں اور درود راس کی وفات کا اعلان کریں اور مرنے والا جتنی اہم شخصیت کا حامل ہوتا اتنا ہی زیادہ اہتمام کیا جاتا۔ اس نعمت سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ (جو سارہ حرام ہے۔)

① سنن النسائي، كتاب صلاة العبدين، باب كيف الخطبة (١٥٦٠)، (قال الشيخ الألباني : صحيح)

② جامع الترمذى، كتاب الحذاقى، باب ماجا، فى كراهة النعي (٩٠٧)، سنن ابن ماجة، كتاب الجماقى، باب ماجا، فى النهي عن النعي (١٤٦٥)، مسنداً لأحمد (٢٢٣٥)، (قال الشيخ الألباني : حسن )

## اعلان وفات کا جائز طریقہ

وفات کی اطلاع کرنی جائز ہے، بشرطیہ وہ جا بلان رام کے مطابق نہ ہو، اور اگر غسل، تکفیر اور صلوات کیلئے کوئی بھی نہ ہو تو اطلاع کرنی واجب ہے۔

چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رض سے مردی ہے فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ يَعْلَمُ نَعْيَ النَّجَاشِيِّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَخٌ)) ”جس روز نجاشی فوت ہوا، اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وفات کی اطلاع عام مسلمانوں کو دی۔“ ①

نعی سے مراد موت کی اطلاع دینا یا اعلان کرنا ہے۔ ②

چنانچہ سیدنا حذیفہ ابن الیمان رض سے مردی ہے فرماتے ہیں: ((أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَنْهَا عَنِ النَّعْيِ)) ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت کیلئے (کھلے عام) اعلان کرنے سے منع فرمایا۔“ ③

واضح رہے کہ جس نعی سے شریعت نے منع فرمایا ہے، وہ ابل جاہلیت کا طریقہ ہے، جس کی صورت یہ ہی کہ لوگ موت کی اطلاع دینے والوں کو بھیجتے جو گھروں کے دروازوں اور بازاروں میں اعلان کرتے (اس میں نوح بہوت اور اس کے ساتھ میت کے افعال حمیدہ کا بیان ہوتا) جیسا کہ علامہ حافظ ابن حجر نے یہی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ ④

① | صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الرجل ينعنی إلى أهل البيت بنفسه (١٢٤٧، ١١٦٨)، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب في التكبير على الجنائز (١٥٨١، ١٥٨٠)، سنن النسائي، کتاب الجنائز (١٩٤٥، ١٨٥٦)، سنن أبي داؤد (٢٧٨٩)|

② | القاموس المحيط (ص: ١٧٢٦)، الہدایۃ لابن الأثیر (ج ٥ / ص: ٨٦، ٨٥)|

③ | صحیح ترمذی (٧٨٦)، جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاه، فی کرامۃ النعی (٩٨٦)، مسنـد احمد (ج ٥ / ص: ٤٦)، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاه، فی الجھی عن النعی (١٤٧٦)، السنن الکبری للبیهقی (ج ٤ / ص: ٧٤)، مصنف ابن أبي شيبة (ج ٣ / ص: ٢٧٤)، (قال الشیعہ الالبانی : حسن)|

④ | فتح الباطی (ج ٢ / ص: ٤٥٣)|

علاوه از یہ محضر کسی کی وفات کی اطلاع دینا مباح درست ہے۔  
اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

- ① رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی وفات کی اطلاع دی۔
- ② رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں چھاڑو دینے والی عورت سے متعلق فرمایا: ((أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُونِي)) ”تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی۔“ ⑥
- ③ رسول اللہ ﷺ نے جنگ موتہ میں شہید ہونے والے تین افراد کی اطلاع دی تھی۔  
(ابن عربی فرماتے ہیں) احادیث کے مجموعے سے تین حالتیں اخذ کی جا سکتی ہیں:  
  - ① گھروالوں، ساتھیوں اور اہل اصلاح کو اطلاع دینا سنت ہے۔
  - ② مفاخرت (تکبر و رباء) کیلئے بڑی جماعت کو دعوت دینا خلاف سنت ہے۔
  - ③ ایسی اطلاع جس میں نوحہ یا اس کی مثل کوئی کام ہو، حرام ہے۔ ⑦  
(البانی) جاہلیت کے طریقے کے مشابہہ ہو تو وفات کی اطلاع دینا جائز ہے۔ ⑧

① [صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب التکیر على الحنازة أربعاء (١٣٢٣)، صحیح مسلم، کتاب الجنائز (٩٥١)]

② [صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن (١٣٢٧)]

③ [صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة موتة من أرض الشام (٤٢٦٢)]

④ [عارضۃ الأحوضی (ج ٤ / ص: ٢٠٦)]

⑤ [أحكام الجنائز (ص: ٤٥)]

## کچھ اہم باتیں

جنائز کے احکام و مسائل احتصار کے وقت سے لے کر فن تک اس کثرت سے ہیں، اور اس قابل ہیں کہ مستقل تصنیف میں جمع کئے جائیں، یہی وجہ ہے کہ محدثین کرام رض نے اس باب میں کتاب الجنائز کے نام سے مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں، ہمارے ناقص علم کے مطابق محدثین کرام رض میں سے اول اول جس نے اس باب میں کتابیں لکھی، وہ محدث عبدالوہاب بن عطاء الخلفاف بصری نزیل بغداد رض ہیں۔ آپ بصرہ کے مشاہیر محدثین میں سے ہیں، فن حدیث میں خالد حذّا، سلیمان تیجی اور سعد بن ابی عربہ وغیرہم کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل رض وغیرہ کے استاذ ہیں۔ اور ابو عمر بن علاء، جو قراءہ سبعہ سے ایک مشہور قاری ہیں، فن قراءت حاصل کیا ہے۔ امام مسلم رض نے اپنی صحیح میں اور ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رض نے اپنے سنن میں آپ کی سند سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ محدث سعید بن ابی عربہ رض کی صحبت میں ایک مدت تک تھے۔ ۲۰۷ھ میں وفات پائی، حافظ ابن حجر رض نے اپنی کتاب الجنائز سے فتح الباری میں بعض حدیثیں نقل کی ہیں۔

محدث عبدالوہاب بن عطاء کے بعد علامہ مزنی نے کتاب الجنائز کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف کی، عون المعبود حاشیہ سنن ابی داؤد میں اس کتاب کی بعض روایتیں منقول ہیں، لیکن اصل کتاب سے نہیں۔ علامہ محمود امام طحاوی رض کے ماموں اور امام شافعی رض کے مشہور شاگرد ہیں۔ نام اسماعیل بن حنکی، کنیت ابوبراہیم، وطن اور مسکن، مصر تھا، امام شافعی رض کی تائید و نفرت میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ امام شافعی رض فرماتے تھے ”المسنی ناصر مذهبی“ جب آپ کتاب

”مختصر“ تصنیف کر رہے تھے، تو جس مسئلہ کی تحقیق سے فارغ ہوتے، اور اس کو اپنی کتاب میں درج کرتے، تو دور کعut صلاة ادا کرتے، صلاة باجماعت ادا کرنے کا اتنا اترام و اہتمام رہتا کہ جب کوئی صلاة باجماعت نہیں ملتی تو اس کو کچیس مرتبہ پڑھتے، تاکہ صلاة باجماعت کا ثواب حاصل ہو۔ امام شافعی رض کی تجویز و تکفین میں شریک تھے اور آپ رض نے ان کو غسل دیا تھا۔ ۲۲ھ میں وفات پائی، اور قافہ صغری میں امام شافعی رض کی قبر کے قریب مدفن ہوئے۔

علامہ مزنی رض کے بعد محدث ابو بکر مروزی رض نے کتاب ”الجنازہ“ کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھی، حافظ ابن حجر رض نے آپ کی اس کتاب سے ”التلخیص الحبیر“ میں بعض حدیثیں نقل کی ہیں، نام احمد بن علی ہے، وطن اور مسکن، مرد ہے جو ملک خراسان کا ایک مشہور شہر ہے۔ فن حدیث میں امام احمد بن حنبل اور امام مسکی بن معین رض وغیرہما کے شاگرد، اور امام نسائی، ابو عوانہ اور طبرانی رض وغیرہم کے استاذ ہیں۔ امام حافظ ذہبی رض مذکورۃ الحفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:

”کان من أوعية العلم و ثقات المحدثین له تصانیف مفيدة و مسانید“ یعنی ابو بکر مروزی رض بہت بڑے عالم اور ثقات محدثین میں سے تھے اور مفید کتابیں تصنیف کی ہیں، امام نسائی رض نے اپنی سفون میں آپ کی سند سے کثرت سے حدیثیں روایت کی ہیں، شہر حمص کے عہدہ قضاپر مأمور تھے، پھر دمشق کے قاضی مقرر ہوئے اور دمشق ہی میں ۲۹۲ھ میں وفات پائی۔

محدث ابو بکر رض کے بعد محدث ابن شاہین رض نے کتاب الجنازہ کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھی، آپ کی اس کتاب کی نسبت حافظ زیلمی رض نصب الرایہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”مجلد و سط“ یعنی اوسط درجہ کے جمجم کی کتاب ہے، نہ بہت بڑی نہ چھوٹی، ابن شاہین، عراق کے ایک مشہور محدث ہیں، نام: عمر بن احمد، کنیت: ابو حفص ہے، دمشق، شام، فارس اور بصرہ میں بڑے بڑے ائمہ حدیث سے حدیث پڑھی ہے، ابن القوارس کا بیان ہے کہ جس قدر کتابیں ابن شاہین نے تصنیف کی ہیں، کسی محدث نے تصنیف نہیں کیں، محمد بن عمر داودی نے ابن شاہین سے سناؤہ کہتے

## الإصال ثواب يأيهما الصير أمنوا المصطلو فاد السلم مكافحة

تھے کہ اس وقت تک جس قدر دشائی میں نے خریدی ہے، اسے حساب کیا تو وہ سات سورہم کی ہوئی۔ آپ کے سامنے جب مذہب کا تذکرہ ہوتا تو آپ فرماتے: ”آنامحمدی المذهب“، یعنی میرا مذہب محمدی ہے۔ آپ کا سن ولادت: ۲۰۸ھ، اور سن وفات: ۲۸۵ھ ہے، حافظ زیلیٰ نے نصب الراہیہ میں ابن شاہین کی کتاب ”الجنازہ“ سے متعدد حدیثیں نقل کی ہیں۔

کتاب الجنازہ کا پہلا باب ”باب الاحتضار“ ہوتا ہے، جس میں احتضار کے مسائل لکھے جاتے ہیں۔ لیکن اس باب میں مختصرین کی عبرت خیز حکایات بھی شامل کر لی جائیں تو یہ باب اس قابل ہو جاتا ہے کہ کتاب الجنازہ کے نام سے علیحدہ اس کیلئے ایک مستقل کتاب لکھی جائے۔ چنانچہ محدث ابن ابی الدنیا نے اس خصوصی میں ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام ”كتاب المحتضرین“ ہے، اس کتاب میں محدث مددوح رحمۃ اللہ علیہ نے احتضار کے متعلق تمام احادیث و روایات کو جمع کیا ہے، اور مختصرین کی نتیجہ خیز عبرت انگیز حکایات اور سلف صالحین کے احتضار کے وقت کے حالات لکھے ہیں، جن کو پڑھ کر بہت کچھ عبرت حاصل ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تلخیص میں اس کتاب سے بعض روایتیں تقلیل کی ہیں۔ ابن ابی الدنیا، بغداد کے ایک مشہور محدث ہیں، حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ، اور ان کے والد حافظ ابو حاتم وغیرہ مانے آپ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ خلفاء عبادیہ کی متعدد ولاد کی تادیب و تعلیم، آپ کے سپرد کی گئی تی۔ معتقد بالله اور مکفی بالله کی تادیب و تعلیم کے وقت دربارخلافت سے آپ کو روزانہ پندرہ دینار ملتے تھے۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔ ۲۰۸ھ، میں ولادت، اور ۲۸۲ھ، میں آپ کی وفات ہوئی۔

محدث ابن ابی الدنیا کے بعد محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر کتاب تصنیف فرمائی، ایات التغییت کی بعض شروح میں اس کتاب سے بعض روایتیں منقول ہیں۔ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے جلیل القدر و کیش اتالیف محدث ہیں۔ آپ کی تأییفات میں مجمم کبیر، اوسط اور صغیر بہت مشہور ہیں، استاذ ابن العمید فرماتے ہیں کہ وزارت اور ریاست کی حلاوت و خوشی جو مجھے حاصل ہے، اس کے

## الصال ثواب مکتبہ صادق الفیضیہ للنفعۃ والتألیف

برابر دنیا میں کسی کی خوشی و حلاوت کو نہیں سمجھتا تھا، یہاں تک کہ میں نے محدث طبرانیؑ پر بھائی دنوں ایک دوسرے پر غالب ہوتے رہتے تھے، طبرانیؑ اپنے کثرت حفظ کی وجہ سے اور جعلی اپنی فطہ اور جودت طبع کے سبب سے۔ مناظرہ ہوتے ہوتے دنوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، جعلی نے کہا کہ میرے پاس ایک ایسی حدیث ہے کہ دنیا میں بجز میرے کسی کے پاس نہیں، تو طبرانیؑ نے کہا کہ لا، پیش کرو، تو جعلی نے اس کو بایس سند پڑھنا شروع کیا: ”حدثنا أبو خلیفة ثنا سلیمان بن ایوب.....الخ“، یعنی حدیث بیان کی ہم سے ابو خلیفة نے انہوں نے کہا، حدیث بیان کی ہم سے سلیمان بن ایوب نے، تو امام طبرانیؑ نے کہا کہ کچھ خبر بھی ہے؟ سلیمان بن ایوب، میں ہی ہوں، اور ابو خلیفة نے مجھی سے یہ حدیث سنی ہے، پس آپ اس حدیث کو سن کر مجھ سے سند حاصل کر لیں۔ اس پر جعلی کو بہت ندامت ہوئی، استاذ ابن العمید فرماتے ہیں کہ طبرانیؑ کو اس وقت جو خوشی و فرحت حاصل ہوئی، اسے دیکھ کر میں نے یہ آرزو کی کہ کاش یہ وزارت و ریاست مجھے نہ ہوتی، اور میں امام طبرانیؑ نہ ہوتا، اور جو خوشی و فرحت ان کو ہوئی ہے، مجھے ہوتی۔

امام طبرانیؑ کا سن ولادت: ۲۱۰ھ ہے، اور سن وفات: ۳۲۰ھ۔

## حرف آخر

آخر میں ہم عرض کرتے ہیں کہ بعدتیں کفر کی ڈاک ہیں اور یہ ایک ایسے دین کی زیادتی ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع نہیں کیا، بعدت گناہ کبیرہ سے زیادہ بُری چیز ہے اور شیطان، بعدت سے گناہ کبیرہ کی نسبت زیادہ خوش ہوتا ہے اس لئے کہ گنہگار گناہ کرتے ہوئے یہ جانتا ہے کہ یہ گناہ ہے تو اس سے وہ توبہ کر سکتا ہے اور بعدتی بعدت کرتے وقت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ دینی و شرعی چیز ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے، تو اس سے وہ توبہ نہیں کرتا ہے۔

اور بعدت، سنتوں کا خاتمه کر دیتی ہے اور بعدت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر کے اس کے غضب و عقاب کو لازم کر دیتی ہے اور دلوں کی کجھی اور خرابی کا سبب بنتی ہے۔

سوال : بدعتیوں سے کیا سلوک کیا جائے ؟

جواب : بدعتیوں کے پاس آنا جانا، ان کے ساتھ انہنَا بیٹھنا حرام ہے، ہاں اگر مقصد ان کو نصیحت کرنا اور ان کے اس فعل پر نکیر ہو تو جائز ہے۔

اس لئے کہ بعدتی سے ملنا جانا، ملنے والے پر بہت بڑا اثر چھوڑتی ہے جس کی بُرا ایساں دوسروں کو اپنے لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔

اور جب انہیں بعدت سے روکنے اور گرفت کرنے کی طاقت نہ ہوتا ان سے اور ان کی بُرا ایساں سے ڈرنا ضروری ہے۔

## ایصال ثواب مکتبہ صادق الفیضیہ للتحقیق و المتألیف

اور ممکن ہونے کی صورت میں مسلم علماء کرام اور ان کے اولی الامر پر ان کی گرفت کرنا، ان کی برائیوں سے انہیں باز رکھنا اور انہیں بدعتوں سے روکنا واجب ہے، اس لئے کہ اسلام پر ان کے خطرات بہت سخت ہیں۔

پھر یہ جانتا ضروری ہے کہ کافر مالک بُدعت کی تشریف و اشاعت میں بدعتیوں کی ہمت افزائی کرتے ہیں، نیز مختلف طریقوں سے ان کی مدد کرتے ہیں۔

اس لئے کہ اس میں اسلام کا خاتمه ہے اور اس کی صورت دوسروں کی نظر میں بگاز نامقصود ہے۔  
اللہ تعالیٰ سے ہم دست بدعا ہیں کہ وہ اپنے خالص دین حنیف کی مدد فرمائے اور اپنے کلمے

کو بلندی عطا فرمائے اور اسلام کے معاندین اور دشمنوں کو ذلیل و رسوا کرے۔ (ابن)

وصلی اللہ علی النبی المبعوث إلى نا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین۔

## اہم گزارش

ہم نے اس کتاب میں مدلل اور مستند انداز اور اعلیٰ معیار کی طباعت کے علاوہ صحت کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے، پھر بھی اگر بتقاضاۓ بشریت نادانستہ کوئی کمی یا ناطقی واقع بوجئی ہے تو آپ برآ کرم اول فرصت ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ طباعت میں اس کی کمکمل اصلاح ہو سکے، ہم آپ کے اس تعاون پر بے حد شکر گزار ہوں گے۔

رب الْعَمَلَيْنَ كَمِنْجَوَ کَا مَحْتَاجٍ

فَاضْعَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَبَاسُ الْفَيْضِيُّ

سابق أستاذ التفسير والحديث جامعة دياض العلوم دلهی (الهند)

ڈائریکٹر "مولانا ابوالکلام آزاد" ایجو کیشل سینٹر "علم بازر' غرب البنغال" (الهند).

034-63-275-025, / 095-64-940-273.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## کیا ہمارے لئے اللہ کافی نہیں ہے؟

﴿مَا تَعْبُدُونَ مِنْ ذُو نَّةٍ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهِمْ سُلْطَنٌ﴾  
 ”اس (اللہ) کو جھوڑ کر جن جن کی تم بندگی کرتے ہو وہ تو بس چند نام ہیں جو تم نے  
 اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی توکوئی سند نازل نہیں فرمائی۔“

[سورہ یوسف : ۱۴۰]

وَاتَّا غُوثاً عَظِيمًا گنج بخش، مشکل کشا، دشمن، غریب نواز، سب خالق کی صفات ہیں، بعض  
 لوگ ان صفات کو مخلوق میں تلاش کرتے ہیں۔

اس حقیقت پر قرآن کریم کی گواہی سنئے پڑھئے اور اپنے عقائد کی اصلاح کیجئے۔

[سورہ نوح : ۱۳]

”لَوْ كُوْنَتِمْ بِمِنْ كِيَا بُوْغِيَا بِكِيْ تَمْهَارِي نَظَرِوْلِ مِنْ اللَّهِ تَعَالَى كَوْئِي وَقَارِيْ نَهِيْسَ۔“

**غوث اعظم :** یعنی سب سے بڑا فریاد سننے والا۔ (وہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِمَّا مَنْ يُحِبُّ الْمُضْطَرَ إِذَا دُعِّاهُ وَيُكِثِّفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ مَعَكُمْ﴾  
 [سورہ النعل : ۶۲]

”کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کوئی الہ بھی ہے؟“  
**دعا :** سب کچھ دینے والا۔ (وہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهْبِطُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَّا ثَوَّا وَيَهْبِطُ لِمَنْ يَشَاءُ﴾

اصل ثواب يابها الصير أنسا المصطفى واد السلم مكافحة

الذکور، اویزو جہم ذکر ان و انانا، و يجعل من يشاء عقیما، إله علیم قدیر

[سورة الشوری: ٥٠]

”بے شک اللہ تعالیٰ بزادینے والا ہے۔ جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں ملا جلا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے با بھر کر دیتا ہے، وہ تو جانے والا اور قدرت والا ہے۔“

**غريب نواز :** غریبوں کو نواز نے والا۔ (وہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَا يَهُوَ النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾ [سورة الفاطر: ١٥]

”اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے در کے فقیر ہو اور اللہ تعالیٰ تو غنی و حمید ہے۔“

**مشکل کشا :** تمام مشکلیں حل کرنے والا۔ (وہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَإِن يَمْسِكَ اللَّهُ بِضِرِّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ، وَإِن يُمْسِكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلَّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [سورة الأنعام: ١٧]

”اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کسی مشکل میں ڈال دے تو اس کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والانہیں، اور اگر وہ تمہیں کسی خیر سے نوازا چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

**گنج بخش :** خزانے بخشنے والا۔ (وہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [سورة المنافقون: ٧]

”اور زمین و آسمان کے خزانے اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں۔“

ایصال ثواب مکتبہ صا، العکر الفیضیہ للتفقیہ، والتالیف

[سورہ آل عمران : ۳۷]

إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

”اللَّهُ تَعَالَى نے چاہتا ہے بلا حساب رزق عطا فرماتا ہے۔“

**دستگیر** : مصیبت کے وقت تھامنے والا۔ (وہ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذَا مَسَ الْإِنْسَانُ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا، فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّةً مَرَّ كَانُ لَمْ يَدْعُنَا إِلَيْيَ ضُرِّ مَسَّهُ

[سورۃ یونس : ۱۲]

”انسان کا حال یہ ہے کہ جو اس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو کھڑے بیٹھے اور لیئے ہمیں پکارتا ہے مگر جب ہم اس کی مصیبت نال دیتے ہیں تو ایسا جل نکلتا ہے کہ گویا کسی مشکل وقت اس نے تمیں پکارا ہی نہ تھا۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما قدرُوا اللَّهُ حَقَّ قَدْرِهِ

[سورۃ الحج : ۷۴]

”لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہ کی جیسے اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔“

قرآن کریم کی گواہی سے معلوم ہوا کہ اسباب کے بغیر داتا، مشکل کشا، دشکیر، غریب نواز، گنج بخش اور غوث اعظم، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔

لہذا جب بھی دعا نگیں یا مدد کیلئے غائبانہ پکاریں، تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کریں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہم سب کا معین و مددگار ہے۔



((فَاعْتَبِرُوا يَا أَوْلَادَ الْأَبْصَارِ))

”اے آنکھوں والے! تم عبرت حاصل کرو۔“

یہ بات سنو اے اصغر بدعت  
تمہارے شرک کے ایواں ڈھاکے چھوڑوں گا

جو لوگ سنت میراً مم سے با غی ہیں  
انہیں خدا کے غصب سے ڈرا کے چھوڑوں گا

خدا کی ذات پہ بہتان باندھنے والو  
تمہارے رخ سے نقائیں اٹھا کے چھوڑوں گا

نچار ہے ہومریدوں کو خانقاہوں میں  
یہ راز ہر کہہ بکھو سنائے چھوڑوں گا

غريب قوم کی جیسیں تراشنے والو  
تمہیں ضرور ٹھکانے لگا کے چھوڑوں گا

بکھر گئے ہومزاروں کی روٹیاں کھا کر  
تمہارا نام و نشان مٹا کے چھوڑوں گا

دل و دماغ پہ یہ بات نقش کر لینا  
اٹھا ہے ہوجو فتنے مٹا کے چھوڑوں گا

تمہارے کھیت کی فتویٰ فروش نسلوں کو  
خدا گواہ مسلمان بنائے چھوڑوں گا

((ابن س۔ اللہ تعالیٰ))

علامہ الطاف حسین حائل نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے بد جنت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

جب ہو ظہور بعشر ما فی القبور کا بازار گرم خیصل مافی الصدور کا

بدحال تنگی سے ہوا ہل نشور کا سنی کو جام دیں گے شراب طہور کا

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے بد جنت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

جس نے کر کے اہل ضلالت کی پیروی سنت سے منہ کو موڑ کے بدعت کی راہی

باہر ہوا وہ دائرة اسلام سے شقی جان اس کو مشرکوں کا برادر تو اے انہی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے بد جنت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنی ہے خاص نائب سرکار مصطفیٰ پھیلار ہا ہے ہر سو طریقہ حدیث کا

ہے بدعتی خلیفہ امیس بے حیا کوشش میں ہے کہ جلوہ سنت کو دوں بچھا

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے بد جنت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

سنی کا جس گھڑی ہو گذر پل صراط پر یک دن مثل براق کے گذر جائے گا سفر

جس دم دھرے گا پل پر قدم بدعتی خر کٹ کر گرے گا قعر جہنم میں بے خبر

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے بد جنت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

کرتا ہے جان و دل سے جو سنت کی پیروی وہابی اس کو کہتے ہیں سب مل کے بدعتی

وہابی میں جو "ہا" بے سو ہے یا نئے نسبتی

سنی خوش نصیب کو باغ و بہار ہے بد جنت بدعتی کو جہنم کی مار ہے

ناجی ہے ان میں ایک بہتر ہیں دوزخی امت ہے مصطفیٰ کی تہتر گروہ کی

## ایصال ثواب یا یہا المذیہ اسنوا المصطلحاء و السلم مکافہ

ناری ہے جس گروہ نے بدعت کی راہی  
سنی خوش نصیب کو باعث و بہار ہے  
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے  
ہاتھا پنا اس کے ہاتھ میں ہرگز نہ دیجئے  
سنی خوش نصیب کو باعث و بہار ہے  
اس پیر جی کو نائب الہمیں بوجھئے  
تسبیح و تاج وجہہ پر اس کے نہ بھولئے  
سنی خوش نصیب کو باعث و بہار ہے  
کسی ستم اٹھاتے ہیں سنت کے واسطے  
گالی و مار کھاتے ہیں سنت کے واسطے  
گھر مال و در لئاتے ہیں سنت کے واسطے  
سنی خوش نصیب کو باعث و بہار ہے  
بد بخت بدعتی کو جہنم کی مار ہے



محمد کی جس دل میں الفت نہ ہوگی (بریت)

سمجھ لو کہ قسمت میں جنت نہ ہوگی

کرے جو اطاعت محمد کی دل سے (نیت)

اسے پیر مرشد کی حاجت نہ ہوگی

بھکٹسار ہا ہے بھکٹسار ہے گا

محمد سے جس کو عقیدت نہ ہوگی (نیت)



# آہ! مجھے کوئی نہیں پہنچا تبا

- میری پیدائش : لائج سے ہوئی۔ [1]
- میری پرورش : امراء کے محل سے ہوئی۔ [2]
- میری عمر : کی کوئی حد نہیں۔ [3]
- میری خواہش : دنیا میں میرا بول بالا ہو۔ [4]
- میرا کام : دل و دماغ کا سکون چھیننا۔ [5]
- میری دیوار : صرف ایک بار مسما رہوئی جب اسلام کا چراغ روشن ہوا۔ [6]
- مجھ سے محفوظ : کوئی گھرانہ نہ رہ سکا۔ [7]
- میری خاطر : سماج میں لڑکیاں زندہ جلا دی جاتی ہیں۔ [8]
- میرے شاگرد : آج کے نوجوان اور ان کی ماں میں ہیں۔ [9]
- میرا گھر : حریفوں کے دل میں ہے۔ [10]
- میرانام : جیزیرہ ہے۔ [11]

... ﴿ ﴾ ﴿ ﴾ ﴿ ﴾ ﴿ ﴾

## مکتب خانہ

ایک معمولی امیر آدمی یا حاکم جو ہم سے ملنائیں چاہتے، ان سے ایک منٹ کیلئے ملاقات کرنا تو ہم اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں، اور ان ذہانت اور علم کے شہنشاہوں سے، جو بڑے شوق سے ہمیں بلاست رہتے ہیں اور گھنٹوں تک ہم سے مفید گفتگو کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے ہیں، ہم ان سے بات تک نہ کریں۔ معمولی درباروں میں جہاں اکثر جاہل اور مغرور آدمیوں کا جمیع ہوتا ہے، کسی نشیں ہونا کتنی بڑی عزت خیال کی جاتی ہے، لیکن مکتب خانہ جو ایک ایسا دربار ہے جہاں تمام دنیا کے علماء و فضلاء نیک سے نیک اللہ کے بندے، بڑے بڑے بادشاہ، بڑے بڑے شاعر اور نامور ادیب سب کے سب جمیع ہوتے ہیں۔ کسی میں غرور اور خود غرضی نام کو نہیں، ان کا دربار عام ہے، لکھ کی بھی ضرورت نہیں۔ جس وقت چاہیں جائیں، جس وقت چاہیں ایک سے ایک باتیں کریں، جب گھبرا میں تو انھ کر چلے آئیں، کسی قسم کی روک نوک کسی کیلئے نہیں۔

کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ ہم ایسے درباروں کیلئے کچھ وقت نہ نکال سکیں۔ یا یہ دوست ہیں جو کبھی بھی آپ کو رنجیدہ نہیں کرتے۔ کبھی آپ سے کچھ طلب نہیں کرتے، کبھی کوئی عذر پیش نہیں کرتے، ان دوستوں کی رائے ہمیشہ صائب، نیک اور سراسر بے غرضی پر منی ہوتی ہے۔ ان دوستوں کی قدر کرنی چاہیے، ان سے فائدہ اٹھانا چاہیے، ان کے آفتاب علم سے روشنی حاصل کرنی چاہیے۔

مکتب خانہ وہ مرکز ہے جہاں آفتاب علم کی پر نور شعائیں اور خوبصورت کرنیں ہمیشہ کیلئے انسانی دماغوں کو روشن کرنے کیلئے مجتمع ہیں۔ اس روشنی سے اپنادل منور کریں۔ کتابیں جراغ ہدایت ہیں، ان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی تاریکی میں رہے، تو وہ خود مذہدار ہے۔



ارشاد باری تعالیٰ - ہے:

((كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِنَةٌ لِّلْمَوْتِ)) [آل عمران: ۱۸۵]

”ہر جان، موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔“

حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے:

((أَكْثِرُ وَادِيَ كَرَهَادِمُ الْلَّذَّاتِ : يَعْنِي الْمَوْتَ))

”لذتوں کو مٹا دینے والی چیز، یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔“

[صحیح الجایع المسعید لللبناني (۱۲۱۰)، جامع الترمذی، کتاب الزهد (۲۲۲۹)،

سنن النسائي (۴۰۰)، سنن ابن ماجہ (۴۲۴۸)، مسند احمد (۷۵۸۴)، (صحیح)]

# ایام نظر

جنازے کے احکام و مسائل کی صحیح واقفیت ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔ کتاب و سنت صحیح کے مطابق احکام کی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے عموم کی اکثریت بدعاں و خرافات کا شکار ہو جاتی ہے۔

اس لئے اس کتاب میں کتاب و سنت صحیح کے مطابق مختصر مگر ضروری مسائل تحریر کئے گئے ہیں۔ نیز قرآن کریم زندوں کیلئے آیا ہے کہ وہ اس سے روشنی حاصل کریں۔ لیکن ایک مسلمان اپنی زندگی میں قرآن کریم کو اپنا سنتور حیات نہ بنائے اور اسے کے بعد اسی قرآن کریم کو کرائے پر پڑھو اکر اسے ذریعہ نجات سمجھئے، کیا یہ قرآن کریم کے ساتھ استہزا نہیں ہے؟ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ قرآن خوانی کا رواج بالعموم انہیں لوگوں میں زیادہ ہے جو زندگی میں قرآن کریم کے احکام و قوانین کو ذرا بھی اہمیت نہیں دیتے۔ اور اسی طرح لوگوں کو باور کرایا جاتا ہے کہ قرآن کریم، حیات بخش کتاب نہیں بلکہ مردہ بخش کتاب ہے۔ یہ زندوں کی رہنمائی کیلئے نہیں بلکہ مردوں کو رہنمائی نازل ہوتی ہے۔ اس طرح قرآن خوانی کی رسم سے قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد لوگوں کے ذہنوں سے نکالا جا رہا ہے۔ اس رسم نے تو اب پیشہ کی شکل اختیار کر لی ہے اور ”میلاد خواں“ کی طرح ”قرآن خواں“ کی ٹولیاں بھی اب ہر جگہ سہولت و سُتیاب ہیں۔

اب ایسی حالت میں خرافات کی اس آندھی کو روکنے اور مسئلہ بدعت پر بند باندھنے کیلئے ہم نے اس کتاب میں قرآن خوانی کی مرجعہ رسم پر بڑی سیر حاصل، جامع بحث اور مکمل تحقیق، تنتیق و تخریج پیش کی ہے۔ اگر تعصّب اور جذبات سے عاری ہو کر سنجیدگی سے اس کا مطالعہ کیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ حق و گمراہی کا فرق بہت جلد واضح ہو جائیگا۔ (و ماعلینا ابوالبلاغ)

آحادیث نبویہ سلسلہ تبلیغیہ تحقیق و تحریج کا مرکز

## مَكْتَبَة

وَالْفِكْرُ الْفَيْضَيَّةُ لِلتَّعْقِيْفِ وَالشَّايْفُ وَالشَّرْوُ وَالثَّرْبُ

Ph:034-63-275-025. Mob:095-64-940-273.

